عقائدواعمال کے بنیادی مسائل پر 300 سے زائد سوالات وجوابات کا مدنی گلدستہ

گلدستۂ عقائد و اعمال

MC 1286

شعبۂ تخریج

عقائد واعمال کے بنیادی مسائل پر 300 سے زائد سوالات وجوابات کا مدنی گلدستہ

گُلدستۂ عقائد واعمال

پیش کش

مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)

(شعبۂ تخریج)

ناشر

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

الصلاۃ والسلام علیک یارسول اللہ   وعلٰی اٰلک واصحابک یا حبیب اللہ

نام کتاب : گلدستۂ عقائدواعمال
پیش کش : مجلس المدینۃ العلمیہ (شعبۂ تخریج)
طباعتِ اوّل : جمادی الاخریٰ 1433ھ، اپریل 2012ء
تعداد : 18000
ناشر : مکتبۃ المدینہ فیضانِ مدینہ محلّہ سوداگران
پرانی سبزی منڈی باب المدینہ کراچی

مکتبۃ المدینہ کی شاخیں

- ......**کراچی** : شہید مسجد، کھارادر، باب المدینہ کراچی فون : 021-32203311
- ......**لاھور** : داتا دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ فون : 042-37311679
- ......**سردار آباد** : (فیصل آباد) امین پور بازار فون : 041-2632625
- ......**کشمیر** : چوک شہیداں، میر پور فون : 058274-37212
- ......**حیدر آباد** : فیضانِ مدینہ، آفندی ٹاؤن فون : 022-2620122
- ......**ملتان** : نزد پیپل والی مسجد، اندرون بوہڑ گیٹ فون : 061-4511192
- ......**اوکاڑہ** : کالج روڈ بالمقابل غوثیہ مسجد، نزد تحصیل کونسل ہال فون : 044-2550767
- ......**راولپنڈی** : فضل داد پلازہ، کمیٹی چوک، اقبال روڈ فون : 051-5553765
- ......**خان پور** : دُرانی چوک، نہر کنارہ فون : 068-5571686
- ......**نواب شاہ** : چکرا بازار، نزد MCB فون : 0244-4362145
- ......**سکھر** : فیضانِ مدینہ، بیراج روڈ فون : 071-5619195
- ......**گوجرانوالہ** : فیضانِ مدینہ، شیخوپورہ موڑ، گوجرانوالہ فون : 055-4225653
- ......**پشاور** : فیضانِ مدینہ، گلبرگ نمبر 1، النور سٹریٹ، صدر

E.mail: ilmia@dawateislami.net
www.dawateislami.net

فہرست

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

”علمِ دین کا سیکھنا عبادت ہے“ کے بیس حُروف کی نسبت سے اس کتاب کو پڑھنے کی ”20 نیّتیں“

فرمانِ مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم: ”اچھی نیّت بندے کو جنّت میں داخل کر دیتی ہے۔“

(الجامع الصغیر، الحدیث ۹۳۲۶، ص ۵۵۷، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

دو مَدَنی پھول: ﴿1﴾ بِغیر اچھی نیّت کے کسی بھی عملِ خیر کا ثواب نہیں ملتا۔
﴿2﴾ جتنی اچھی نیّتیں زِیادہ، اُتنا ثواب بھی زِیادہ۔

﴿1﴾ ہر بار حَمد و ﴿2﴾ صلوٰۃ اور ﴿3﴾ تعوُّذ و ﴿4﴾ تَسمِیہ سے آغاز کروں گا (اسی صَفْحہ پر اُوپر دی ہوئی دو عَرَبی عبارات پڑھ لینے سے چاروں نیّتوں پر عمل ہو جائے گا) ﴿5﴾ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کیلئے اس کتاب کا اوّل تا آخر مطالَعہ کروں گا ﴿6﴾ حتَّی الامکان اِس کا باوُضو اور ﴿7﴾ قبلہ رُو مُطالَعہ کروں گا ﴿8﴾ قرآنی آیات اور ﴿9﴾ اَحادیثِ مبارکہ کی زِیارت کروں گا ﴿10﴾ جہاں جہاں ”اللہ“ کا نام پاک آئے گا وہاں عَزَّوَجَلَّ اور ﴿11﴾ جہاں جہاں ”سرکار“ کا اِسْمِ مبارک آئے گا وہاں صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم پڑھوں گا ﴿12﴾ جو مسئلہ سمجھ میں نہیں آئے گا اس کے لیے آیت کریمہ ”فَسْـَٔلُوْۤا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۙ“ (پ ۱۴، النحل: ۴۳) ترجمہ کنزالایمان: تو اے لوگو علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں۔“ پر عمل کرتے ہوئے علماء سے رجوع کروں گا ﴿13﴾ (اپنے ذاتی نسخے پر) ”یادداشت“ والے صَفْحہ پر ضَروری نِکات لکھوں گا ﴿14﴾ (اپنے ذاتی نسخے پر) عِندَ الضَّرورت (یعنی ضرورتاً)

خاص خاص مقامات پر انڈر لائن کروں گا ﴿15﴾ دوسروں کو یہ کتاب پڑھنے کی ترغیب دلاؤں گا ﴿16﴾ اس حدیثِ پاک " تَهَادَوْا تَحَابُّوْا " ایک دوسرے کو تحفہ دو آپس میں محبت بڑھے گی (المؤطا للامام مالك، الحديث: ١٧٣١، ج٢، ص٤٠٧، دارالمعرفة بيروت) پر عمل کی نیت سے (ایک یا حسبِ توفیق تعداد میں) یہ کتابیں خرید کر دوسروں کو تحفۃً دوں گا ﴿17﴾ جن کو دوں گا حتَّی الامکان انہیں یہ ہَدَف بھی دوں گا کہ آپ اِتنے (مَثَلاً 41) دن کے اندر اندر مکمّل پڑھ لیجیے ﴿18﴾ اس کتاب کے مطالعے کا ساری اُمّت کو ایصالِ ثواب کروں گا ﴿19﴾ ہر سال ایک بار یہ کتاب پوری پڑھا کروں گا ﴿20﴾ کتابت وغیرہ میں شَرعی غلطی ملی تو ناشرین کو تحریری طور پر مُطَّلع کروں گا۔ (ناشرین ومصنّف وغیرہ کو کتابوں کی اَغلاط صِرف زبانی بتانا خاص مفید نہیں ہوتا)

اچھی اچھی نیّتوں سے متعلق رَہنمائی کیلئے، **امیرِ اہلسنّت** دامت برکاتہم العالیہ کا سنّتوں بھرا بیان **"نیّت کا پھل"** اور نیتوں سے متعلق آپ کے مُرتّب کردہ **کارڈ** اور **پمفلٹ** **مکتبۃ المدینہ** کی کسی بھی شاخ سے ہدِیّۃً طلب فرمائیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

المدینة العلمیة

از: شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علاّمہ
مولانا ابوبلال **محمد الیاس عطار** قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَلٰی اِحْسَانِہٖ وَبِفَضْلِ رَسُوْلِہٖ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم تبلیغِ قرآن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **''دعوتِ اسلامی''** نیکی کی دعوت، اِحیائے سنّت اور اشاعتِ علمِ شریعت کو دنیا بھر میں عام کرنے کا عزمِ مُصمّم رکھتی ہے، اِن تمام اُمور کو بحسنِ خوبی سرانجام دینے کے لئے متعدّد مجالس کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جن میں سے ایک مجلس '' **المدینة العلمیة** '' بھی ہے جو **دعوتِ اسلامی** کے عُلماء و مُفتیانِ کرام کَثَّرَھُمُ اللّٰہُ تعالٰی پر مشتمل ہے، جس نے خالص علمی، تحقیقی اور اشاعتی کام کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اس کے مندرجہ ذیل چھ شعبے ہیں:

﴿۱﴾ شعبۂ کتبِ اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ ﴿۲﴾ شعبۂ درسی کُتُب
﴿۳﴾ شعبۂ اصلاحی کُتُب ﴿۴﴾ شعبۂ تراجمِ کتب
﴿۵﴾ شعبۂ تفتیشِ کُتُب ﴿۶﴾ شعبۂ تخریج

''المدینة العلمیة'' کی اوّلین ترجیح سرکارِ اعلیٰحضرت اِمامِ اَہلسنّت، عظیم البرکت، عظیم المرتبت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مُجدِّدِ دین ومِلّت، حامیٔ سنّت، ماحیٔ

بِدعت، عالِمِ شَرِیْعت، پیرِ طریقت، باعثِ خَیْر وبَرَکت، حضرتِ علاّمہ مولٰینا الحاج الحافِظ القاری شاہ امام اَحمد رَضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کی گِراں مایہ تصانیف کوعصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق حتَّی الْوَسع سَہْل اُسلُوب میں پیش کرنا ہے۔تمام اسلامی بھائی اوراسلامی بہنیں اِس عِلمی، تحقیقی اوراشاعتی مدنی کام میں ہر ممکن تعاون فرمائیں اور مجلس کی طرف سے شائع ہونے والی کُتُب کا خود بھی مطالَعہ فرمائیں اور دوسروں کو بھی اِس کی ترغیب دلائیں۔

اللہ عزوجل ''دعوتِ اسلامی'' کی تمام مجالس بَشُمُول ''**المدينة العلمية**'' کو دن گیارھویں اور رات بارھویں ترقّی عطا فرمائے اور ہمارے ہر عملِ خیر کو زیورِ اخلاص سے آراستہ فرما کر دونوں جہاں کی بھلائی کا سبب بنائے۔ہمیں زیرِ گنبدِ خضرا شہادت، جنّت البقیع میں مدفن اور جنّت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ

پیش لفظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

عِلْم کی فضیلت اور اس کی برتری کسی پر بھی **مخفی نہیں**، اللہ عزوجل نے اپنے پیارے حبیب، حبیب لبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ارشاد فرمایا:

وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا۝ ترجمۂ کنزالایمان: اور عرض کرو کہ اے میرے رب مجھے علم زیادہ دے۔ (پ۱۶،طہ:۱۱٤)

علامہ حافظ **ابن حجر عسقلانی** علیہ رحمۃ اللہ الباری فرماتے ہیں: آیت کریمہ سے **علم** کی فضیلت واضح طور پر ثابت ہورہی ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو علم کے سوا کسی اور شے کے زیادہ طلب کرنے کا حکم نہیں فرمایا، اور علم سے مراد **شریعت کا علم** ہے۔ (فتح الباری شرح صحیح البخاری، کتاب العلم، ج۲،ص۱۲۹)

نبی اکرم، رسول **محتشم**، شاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ **عظمت نشان** ہے کہ '' اَفْضَلُ الْعِبَادَۃِ طَلَبُ الْعِلْمِ . **بہترین عبادت علم کا حاصل کرنا ہے۔**''

(فردوس الاخبار للدیلمی، الحدیث:۱٤۲۹،ج۱،ص۲۰۷)

حجۃ الاسلام سیدنا **امام محمد بن محمد غزالی** علیہ رحمۃ اللہ الوالی احیاء العلوم، جلد اوّل، صفحہ 21 پر فرماتے ہیں کہ '' اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ اے ابراہیم! علیہ السلام بلاشبہ میں **علم والا** ہوں اور **علم والے** کو پسند کرتا ہوں۔'' اور صفحہ 23 پر روایت نقل فرماتے ہیں کہ: ''**حضرت سلیمان** علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام **مال، سلطنت**

اور علم کے درمیان اختیار دیئے گئے تو انہوں نے علم کو پسند فرمایا، لہٰذا علم اختیار کرنے کے سبب سے سلطنت اور مال بھی عطا کر دیا گیا۔

(تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر، ذکر من اسمہ سلیمان، ج ۲۲، ص ۲۷۵)

علم کا حصول باعث عزت و عظمت ہے اور اس کی اہمیت بہت زیادہ ہے اس سلسلے میں کثیر احادیث مبارکہ وارد ہیں چنانچہ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، فیض گنجینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے کہ "طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ" (سنن ابن ماجه، باب فضل العلماء، الحديث: ۲۲۴، ج ۱، ص ۱۴۶) علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ حکیم الامت حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں: "علم سے بقدرِ ضرورت شرعی مسائل مراد ہیں لہٰذا روزے نماز کے مسائلِ ضروریہ سیکھنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔" (مرآۃ المناجیح، ج ۱، ص ۲۰۲)

اعلیٰ حضرت، امام اہل سنت، مجدد دین وملت، پروانۂ شمع رسالت مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں: علمِ دین سیکھنا اس قدر کہ مذہب حق سے آگاہ ہو، وضو، غسل، نماز، روزے وغیرہا ضروریات کے احکام سے مطلع ہو، تاجر تجارت، مزارع زراعت، اجیر اجارے، غرض ہر شخص جس حالت میں ہے اس کے متعلق احکامِ شریعت سے واقف ہو، فرض عین ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۲۳، ص ۶۴۷)

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں: "افسوس! آج کل صِرف وصِرف دنیاوی عُلوم ہی کی طرف ہماری اکثریت کا رُجحان ہے۔ علمِ دین

کی طرف بہت ہی کم میلان ہے۔ **حدیثِ پاک** میں ہے: طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ. یعنی عِلم کا طَلَب کرنا ہر مسلمان (مرد وعورت) پر فرض ہے۔ (سنن ابن ماجه، ج ١، ص ١٤٦، حديث ٢٢٤) اِس حدیثِ پاک کے تحت میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولٰینا **شاہ امام اَحمد رَضا خان** علیہ رحمۃُ الرحمٰن نے جو کچھ فرمایا، اس کا آسان لفظوں میں مختصراً خُلاصہ عرض کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ سب میں اوّلین واہم ترین فرض یہ ہے کہ **بُنیادی عقائد** کا علم حاصل کرے۔ جس سے آدمی صحیح العقیدہ سُنّی بنتا ہے اور جن کے انکار ومخالَفت سے **کافِر** یا **گُمراہ** ہو جاتا ہے۔ اِس کے بعد **مسائلِ نَماز** یعنی اِس کے فرائض وشرائط ومُفسِدات (یعنی نماز توڑنے والی چیزیں) سیکھے تاکہ نَماز صحیح طور پر ادا کر سکے۔ پھر جب **رَمَضانُ المبارَك** کی تشریف آوری ہو تو روزوں کے مسائل، مالِکِ نصابِ نامی (یعنی حقیقۃً یا حکماً بڑھنے والے مال کے نِصاب کا مالک) ہو جائے تو **زکوٰۃ** کے مسائل، صاحِبِ اِستِطاعت ہو تو مسائلِ **حج**، **نِکاح** کرنا چاہے تو اِس کے ضَروری مسائل، **تاجِر** ہو تو خرید وفروخت کے مسائل، **مُزارِع** یعنی کاشتکار کھیتی باڑی کے مسائل، **ملازِم** بننے اور ملازِم رکھنے والے پر اجارہ کے مسائل۔ **وَ عَلٰى هٰذَا الْقِيَاس** (یعنی اور اِسی پر قِیاس کرتے ہوئے) **ہر مسلمان عاقِل و بالِغ مرد وعورت پر اُس کی موجودہ حالت کے مطابِق مسئلے سیکھنا فرضِ عین ہے**۔ اِسی طرح ہر ایک کے لیے مسائلِ **حلال وحرام** بھی سیکھنا **فرض** ہے۔ نیز **مسائلِ علمِ قلب** یعنی فرائضِ قَلْبِیہ (باطِنی فرائض) مَثَلاً **عاجزی و اِخلاص** اور **توکُّل** وغیرہا اور ان کو حاصِل کرنے کا طریقہ اور **باطِنی گناہ** مَثَلاً **تکبُّر**، **رِیاکاری**، **حَسَد** وغیرہا اور **ان کا عِلاج** سیکھنا ہر مسلمان پر اہم فرائض سے ہے۔'' (ماخوذ از فتاوٰی رضویہ، ج ۲۳، ص ۶۲۳، ۶۲۴)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مذکورہ بالا عبارات سے **علم دین** کی فضیلت، اہمیت اور ضرورت واضح ہے بالخصوص بقدرِ ضرورت **علم دین** سیکھنے کی فرضیت سے متعلق **اعلیٰ حضرت** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور **امیر اہل سنت** دامت برکاتہم العالیہ کی وضاحت نہایت **قابلِ توجہ** ہے لہٰذا ہر ایک کو چاہیے کہ علم دین سیکھنے کے لیے **کوشاں** رہے بالخصوص اپنی ضرورت کے مسائل کے سیکھنے میں تاخیر نہ کرے۔ **علمِ دین** سیکھنے کے مختلف ذرائع ہیں مثلاً درس نظامی، دینی کتب کا مطالعہ، کسی سنی صحیح العقیدہ عالم دین کی صحبت میں رہ کر دینی مسائل سیکھنا اور تبلیغ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **دعوتِ اسلامی** کے مدنی ماحول سے وابستگی کہ دعوتِ اسلامی کے سنتوں بھرے اجتماعات، مختلف کورسز (مثلاً مدنی تربیتی کورس، مدنی قافلہ کورس، امامت کورس، عالم کورس (درس نظامی) وغیرہ) اور بالخصوص **مدنی قافلوں** میں خوب خوب **علمِ دین** اور **سنتیں** سیکھنے کا نہ صرف موقع ملتا ہے بلکہ عمل کا جذبہ بھی بیدار ہوتا ہے۔ آیئے آپ بھی **دعوتِ اسلامی** کے مہکے مہکے مدنی ماحول سے وابستہ ہو کر سنتیں سیکھنے سکھانے والے **عاشقانِ رسول** میں شامل ہو جایئے اور ہر درس اور ہر سنتوں بھرے اجتماع میں اوّل تا آخر حاضری کی سعادت حاصل کر کے خوب **علمِ دین** و **سنتیں** سیکھئے اور سکھایئے، نیز نیکیوں پر **استقامت** پانے اور **باکردار مسلمان** بننے کے لئے امیر اہل سنت حضرت علامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطار** قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ کے عطا کردہ **مدنی انعامات** پر عمل کرتے ہوئے روزانہ **فکرِ مدینہ** کا معمول بنا لیجیے۔

عقائد اہلِ سنت اور وضو، غسل اور نماز وغیرہ سے متعلق مسائل کی ابتدائی معلومات کے لیے زیرِ نظر کتاب "**گلدستۂ عقائد و اعمال**" نہایت معاون اور مددگار ہے، سوال جواب کی صورت میں یہ مدنی گلدستہ فتاویٰ رضویہ، بہار شریعت، ہمارا اسلام، نماز کے

احکام اور مدنی پنج سورہ کی روشنی میں مرتب کرنے کی کوشش کی گئی ہے جس میں ضروری اور اہم مسائل کو اختصار کے ساتھ اور آسان انداز میں ذکر کیا گیا ہے تاکہ کم پڑھے لکھے بھی **استفادہ** کرسکیں اور جو تفصیل جاننا چاہیں وہ ان کتب کی طرف رجوع فرمائیں۔ ہر اسلامی بھائی کو چاہیے کہ **اچھی اچھی نیتوں** کے ساتھ اس کتاب کا مطالعہ کرے اور دوسروں کو بھی ترغیب دلا کر ثوابِ آخرت کا حق دار بنے، اللہ عزوجل ہمیں **اِخلاص** عطا فرمائے، آمین۔ اس کتاب کی کچھ خصوصیات درج ذیل ہے:

﴿1﴾ ہر عنوان سے متعلق سوالات قائم کر کے ان کے جوابات تحریر کیے گئے ہیں اور ساتھ ہی ان کے حوالہ جات بھی لکھ دیئے گئے ہیں

﴿2﴾ اَحادیثِ مبارکہ کی اصل مآخذ سے حتی المقدور تخریج کردی گئی ہے

﴿3﴾ آیاتِ قرآنیہ کا ترجمہ امامِ اہلِ سنت، مجدد دین وملت مولانا شاہ **امام احمد رضا خان** علیہ رحمۃ اللہ المنان کے شہرۂ آفاق ترجمہ قرآن **"کنز الایمان"** سے دیا گیا ہے اور

﴿4﴾ آخر میں مآخذ و مراجع کی فہرست مصنفین و مؤلفین کے ناموں، ان کے سن وفات اور مطابع کے ساتھ ذکر کردی گئی ہے۔

اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اِستِدعا ہے کہ اس کتاب کو پیش کرنے میں علمائے کرام دامت فیوضہم نے جو محنت و کوشش کی اسے قبول فرما کر انہیں بہترین جزا دے اور انکے علم و عمل میں برکتیں عطا فرمائے اور **دعوتِ اسلامی** کی مجلس " المدینۃ العلمیۃ " اور دیگر مجالس کو دن پچیسویں رات چھبیسویں ترقی عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّم

شعبۂ تخریج مجلس المدینۃ العلمیۃ

توحیدِ باری تعالٰی

سوال: اسلام کے بنیادی عقائد کتنے ہیں؟

جواب: اسلام کے بنیادی عقیدے تین ہیں:﴿۱﴾توحید﴿۲﴾ رِسالت اور﴿۳﴾مَعاد یعنی قِیامت، باقی تمام اعتقادی باتیں اِنہیں کے اندر آجاتی ہیں۔

(ھمارا اسلام، توحید، حصہ۳، ص۹۳)

سوال: توحید کے کیا معنی ہیں؟

جواب: توحید کا معنی دل سے تصدیق کرنا (ماننا) اور زبان سے اس اَمر کا اقرار کرنا کہ ہمیں اور تمام عالم کو پیدا کرنے والی ذات ایک ہے اور وہ اللہ رب العزت عزوجل ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، نہ ذات میں نہ صفات میں، نہ حکومت میں نہ عبادت میں۔

(ھمارا اسلام، توحید، حصہ۳، ص۹۳)

سوال: خدائے بزرگ وبرتر عزوجل کے موجود ہونے پر کیا دلیل ہے؟

جواب: اللہ عزوجل کا موجود ہونا آفتاب سے زیادہ روشن ہے،اس کی ذات کا یقین ہر شخص کی فطرت میں داخل ہے،خصوصاً مصیبتوں میں، بیماریوں میں،موت کے قریب اکثر یہ فطرتِ اصلیہ ظاہر ہوجاتی ہے اور بڑے بڑے منکرین بھی خداعزوجل ہی کی طرف رُجوع کرنے لگتے ہیں اور ان کی زبانوں پر بھی بے ساختہ خداعزوجل کا نام آہی جاتا ہے۔ تھوڑی سی عقل والا انسان بھی دنیا کی تمام چیزوں پر نظر کر کے یہ یقین کرلیتا ہے کہ بے شک یہ آسمان وزمین، ستارے اور سَیّارے، انسان وحیوان اور تمام مخلوق کسی نہ کسی کے پیدا کرنے سے پیدا ہوئے ہیں۔آخر کوئی تو ہے جس نے ان کو پیدا کیا ہے اور جس طرح چاہتا ہے ان میں تصرُّف کرتا ہے کیونکہ جب ہم کسی تخت یا کرسی وغیرہ بنی ہوئی چیزوں

کو دیکھتے ہیں تو فوراً سمجھ لیتے ہیں کہ انہیں کسی نہ کسی کاریگر نے بنایا ہے اگر چہ ہم نے اپنی آنکھ سے بناتے نہ دیکھا۔ عرب کے ایک بدّو نے خوب کہا کہ اونٹ کی مینگنی دیکھ کر اونٹ کے گزرنے کا یقین ہو جاتا ہے اور نقشِ قدم دیکھ کر چلنے والے کا ثبوت ملتا ہے تو پھر ان بُرجوں والے آسمان اور کشادہ راستہ والی زمین کو دیکھ کر اللہ عزوجل کے صانعِ عالَم ہونے کا یقین کیونکر نہ ہوگا؟ فی الواقع زمین وآسمان کی پیدائش، رات دن کا اختلاف، ستاروں کا خاص نظام، اِن کی مخصوص گردش، اس بات کی کُھلی ہوئی دلیلیں ہیں کہ ان کا کوئی پیدا کرنے والا ضرور ہے جو بڑی زبردست قوّت وقدرت والا اور بڑا حکیم اور بااختیار ہے جس کے قبضۂ قدرت سے یہ چیزیں نکل نہیں سکتیں۔

(همارا اسلام، توحید، حصه۳، ص۹۳۔۹۴)

سوال: توحیدِ الٰہی عزوجل کے ثبوت میں قرآنی وعقلی کون کون سی دلیلیں ہیں؟

جواب: خداوند تعالیٰ کی وَحدانیت کے ثبوت، ایک تو عقلی ہیں یعنی انسانی عقل (بشرطیکہ عقل صحیح ہو) خدائے تعالیٰ کے ایک ہونے کا یقین رکھتی ہے، اسی لئے دنیا کے بڑے بڑے حکماء اور فلسفی ایک خدا عزوجل کے قائل ہیں، دوسرے ثبوت وہ ہیں جن کو قرآنِ کریم نے بتایا ہے اور وہ یہ ہیں:

﴿۱﴾ وَ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ۠

(پ۲، البقرة:۱۶۳)

ترجمۂ کنزالایمان: اور تمھارا معبود ایک معبود ہے اسکے سوا کوئی معبود نہیں مگر وہی بڑی رحمت والا مہربان

﴿۲﴾ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَۙ وَ الْمَلٰٓىٕكَةُ وَ اُولُوا الْعِلْمِ قَآىٕمًۢا بِالْقِسْطِؕ

(پ۳، ال عمران: ۱۸)

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ نے گواہی دی کہ اسکے سوا کوئی معبود نہیں اور فرشتوں نے اور عالموں نے انصاف سے قائم ہوکر

﴿۳﴾ لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ (پ۱۷، الانبیاء: ۲۲)

ترجمۂ کنزالایمان: اگرآسمان وزمین میں اللہ کے سوااور خدا ہوتے توضرور وہ تباہ ہوتے

﴿٤﴾ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۙ﴿۹۱﴾ (پ۱۸، المؤمنون: ۹۱)

ترجمۂ کنزالایمان: یوں ہوتا تو ہرخدا اپنی مخلوق لیجاتا اور ضرور ایک دوسرے پر اپنی تعلّی (برتری) چاہتا پاکی ہے اللہ کو ان باتوں سے جو یہ بناتے ہیں

(ہمارااسلام، توحید، حصہ۳، ص۹٤-۹۵)

سوال: توحید کے کتنے مرتبے ہیں؟

جواب: توحید کے چار مرتبے ہیں: ﴿۱﴾ اللہ عزوجل ہی کو واجب الوجود سمجھنا ﴿۲﴾ تمام روحانی اور مادّی عالَم کا خالق اللہ عزوجل ہی کو جاننا ﴿۳﴾ آسمان اور زمین اور ان کے درمیان کی چیزوں میں تمام تدبیر اور تصرف کو اللہ عزوجل ہی کی ذات کے ساتھ مخصوص سمجھنا ﴿٤﴾ اللہ عزوجل ہی کو مستحقِ عبادت سمجھنا۔ (ہمارا اسلام،توحید،حصہ۳،ص۹۵)

سوال: قدیم کسے کہتے ہیں اور اللہ عزوجل کی ذات کے سوا کون کون سی چیزیں قدیم ہیں؟

جواب: ''قدیم'' وہ جو ہمیشہ سے ہو اور اَزَلی کے بھی یہی معنی ہیں اور جس طرح اس کی ذات قدیم، ازلی واَبدی ہے، اسی طرح اس کی صفات بھی قدیم، اَزَلی واَبدی ہیں اور ذات وصفات کے سوا سب چیزیں حادِث ہیں۔ جو عالَم میں سے کسی چیز کو قدیم مانے یا اس کے حادِث ہونے میں شک کرے وہ کافر ومشرک ہے جیسے آریہ، کہ رُوح اور مادّہ کو قدیم مانتے ہیں یقیناً وہ مشرک ہیں۔ (حادِث وہ شے ہوتی ہے جو پہلے نہ ہو اور پھر کسی کے پیدا کرنے سے ہو، اسی کو ممکن بھی کہتے ہیں)۔ (ہمارااسلام، توحید، حصہ۳، ص۹۵-۹٦)

سوال: اللہ عزوجل کے ذاتی اور صفاتی نام کتنے ہیں؟

جواب: رب تعالیٰ کا ذاتی نام ''اللہ'' ہے، اس کو اسمِ ذات بھی کہتے ہیں اور لفظِ ''اللہ'' کے سوا دوسرے نام جو اس کی صفات کو ظاہر کریں انہیں صفاتی نام یا اَسمائے صفات کہتے ہیں اور وہ بے شمار ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ عزوجل کے ننانوے نام جس کسی نے یاد کر لیے وہ جنتی ہوا۔(صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء...الخ، باب فی اسماء اللہ تعالی، الحدیث:۲۶۷۷، ص ۱۴۳۹) ہاں! ان ناموں کے علاوہ ایسے نام جو قرآن و حدیث میں نہ آئے ہوں جائز نہیں مثلاً خدا عزوجل کو سخی یا رفیق کہنا، اسی طرح دوسری قوموں میں اس کے جو نام مقرر ہیں اور خراب معنی رکھتے ہیں یہ بھی اسکے لئے مقرر کرنا ناجائز ہے جیسے خدا عزوجل کو رَام یا پَرماتما کہنا۔(ہمارا اسلام، توحید، حصہ۳، ص۹۶)

سوال: کیا خدائے ذوالجلال کے نام کے ساتھ کسی اور کا نام رکھ سکتے ہیں؟

جواب: اللہ عزوجل کے بعض نام جو مخلوق پر بولے جاتے ہیں ان کے ساتھ نام رکھنا جائز ہے جیسے لطیف، رشید، کبیر، کیونکہ بندوں کے ناموں میں وہ معنی مراد نہیں ہوتے جو اللہ عزوجل کے لئے ثابت ہیں، (مگر ان ناموں کے ساتھ ''عَبد'' کا اضافہ بہتر ہے جیسے عبداللطیف، عبدالرشید وغیرہ) ایسے ناموں کو بگاڑنا سخت منع ہے۔ (جیسے لطیف سے طِیفا، رشید سے شِیدا، کریم سے کرمو وغیرہ۔)(ہمارا اسلام، توحید، حصہ۳، ص۹۶)

سیِّدُ الانبیاء صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم

سوال: نبیٔ رحمت، آقائے امّت، محبوبِ ربّ العزت عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیات، اَوصاف اور معجزات کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

جواب: پیارے آقا و مولیٰ، حضور سیّدُ الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیات، اَوصاف

اور معجزات بے شمار ہیں چند کا یہاں بیان کیا جاتا ہے:

خصوصیات

﴿۱﴾ اللہ عزوجل نے سب سے پہلے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نور پیدا فرمایا پھر اُسی نور سے تمام کائنات پیدا فرمائی، اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نہ ہوں تو کچھ نہ ہو، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تمام جہان کی جان ہیں۔

(ھمارا اسلام، سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، حصہ ۲، ص ۵۷)

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا، وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

جان ہیں وہ جہان کی، جان ہے تو جہان ہے

(حدائق بخشش، حصہ ۱، ص ۱۲۶)

﴿۲﴾ اللہ عزوجل نے تمام انبیاء کرام علٰی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی رُوحوں سے عہد لیا کہ اگر وہ حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے کو پائیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مدد بھی کریں۔

(ھمارا اسلام، سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، حصہ ۲، ص ۵۷)

میثاق کے دن سب نبیوں سے　　اقرار لیا تھا اُن کے لئے

اب آتے ہیں وہ سردارِ رُسُل　　اب ان کی ولادت ہوتی ہے

﴿۳﴾ حضور آقائے دوجہان، رحمتِ عالمیان، سرورِ کون ومکان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تمام مخلوقات میں خود بھی سب سے بہتر ہیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مبارک خاندان بھی سب خاندانوں سے افضل ہے۔

(ھمارا اسلام، سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، حصہ ۲، ص ۵۷)

تیری نسلِ پاک میں ہے بچّہ بچّہ نور کا　　تو ہے عینِ نور تیرا سب گھرانا نور کا

(حدائق بخشش، حصہ ۲، ص ۱۸۱)

ان جیسا دوسرا نہ کوئی ہوا نہ ہوگا

اللہ کی سر تا بقدم شان ہیں یہ　　اِن سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ

قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں　　ایمان یہ کہتا ہے مری جان ہیں یہ

(حدائق بخشش، حصہ ۱، ص ۱۷۲)

﴿۴﴾ حضورِانور، شافعِ محشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی وِلادت شریف کے وقت بت اَوندھے گر پڑے اور ایسا نور پھیلا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی والدۂ ماجدہ حضرتِ سیِّدَتُنا بی بی آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ملکِ شام کے محلات دیکھ لئے۔

(ھمارا اسلام، سید الانبیاء صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم، حصہ ۲، ص ۵۷)

تیری آمد تھی کہ بیت اللہ مُجرے کو جھکا
تیری ہیبت تھی کہ ہر بت تھرتھرا کر گر گیا

(حدائق بخشش، حصہ ۱، ص ۴۱)

﴿۵﴾ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ نہ تھا کیوں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نور ہی نور ہیں اور نور کا سایہ نہیں ہوتا۔

(ھمارا اسلام، سید الانبیاء صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم، حصہ ۲، ص ۵۷)

تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا　　سایہ کا سایہ نہ ہوتا ہے نہ سایہ نور کا

(حدائق بخشش، حصہ ۲، ص ۱۷۹)

﴿۶﴾ گرمی کے وقت اکثر بادل آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر سایہ کرتا تھا اور درخت کا

سایہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف آجاتا تھا حالانکہ ابھی لوگوں کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کا نبی ہونا معلوم نہ ہوا تھا۔

﴿۷﴾ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جسمِ انور اور پسینۂ مبارکہ میں مشک وزَعفران سے بڑھ کر خوشبو آتی تھی۔ جس راستے سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم گزرتے وہ راستہ مہک جاتا۔(ھمارا اسلام، سید الانبیاء صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم، حصہ ۲، ص۵۸)

گزرے جس راہ سے وہ سیّدِ والا ہوکر　　رہ گئی ساری زمیں عنبرِ سارا ہوکر

(حدائق بخشش، حصہ ۱، ص۵۳)

﴿۸﴾ اللہ عزوجل نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو زمین وآسمان کے خزانوں کی چابیاں عطا فرمادیں اور اختیار دیا کہ جسے جو چاہیں دیں اور جس سے جو چاہیں واپس لے لیں، اُن کے حکم کو کوئی ٹالنے والا نہیں۔

(ھمارا اسلام، سید الانبیاء صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم، حصہ ۲، ص۵۸)

حکم نافذ ہے ترا، خامہ ترا، سیف تری　　دَم میں جو چاہے کرے دَور ہے شاہا تیرا

کنجیاں دل کی خدا نے تجھے دیں ایسی کر　　کہ یہ سینہ ہو محبت کا خزینہ تیرا

(حدائق بخشش، حصہ ۱، ص۲۹)

﴿۹﴾ دنیا وآخرت کی ہر چھوٹی بڑی نعمت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی کے طفیل میں ملتی ہے اور ملتی رہے گی۔(ھمارا اسلام، سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حصہ ۲، ص۵۸)

﴿۱۰﴾ اللہ عزوجل کے نام کے ساتھ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نام بھی بلند کیا جاتا ہے، حضورِ اقدس، نورِ مقدّس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ عزوجل کے محبوب ہیں۔

(ھمارا اسلام، سید الانبیاء صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم، حصہ ۲، ص۵)

وَرَفَعۡنَا لَکَ ذِکۡرَکَ کا ہے سایہ تجھ پر — بول بالا ہے ترا ذکر ہے اونچا تیرا
تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے — جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا

(حدائق بخشش، حصہ ۱، ص۲۷)

غرض حضور سرورِ عالَم، نورِ مجسَّم، شہنشاہِ معظَّم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل بیشمار ہیں۔ وہ اللہ عزوجل کے حبیب ہیں اور مخلوق میں ساری خوبیاں آپ ہی کی ذاتِ بابرَکات پر ختم ہیں۔(ہمارا اسلام،سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم،حصہ۲،ص۵۸۔۵۷)

بعد اَزْ خدا بزرگ توئی قِصَّہ مختصر

اوصاف

﴿۱﴾ سب سے پہلے جس کو نُبُوَّت ملی وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

(ہمارا اسلام، خاتم النبیین صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم، حصہ۳، ص۱۰٤)

ذات ہوئی انتخاب وَصف ہوئے لاجواب — نام ہوا مصطفیٰ تم پہ کروڑوں دُرُود

(حدائق بخشش، حصہ۲، ص۱۹۲)

﴿۲﴾ قیامت کے روز جو سب سے پہلے قبر سے اُٹھے گا وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی ہوں گے۔

﴿۳﴾ شفاعت کا دَروازہ جو سب سے پہلے کھولیں گے وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی ہوں گے۔ (ہمارا اسلام،خاتم النبیین صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم،حصہ۳،ص۱۰٤)

پیشِ حق مژدہ شفاعت کا سناتے جائیں گے
آپ روتے جائیں گے ہم کو ہنساتے جائیں گے

(حدائق بخشش، حصہ۱، ص۱۱۲)

﴿۴﴾ شفاعت کی اجازت سب سے پہلے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی کو دی جائے گی۔

(همارا اسلام، خاتم النبيين صلى الله تعالى عليه وآله وسلم، حصه۳، ص۱۰٤)

لو وہ آئے مسکراتے ہم اَسیروں کی طرف ؎ خرمنِ عصیاں پر اب بجلی گراتے جائیں گے

(حدائق بخشش، حصه۱، ص۱۱۳)

اب آئی شفاعت کی ساعت اب آئی
ذرا چین لے میرے گھبرانے والے

(حدائق بخشش، حصه۱، ص۱۱۵)

﴿۵﴾ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ایک جھنڈا مرحمت ہوگا جس کو "لِوَاءُ الْحَمْد" کہتے ہیں تمام مؤمنین حضرت سیِّدُنا آدم علیہ السّلام سے لیکر آخر تک سب اِسی کے نیچے ہونگے۔

﴿۶﴾ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی کیلئے ساری زمین پاک کرنے والی اور مسجد ٹھہری۔

﴿۷﴾ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی کے لئے مالِ غنیمت حلال کیا گیا۔

﴿۸﴾ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی پیشوائے مرسلین اور خاتمُ النّبیّین ہیں۔ علیہم الصلوٰۃ والتسلیم

(همارا اسلام، خاتم النبيين صلى الله تعالى عليه وآله وسلم، حصه۳، ص۱۰٤)

سب سے اول سب سے آخر ؎ ابتدا ہو انتہا ہو
سب تمہاری ہی خبر تھے ؎ تم مؤخر مبتدا ہو

(حدائق بخشش، حصه۲، ص۲٤۸)

﴿۹﴾ روزِ محشر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آگے ہوں گے اور ساری مخلوق پیچھے پیچھے۔

(همارا اسلام، خاتم النبيين صلى الله تعالى عليه وآله وسلم، حصه۳، ص۱۰٤)

باغِ جنّت میں محمد مسکراتے جائیں گے
پھول رحمت کے جھڑیں گے ہم اٹھاتے جائیں گے

﴿۱۰﴾ پل صراط سے سب سے پہلے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنی اُمّت کو لے کر گزر فرمائیں گے۔(همارا اسلام،خاتم النبیین صلی الله علیه وآله وسلم،حصه۳،ص۱۰٤)

پل سے اتارو راہ گزر کو خبر نہ ہو جبریل پر بچھائیں تو پَر کو خبر نہ ہو

(حدائق بخشش، حصه۱، ص۹٦)

﴿۱۱﴾ دیگر انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کسی ایک قوم کی طرف بھیجے گئے جبکہ حضور تاجدارِ عرب وعجم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے۔

(همارا اسلام، خاتم النبیین صلی الله تعالی علیه وآله وسلم، حصه۳، ص۱۰٤)

ملکِ کونین میں انبیاء تاجدار تاجداروں کا آقا ہمارا نبی

(حدائق بخشش، حصه۱، ص۱۰۲)

﴿۱۲﴾ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ عزوجل مقامِ محمود عطا فرمائے گا کہ تمام اولین وآخرین ان کی حمد کریں گے۔

(همارا اسلام،خاتم النبیین صلی الله تعالی علیه وآله وسلم،حصه۳،ص۱۰٤)

صبا وہ چلے کہ باغ پھلے وہ پھول کِھلے کہ دن ہوں بھلے
لِوا کے تلے ثناء میں کھلے رِضا کی زباں تمہارے لئے

(حدائق بخشش، حصه ۲، ص۲٥٦)

﴿۱۳﴾ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو جسم کے ساتھ معراج ہوئی۔

(همارا اسلام،خاتم النبیین صلی الله تعالی علیه وآله وسلم،حصه۳،ص۱۰٤)

وہ سرورِ کشورِ رِسالت جو عرش پر جلوہ گر ہوئے تھے
نئے نرالے طرب کے ساماں عرب کے مہمان کے لئے تھے

(حدائق بخشش، حصه ۱، ص۱٦۲)

﴿۱۴﴾ اللہ عزوجل نے تمام نبیوں علیہم الصلوٰۃ والتسلیم سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کرنے کا وعدہ لیا۔

﴿۱۵﴾ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ''حبیب اللہ'' کا خطاب ملا، تمام جہان اللہ عزوجل کی رِضا چاہتا ہے اور اللہ عزوجل آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رِضا کا طالب ہے۔

(ھمارا اسلام،خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم،حصہ۳،ص ۱۰۵)

خدا کی رِضا چاہتے ہیں دو عالَم　　　خدا چاہتا ہے رِضائے محمد

(حدائق بخشش، حصہ۱، ص۴۹)

معجزات

ڈوبے ہوئے سورج کو پلٹانا، اِشارے سے چاند کے دوٹکڑے کر دینا، انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری کرنا، تھوڑے سے طعام کا کثیر جماعت کے لئے کافی ہو جانا، دودھ کی معمولی مقدار سے کثیر افراد کا سیراب ہونا، کنکریوں کا تسبیح پڑھنا، لکڑی کے ستون میں ایسی صفت پیدا ہو جانا جو خاص انسانی صفت ہے یعنی نہ صرف تھرتھرانا بلکہ فراقِ محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا احساس پیدا ہونا اور اس پر رونا، درختوں اور پتھروں کا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کرنا، درختوں کو بلانا اور ان کا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر چل کر آنا، درندوں اور موذی جانوروں کا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نامِ نامی اسمِ گرامی سن کر رَام ہو جانا اور ہزاروں پیش گوئیوں کا آفتاب کی طرح صادق ہونا وغیرہ وغیرہ، ہزاروں معجزات ہیں جو نہ صرف آیات وصحیح احادیث سے ثابت ہیں بلکہ بہت سے غیر مسلم بھی اس کا اقرار کرتے ہیں اور ان کی کتابوں میں بھی ان کا ذکر پایا جاتا ہے۔

(ھمارا اسلام، سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، حصہ۴، ص ۱۸۱)

سوال: خاتَم النبیّین کے کیا معنی ہیں؟

جواب: خاتم النبیّین یا خَتم المرسلین کے معنی یہ ہیں کہ اللہ عزوجل نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر سلسلۂ نُبُوَّت ختم فرمادیا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں یا بعد میں کوئی نیا نبی نہیں ہوسکتا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ پاک پر نُبُوَّت کا خاتمہ ہوگیا۔

(ھمارا اسلام، خاتم النبیین صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم، حصہ۳، ص۱۰٤)

سوال: ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نُبُوَّت عام ہے یا خاص؟ اور کیا انبیاء ومرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امّت ہیں؟

جواب: نبیٔ رحمت، آقائے امّت، محبوبِ رب العزت عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نُبُوَّت ورِسالت سیدنا آدم علیہ السلام کے زمانے سے روزِ قیامت تک کی تمام مخلوقات کو عام ہے۔ علمائے کرام فرماتے ہیں کہ حضور سرورِ عالَم، نورِ مجسّم، شہنشاہِ معظّم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رِسالت تمام جن وانس اور فرشتوں کو شامل ہے بلکہ تمام حیوانات، جمادات، نباتات آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رِسالت کے دائرہ میں داخل ہیں، تو جس طرح انسان کے ذمّہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اِطاعت فرض ہے یونہی ہر مخلوق پر حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی فرمانبرداری کرنا ضروری ہے اور یہ سب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امّت ہیں تو جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بادشاہِ زمین وآسمان ہیں اور خدا عزوجل کی ساری مخلوق کے لئے نبی ورسول بنا کر بھیجے گئے ہیں تو تمام نبیوں اور رسولوں علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کے بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رسول ہوئے اور جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان کے رسول ہوئے تو یہ نفوسِ قدسیّہ بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے امّتی ٹھہرے۔

(ھمارا اسلام، خاتم النبیین صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم، حصہ۳، ص۱۰٤)

سوال: حضورمکّی مدَنی سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کس خاندان اور کس قبیلے سے ہیں؟

جواب: حضورِانور، شافعِ محشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خاندانِ قریش سے ہیں، یہ خاندان عرب میں ہمیشہ سے ممتاز ومعزّز چلا آتا تھا، عرب کے تمام قبیلے اور خاندان اس خاندان کو اپنا سردار مانتے تھے۔ اسی خاندانِ قریش کی ایک شاخ بنی ہاشم تھی، جو قریش کی دوسری تمام شاخوں سے زیادہ عزت رکھتی تھی، حضور سلطانِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ، صاحبِ معطَّر پسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خود ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے حضرت سیّدنا اسماعیل علیہ السلام کی اَولاد میں سے کِنانہ کو بَرگزیدہ بنایا اور کِنانہ میں سے قریش کو اور قریش میں سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم میں سے مجھے بَرگزیدہ بنایا۔

(سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب ماجاء فی فضل النبی صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث: ٣٦٢٦، ج٥، ص ٣٥٠)

حضرت سیّدنا جبریل علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں دنیا کے مشرق ومغرب میں پھرا مگر بنی ہاشم سے افضل کوئی خاندان نہیں دیکھا۔

(المعجم الاوسط، باب من اسمه محمد، الحدیث: ٦٢٨٥، ج٤، ص ٣٧٢)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ہاشمی اسی لئے کہا جاتا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بنی ہاشم سے ہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پردادا کا نام ہاشم ہے اور یہ عبدِ مناف کے بیٹے ہیں ہاشم کا اصلی نام عَمْرو تھا یہ نہایت ہی مہمان نواز تھے ان کا دسترخوان ہر وقت بچھا رہتا تھا۔ ایک مرتبہ قحط کے زمانے میں یہ ملکِ شام سے خشک روٹیاں خرید کر مکہ میں لائے اور روٹیوں کا چُورہ کر کے اونٹ کے شوربے میں ڈال کر لوگوں کو پیٹ بھر کر کھلایا اس دن سے ان کو ہاشم (روٹیوں کا چورہ کرنے والا) کہا جانے لگا، ہاشم کی پیشانی میں نورِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم چمکتا تھا۔ اسی لئے لوگ ان کی بڑی عزت کرتے تھے۔

(ھمارا اسلام، خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، حصہ٣، ص١٠٦)

سوال: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علم شریف کے متعلق اہلِ سُنّت کا کیا عقیدہ ہے؟

جواب: تمام اہلِ سُنّت و جماعت کا اس بات پر اِجماع ہے کہ جس طرح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے تمام کمالات میں جملہ انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم سے افضل و اعلیٰ ہیں اسی طرح آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کمالاتِ علمی میں بھی سب سے فائق ہیں۔ قرآنِ کریم کی بہت سی آیات اور احادیثِ کثیرہ سے یہ بات ثابت ہے کہ اللہ عزوجل نے اپنے حبیب، حبیبِ لبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تمام کائنات کے علوم عطا فرمائے اور علمِ غیب کے دروازے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر کھول دیئے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ہر چیز روشن فرما دی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سب کچھ پہچان لیا، جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علم میں آ گیا، حضرت سیّدنا آدم علیہ السلام سے لے کر قیامِ قِیامت تک تمام مخلوق سیدِ عالم، شہنشاہِ عرب و عجم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر پیش کی گئی اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے گزشتہ و آئندہ کی ساری مخلوق کو پہچان لیا۔ نبیِّ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہر شخص کو اس سے بھی زیادہ پہچانتے ہیں جتنا ہم میں سے کوئی اپنے عزیز کو پہچانے اور اُمّت کا ہر حال، ان کی ہر نیّت، ان کے ہر ارادے اور ان کے دِلوں کے خیالات سب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر روشن ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خود ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے میرے سامنے دنیا اُٹھالی ہے، تو میں اُسے اور اس میں جو کچھ قِیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسے دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی ہتھیلی کو دیکھتا ہوں۔ (حلیۃ الاولیاء، ۳۳۸۔ حدیر بن کریب، الحدیث: ۷۹۷۹، ج۶، ص۱۰۷)

اور یہ جو کچھ ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا پورا علم نہیں بلکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علمِ مبارک سے ایک چھوٹا سا حصّہ ہے۔ حضور سرورِ عالَم، نورِ مُجَسَّم، شہنشاہِ معظّم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہ وسلم کے علوم کی حقیقت خود وہ جانیں یا ان کا عطا کرنے والا ان کا مالک ومولیٰ عزوجل۔

(همارا اسلام، سرور كائنات صلى الله عليه وآله وسلم،حصه ٤،ص ١٨٤)

وَ اِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْيَا وَ ضَرَّتَهَا

وَ مِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَ الْقَلَمِ

(قصيده برده (مترجم)، ص ٨٢)

یہاں یہ بات ہمیشہ کے لئے ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ ''علمِ غیبِ ذاتی'' اللہ عزوجل کے ساتھ خاص ہے اور انبیاء علیہم السلام واَولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کو غیب کا علم اللہ عزوجل کی تعلیم سے عطا ہوتا ہے، اللہ عزوجل کے بتائے بغیر کسی کو کسی چیز کا علم نہیں اور یہ کہنا کہ اللہ عزوجل کے بتائے سے بھی کوئی نہیں جانتا محض باطل اور سینکڑوں آیات واحادیث کے خلاف ہے۔ اپنے پسندیدہ رسولوں علیہم السلام کو علمِ غیب دیئے جانے کی خبر خود ربِّ اکبر عزوجل نے سورۂ جن میں دی ہے اور بارش کا وقت اور حمل میں کیا ہے؟ اور کل کون کیا کریگا؟ اور کہاں مرے گا؟ ان تمام اُمور کی خبریں بھی بکثرت انبیاء کرام علیہم السلام واَولیاء عظام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے دی ہیں اور کثیر آیتیں اور حدیثیں اس پر دلالت کرتی ہیں۔

(هماراا سلام، سرور كائنات صلى الله تعالى عليه وآله وسلم، حصه ٤، ص١٨٣)

ایمان وکُفر کا بیان

سوال: ایمان کسے کہتے ہیں، اسلام اور ایمان میں کیا فرق ہے؟

جواب: سچّے دل سے اُن تمام باتوں کی تصدیق کرنا جو ضروریاتِ دین سے ہیں اُسے ایمان کہتے ہیں، یا یوں سمجھیں کہ جو کچھ حضور سرورِ عالَم، نورِ مجسَّم، شہنشاہِ معظَّم ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے رب خدائے بزرگ وبرتر عزوجل کے پاس سے لائے، خواہ وہ حکم ہو یا خبر، اُن سب کو حق جاننا اور سچّے دل سے ماننا ایمان

کہلاتا ہے اور جو شخص ایمان لائے اسے مؤمن و مسلمان کہتے ہیں۔ اسلام کے لغوی معنی اطاعت و فرمانبرداری کے ہیں اور شرعی معنی میں اسلام اور ایمان ایک ہی ہیں ان میں کوئی فرق نہیں۔ جو مؤمن ہے وہ مسلمان ہے اور جو مسلمان ہے وہ مؤمن ہے، البتہ صرف زبانی اقرار کرنا کہ جس کے ساتھ قلبی تصدیق نہ ہو معتبر نہیں، اس سے آدمی مؤمن نہیں ہوتا۔ (ہمارا اسلام، ایمان و کفر، حصہ ٤، ص ١٩٣)

سوال: مؤمن کتنی قسم کے ہیں نیز ''فاسق فی العقیدہ'' کسے کہتے ہیں؟

جواب: مؤمن دو قسم کے ہیں: ﴿١﴾ مؤمنِ صالح ﴿٢﴾ مؤمنِ فاسق۔

مؤمنِ صالح یا مؤمنِ مطیع وہ مسلمان ہے جو دل کی تصدیق اور زبان کے اقرار کے ساتھ ساتھ شریعت کے اَحکام کا پابند بھی ہو، خدا عزوجل اور رسول صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم کی اطاعت کرتا ہو، شریعت کے خلاف نہ کرتا ہو اور مؤمنِ فاسق وہ ہے جو اَحکامِ شریعت کی تصدیق اور اقرار تو کرتا ہو مگر اس کا عمل ان اَحکام کے برخلاف ہو جیسے وہ مسلمان جو نماز، روزہ کو فرض تو جانتے ہیں مگر اَدا نہیں کرتے۔ اسی طرح "فَاسِقِ فِی الْعَقِیْدَہ" وہ شخص ہے جو دعویٔ اِسلام کے ساتھ ساتھ مذہبِ اہلِ سُنَّت و جماعت کے خلاف عقیدہ رکھتا ہے اسی کو بددین، گمراہ، بدمذہب اور ضَال (بھٹکا ہوا) بھی کہتے ہیں۔ (ہمارا اسلام، ایمان و کفر، حصہ ٤، ص ١٩٢)

سوال: اعمالِ بدن، ایمان میں داخل ہیں یا نہیں؟

جواب: اصل ایمان صرف تصدیقِ قلبی کا نام ہے اعمالِ بدن اصلاً ایمان کا جزو نہیں، ہاں! بعض اَعمال جو قطعاً ایمان کے خلاف ہوں ان کے مرتکب کو کافر کہا جائے گا، جیسے بُت یا چاند، سورج وغیرہ کو سجدہ کرنا یا کسی نبی یا قرآنِ کریم کی یا کعبۂ معظّمہ کی توہین کرنا یا کسی

سُنَّت کو ہلکا بتانا، یہ باتیں یقیناً کفر ہیں، یونہی بعض اَعمال کفر کی علامت ہیں جیسے زُنّار (وہ دھاگہ یا ڈوری جو ہندو گلے سے بغل کے نیچے تک ڈالتے ہیں اور عیسائی، مجوسی اور یہودی کمر میں باندھتے ہیں۔(اردو لغت تاریخی اصول پر،ج ۱۱،ص ۱۶۲)) باندھنا، سر پر چوٹیا (وہ چند بال جو بچے کے سر پر منت مان کر ہندو رکھتے ہیں۔(فرھنگ آصفیہ،ج ۱،ص ۱۰٤)) رکھنا، قشقہ (پیشانی پر صندل یا زعفران کے دو نشانات، ٹیکا، تلک جو ہندو ماتھے پر لگاتے ہیں۔(اردو لغت تاریخی اصول پر،ج ۱٤،ص ۲٥٤)) لگانا۔(یہ ہندوؤں کے شعائر یعنی مذہبی طریقے ہیں) جس شخص سے یہ اَفعال صادِر ہوں اُسے ازسرِ نو اِسلام لانے اور اس کے بعد اپنی عورت سے دوبارہ نکاح کرنے کا حکم دیا جائے گا۔(ھمارااسلام، ایمان و کفر، حصہ٤، ص۱۹۳)

سوال: ایمان گھٹتا اور بڑھتا بھی ہے یا نہیں؟

جواب: ایمان کوئی ایسی شے نہیں جو بڑھے یا گھٹے، اس لئے کہ کمی بیشی اس میں ہوتی ہے جو مقدار یعنی لمبائی چوڑائی، موٹائی یا گنتی وغیرہ رکھتا ہو، جبکہ ایمان تصدیق ہے اور تصدیق نام ہے دل کی ایک کیفیت کا، جسے یقین کہا جاتا ہے، البتہ ایمان میں شدّت و ضُعف کی گنجائش ہے، یعنی کمالِ ایمان میں کمی بیشی ہوسکتی ہے، چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ حضرتِ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تنہا ایمان اِس امّت کے تمام افراد کے مجموعی ایمانوں پر غالب ہے۔(شعب الایمان للبیھقی،باب القول فی زیادۃ الایمان ونقصانہ...الخ،الحدیث:۳٦،ج ۱،ص٦۹ وھمارا اسلام،ایمان و کفر،حصہ٤،ص۱۹۳)

سوال: مسلمان ہونے کے لئے کیا شرط ہے؟

جواب: اِقرارِلسانی یعنی زبان سے اپنے مسلمان ہونے کا اقرار کرنا تاکہ دوسرے لوگ اسے مسلمان سمجھیں اور مسلمان اس کے ساتھ اہلِ اسلام کا سا سلوک کریں نیز یہ بھی

شرط ہے کہ زبان سے کسی ایسی چیز کا انکار نہ کرے جو ضروریاتِ دین سے ہو اگرچہ باقی باتوں کا اقرار کرتا ہو، اگرچہ وہ یہ کہے کہ صرف زبان سے انکار ہے دل میں انکار نہیں کہ بغیر شرعی مجبوری کے کلمۂ کفر وہی شخص اپنی زبان پر لائے گا جس کے دل میں ایمان کی اتنی ہی وقعت ہے کہ جب چاہا اقرار کرلیا اور جب چاہا انکار کر دیا اور ایمان تو ایسی تصدیق ہے جس کے خلاف کی اصلاً گنجائش نہیں۔

(ہمارا اسلام، ایمان و کفر، حصہ ٤، ص ١٩٣۔١٩٤)

سوال: کفر و شرک کسے کہتے ہیں؟

جواب: حضور آقائے دو جہان، رحمتِ عالمیان، سرورِ کون و مکان صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم جو کچھ اپنے رب عزوجل کے پاس سے لائے ان میں سے کسی ایک بات کو بھی نہ ماننا کفر ہے اور شرک کے معنٰی ہیں خدا عزوجل کے سوا کسی اور کو واجب الوجود یا مستحقِ عبادت جاننا یعنی خدا عزوجل کی خدائی میں دوسرے کو شریک کرنا اور یہ کفر کی سب سے بدترین قسم ہے اس کے سوا کوئی بات اگرچہ کیسی ہی شدید کفر ہو حقیقۃً شرک نہیں اور کبھی شرک بول کر مطلق کفر مراد لیا جاتا ہے اور یہ جو قرآنِ عظیم نے فرمایا کہ شرک نہ بخشا جائے گا (پ ٥، النسآء: ٤٨) وہ اس معنٰی پر ہے یعنی اصلاً کسی کفر کی مغفرت نہ ہوگی، کفر کرنے والے کو کافر اور شرک کرنے والے کو مشرک کہا جاتا ہے۔

(ہمارا اسلام، ایمان و کفر، حصہ ٤، ص ١٩٤)

سوال: کافر کتنی قسم کے ہوتے ہیں؟

جواب: کافر دو قسم کے ہوتے ہیں: ﴿١﴾ اَصلی ﴿٢﴾ مُرتَد۔

کافرِ اصلی وہ کہ جو شروع سے کافر ہے اور کلمۂ اسلام کا انکار کرتا ہے، خواہ علی

الاعلان کلمہ کا منکر ہو یا بظاہر کلمہ پڑھتا ہو لیکن دل میں انکار کرتا ہو اور مرتد وہ کہ جو اسلام کا کلمہ پڑھ لینے کے بعد (یعنی مسلمان ہو جانے کے بعد) کفر کرے، خواہ یوں کہ پہلے مسلمان تھا پھر اعلانیہ اسلام سے پھر گیا، کلمۂ اسلام کا منکر ہو گیا، یا یوں کہ کلمۂ اِسلام اب بھی پڑھتا ہے، اپنے آپ کو مسلمان ہی کہتا ہے اور پھر خدا عزوجل اور رسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کی توہین کرتا ہے یا ضروریات دین میں سے کسی بات سے انکار کرتا ہے۔

(ہمارا اسلام،ایمان و کفر،حصہ ٤،ص ١٩٤۔١٩٥)

سوال: جو کافر اعلانیہ کفر کرتے ہیں ان کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: علی الاعلان کلمۂ اسلام کے منکر چار قسم کے ہیں:

اول: ''دہریہ'' کہ خدا عزوجل کے وجود ہی کا منکر ہے۔ زمانہ کو قدیم خیال کرتا ہے، مخلوق کو خود بخود پیدا ہونے والا کہتا ہے اور قیامت کا قائل نہیں ان ہی میں زِندیق اور مُلحِد ہیں کہ دین کا مذاق اڑاتے اور ضروریات دین بلکہ تعلیماتِ اسلام کو مضحکہ خیز سمجھتے ہیں، اگرچہ وجود باری تعالٰی عزوجل کے منکر نہ بھی ہوں۔

دوم: ''مشرک'' کہ اللہ عزوجل کے سوا کسی اور کو بھی معبود یا وَاجب الوجود مانتا ہے جیسے ہندو بُت پرست کہ بتوں کو اپنا معبود جانتے ہیں اور آریہ کہ یہ روح اور مادہ کو واجب الوجود یعنی قدیم وغیرمخلوق جانتے ہیں یہ دونوں مشرک ہیں اور آرِیوں کو موحّد سمجھنا سخت باطل ہے۔

سوم: ''مجوسی'' آتش پرست کہ آگ کی پوجا کرتے ہیں۔

چہارم: ''کتابی'' (اہل کتاب)، یہودی اور نصرانی جو دوسری آسمانی کتابوں کے نزول کا اقرار اور قرآنِ کریم کا انکار کرتے ہیں اور اس پر ایمان نہیں رکھتے۔

(ہمارا اسلام، ایمان و کفر، حصہ ٤، ص ١٩٥)

سوال: منافق کون ہوتا ہے؟

جواب: منافق وہ کافر ہے کہ زبان سے تو دعویٔ اسلام کرتا ہے مگر دل میں اسلام کا منکر ہے، ایسے لوگوں کے لئے جَہَنَّم کا سب سے نیچے کا طبقہ ہے۔ حضور سلطانِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ، صاحبِ معطَّر پسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں کچھ لوگ اس نام کے ساتھ مشہور ہوئے اس لئے کہ ان کے کفرِ باطنی کو خدا عزوجل اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے واضح فرمایا اور فرمادیا کہ یہ منافق ہیں۔ اب اس زمانے میں کسی خاص شخص کی نسبت یقین کے ساتھ منافق نہیں کہا جا سکتا، البتہ نفاق کی ایک شاخ اس زمانے میں بھی پائی جاتی ہے کہ بہت سے بدمذہب اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور دیکھا جاتا ہے کہ دعویٔ اسلام کے ساتھ ضروریاتِ دین کا انکار بھی ہے۔ کافروں میں سب سے بدتر منافق یہی ہیں اور ان کی صحبت ہزاروں کافروں کی صحبت سے زیادہ مُضِر ہے کہ یہ مسلمان بن کر کفر سکھاتے ہیں۔

(ھمارا اسلام، ایمان و کفر، حصہ ٤، ص ١٩٥ ـ ١٩٦)

سوال: کافر کی بخشش اور نجات کے لئے دعا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جو کسی کافر کیلئے اس کے مرنے کے بعد مغفرت کی دعا کرے یا کسی مردہ مُرتد کو مرحوم یا مغفور یا کسی مردہ ہندو کو بیکنٹھ باشی (جنتی) کہے وہ خود کافر ہے۔

(ھمارا اسلام، ایمان و کفر، حصہ ٤، ص ١٩٦)

سوال: کافر کو کافر کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: مسلمان کو مسلمان اور کافر کو کافر جاننا ضروریاتِ دین سے ہے اگرچہ کسی خاص شخص کی نسبت اُس وقت تک یہ یقین سے نہیں کہا جا سکتا کہ اس کا خاتمہ ایمان پر یا معاذ

اللہ عزوجل کفر پر ہوا، جب تک کہ اس کے خاتمہ کا حال دلیلِ شرعی سے ثابت نہ ہو۔ مگر اس کے ہرگز یہ معنیٰ نہیں کہ جس شخص نے قطعاً کفر کیا ہو اس کے کفر میں بھی شک کیا جائے کہ قطعی کافر کے کفر میں شک بھی آدمی کو کافر بنا دیتا ہے، تو جب کوئی کافر اپنے کفر سے توبہ کئے بغیر مر گیا تو ہمیں خدا عزوجل اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا حکم یہی ہے کہ اسے کافر ہی جانیں، اس کی زندگی اور موت کے بعد اس کے ساتھ وہی تمام معاملات کریں جو کافروں کیلئے ہیں اور خاتمہ کا حال علم الٰہی عزوجل پر چھوڑ دیں اسی طرح جو ظاہراً مسلمان ہو اور اس سے کوئی قول و فعل ایمان کے خلاف ثابت نہ ہو تو فرض ہے کہ ہم اسے مسلمان ہی مانیں اگرچہ ہمیں اس کے بھی خاتمہ کا حال معلوم نہیں تو پتہ چلا کہ شریعت کا مدار ظاہر پر ہے جب کہ روزِ قیامت ثواب یا عذاب کی بنیاد خاتمہ پر ہے۔

(ہمارا اسلام، ایمان و کفر، حصہ ٤، ص١٩٦)

سوال: اس امّت میں گمراہ فرقے کتنے ہیں؟

جواب: حدیثِ مبارکہ میں ہے کہ یہ امّت تہتّر فرقے ہو جائے گی، ایک فرقہ جنّتی ہو گا باقی سب جہنمی۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی وہ جنّتی فرقہ کونسا ہے؟ فرمایا: ''وہ جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔'' (المستدرك على الصحيحين، كتاب العلم، باب منع معاوية قاصاً كان يقص...الخ، الحديث: ٤٥٥، ج١، ص ٣٣٧) یعنی سُنَّت کے پَیرو۔ اسی طرح ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضور آقائے دوجہان، رحمتِ عالمیان، سرورِ کون و مکان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عظمت نشان ہے کہ وہ جماعت ہے یعنی مسلمانوں کا بڑا گروہ جسے ''سوادِ اعظم'' فرمایا اور فرمایا: جو اس سے الگ ہوا جہنّم میں الگ ہوا۔ اسی وجہ سے اس جنّتی فرقے کا نام اہلِ سُنَّت و جماعت ہوا۔ (مشكاة المصابيح،

کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، الحدیث:۱۷۲، ۱۷٤، ج۱، ص٥٤، ٥٥

ومرقاة المفاتیح، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، تحت الحدیث:۱۷٤،

ج۱،ص۴۲۱ ملتقطاً وہمارا اسلام، ایمان و کفر، حصہ٤، ص۱۹٦،۱۹۷)

سوال: ضروریاتِ دین کا کیا مطلب ہے؟

جواب: ضروریاتِ دین وہ دینی مسائل ہیں جن کے بارے میں ہر خاص وعام جانتا ہو کہ انہیں حضور سلطانِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ، صاحبِ معطّر پسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے رب عزوجل کے پاس سے لائے جیسے اللہ عزوجل کی وَحدانیت، انبیاءِ کرام علیہم السلام کی نُبُوَّت، جنت ونار، حشر ونشر وغیرہ، مثلاً یہ عقیدہ رکھنا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خاتم النّبیّین ہیں، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نیا نبی نہیں ہوسکتا یا یہ عقیدہ رکھنا کہ سب آسمانی کتابیں اور صحیفے حق ہیں اور سب کلام اللہ عزوجل ہیں، یا یہ کہ قرآنِ کریم میں کسی حَرْف یا نقطہ کی کمی یا بیشی محال ہے اگرچہ تمام دنیا اس کے بدلنے پر جمع ہوجائے۔(ہمارا اسلام، ایمان و کفر، حصہ٤، ص۱۹۷)

خدا عزوجل کے رسول و نبی علیہم الصلوۃ والسلام

سوال: رسول کون ہوتے ہیں اور نبی و رسول میں کیا فرق ہے؟

جواب: اللہ عزوجل نے جن برگزیدہ بندوں کو اپنی مخلوق کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے اپنا پیغام دے کر بھیجا انھیں رسول کہتے ہیں، یہ اللہ عزوجل اور اس کے بندوں کے درمیان واسطہ ہوتے ہیں اور لوگوں کو خدا عزوجل کی طرف بلاتے ہیں۔ نبی ورسول کے معنی میں بھی کوئی فرق نہیں یہ دونوں لفظ ایک ہی معنی کیلئے بولے اور سمجھے جاتے ہیں، البتہ نبی صرف اُس بشر کو کہتے ہیں جسے اللہ عزوجل نے ہدایت کے لئے وَحی بھیجی ہو، جبکہ رسول

فرشتوں میں بھی ہوتے ہیں اور انسانوں میں بھی۔ اور بعض علماء یہ فرماتے ہیں کہ جو نبی نئی شریعت لائے اسے رسول کہتے ہیں۔ ہاں! نبیوں کی کوئی تعداد مقرر کرلینا جائز نہیں ہمیں یہ اعتقاد رکھنا چاہئے کہ خداعزوجل کے ہر نبی پر ہمارا ایمان ہے۔

(ہمارا اسلام، خدا کے رسول و نبی علیہم السلام، حصہ ۲، ص ۵۳۔۵۵ ملتقطا)

سوال: پیغمبروں اور دوسرے انسانوں میں کیا فرق ہے؟

جواب: پیغمبروں اور دوسرے انسانوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے، نبی اور رسول، خدا عزوجل کے خاص اور معصوم بندے ہوتے ہیں، ان کی نگرانی اور تربیت خود اللہ عزوجل فرماتا ہے، صغیرہ کبیرہ گناہوں سے بالکل پاک ہوتے ہیں۔ عالی نسب، عالی حسب اور انسانیت کے اعلیٰ مرتبے پر پہنچے ہوئے، خوبصورت، نیک سیرت، عبادت گزار، پرہیزگار، تمام اَخلاقِ حَسَنہ (نیک عادات) سے آراستہ اور ہر قسم کی برائی سے دُور رہنے والے، انھیں عقل کامل عطا کی جاتی ہے جو اَوروں کی عقل سے بدَرجہا زائد ہے، کسی حکیم اور کسی فلسفی کی عقل، کسی سائنسدان کی فہم و فراست اس کے لاکھویں حصے تک بھی نہیں پہنچ سکتی اور کیوں نہ ہو کہ یہ اللہ عزوجل کے پیارے بندے اور اس کے محبوب ہوتے ہیں۔ اللہ عزوجل انھیں ہر ایسی بات سے دُور رکھتا ہے جو باعثِ نفرت ہو۔ اِسی لئے انبیاءِ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے جسموں کا بَرَص (سفید داغ)، جذَام (کوڑھ) وغیرہ ہر ایسی بیماری سے پاک ہونا ضروری ہے جس سے لوگ گِھن کریں۔

(ہمارا اسلام، خدا کے رسول و نبی علیہم السلام، حصہ ۲، ص ۵۳)

سوال: کیا انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بھی علمِ غیب ہوتا ہے؟

جواب: انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام غیب کی خبریں دینے کے لئے ہی آتے ہیں، حساب

کتاب، جنت ودَوزخ، ثواب عذاب، حشر ونشر، فرشتے وغیرہ غیب نہیں تو اور کیا ہیں؟ یہ وہی باتیں بتاتے ہیں جن تک عقل نہیں پہنچتی مگر یہ علمِ غیب جو کہ ان کو حاصِل ہے، اللہ عزوجل کے دیئے سے ہے لہٰذا ان کا علم عطائی (خداعزوجل کا عطا کردہ) ہوا۔

(ھمارا اسلام،خدا کے رسول و نبی علیھم السلام، حصہ ۲، ص ٥٤)

سوال: خداعزوجل کے دربار میں نبی کا کیا مرتبہ ہے؟ اور جو کسی نبی کی عزت نہ کرے وہ کون ہے؟

جواب: تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو خداعزوجل کی بارگاہ میں بڑی عزت ووَجاہت حاصل ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام تمام مخلوق سے افضل واعلیٰ، بلندو بالا ہوتے ہیں، فِرشتوں میں بھی اِن کے مرتبہ کا کوئی نہیں اور بڑے سے بڑا ولی بھی اِن کے برابر نہیں ہوسکتا۔ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی تعظیم کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے بلکہ دوسرے تمام فرائض سے بڑھ کر ہے، جو شخص کسی نبی کی شان میں کوئی ایسی ویسی بات نکالے جس سے ان کی توہین ہوتی ہو (خواہ کسی بھی پہلو سے ہو) تو ایسا کرنے والا کافر ہے۔

(ھمارا اسلام، خدا کے رسول و نبی علیھم السلام، حصہ ۲، ص ٥٤)

سوال: کیا عبادت کے ذریعے کوئی شخص نبوت کا دَرَجہ پا سکتا ہے؟ نیز کیا جن وفرشتہ میں نبی ہوتے ہیں؟

جواب: ہرگز نہیں، نُبُوَّت بہت بڑا مرتبہ ہے کوئی بھی شخص عبادت کے ذریعے اسے حاصل کرہی نہیں سکتا، چاہے عمر بھر روزہ دَار رہے ساری زندگی نماز میں گزاردے سارا مال و دولت اللہ عزوجل کی راہ میں قربان کردے مگر نُبُوَّت نہیں پا سکتا کیونکہ نُبُوَّت خداعزوجل کا عطیہ ہے، وہ جسے چاہتا ہے اپنے فضل سے دیتا ہے۔ ہاں! دیتا اسی کو ہے جسے اس کے

قابل بناتا ہے۔نہ کوئی جِنّ وفرشتہ نبی ہوا نہ کوئی عورت نبی ہوئی۔

(ھمارا اسلام، خدا کے رسول و نبی علیھم السلام، حصہ ۲، ص ۵۴،۵۵)

سوال: کیا نبیوں اور فرشتوں علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سوا کوئی اور بھی معصوم ہوتا ہے مثلاً صحابہ کرام واَولیاء کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہ؟

جواب: نبیوں اور فرشتوں علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سوا کوئی بھی معصوم نہیں، اِن کی طرح کسی اور کو معصوم سمجھنا گمراہی ہے۔ بیشک اَولیاء اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اور نبیٔ پاک، صاحِبِ لولاک، سیّاحِ افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی اَولاد اور اہلِ بیتِ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہ میں جو امام ہیں وہ بھی معصوم نہیں، ہاں! یہ اور بات ہے کہ انھیں اللہ عزوجل اپنے کرم سے گناہوں سے بچاتا ہے، ان سے گناہ نہیں ہوتے، مگر ہو تو ناممکن بھی نہیں۔

(ھمارا اسلام، خدا کے رسول و نبی علیھم السلام، حصہ ۲، ص ۵۵)

سوال: کیا نبی کسی حکمِ خداوندی عزوجل کو چھپا بھی لیتے ہیں؟

جواب: نہیں! اللہ عزوجل نے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام پر بندوں کے لئے جتنے بھی اَحکام نازل فرمائے انھوں نے وہ سب پہنچادیئے۔ اب جو کہے کہ کسی حکم کو کسی نبی نے چھپائے رکھا یعنی خوف کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے نہ پہنچایا تو ایسا کہنے والا کافر ہے۔

(ھمارا اسلام،خدا کے رسول و نبی علیھم السلام،حصہ ۲،ص ۵۵)

سوال: جو نبی وِصال فرما چکے ہیں انھیں مردہ کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنے اپنے مزارات میں ویسے ہی زندہ ہیں جیسے اس دنیا میں تھے، کھاتے پیتے ہیں اور جہاں چاہیں آتے جاتے ہیں۔ ایک آن کے لئے ان پر (ان سے فیض لینے کیلئے) موت آئی پھر بدستور زندہ ہو گئے۔

(ھمارااسلام،خدا کے رسول و نبی علیھم السلام،حصہ ۲،ص ۵۵)

انبیاء کو بھی اجل آنی ہے مگر ایسی کہ فقط آنی ہے
پھر اسی آن کے بعد ان کی حیات مثل سابق وہی جسمانی ہے

(حدائق بخشش، حصہ ۲، ص ۲۶۷)

سوال: دنیا میں آنے والے سب سے پہلے اور سب سے آخری نبی کون ہیں؟

جواب: دنیا میں آنے والے سب سے پہلے نبی حضرت سیِّدُ نا آدم علیہ السلام ہیں، ان سے پہلے انسان موجود نہ تھا، سب انسان اِنہیں کی اَولاد ہیں اِسی لئے "آدمی" کہلاتے ہیں یعنی اولادِ آدم اور حضرت سیِّدُ نا آدم علیہ السلام کو "ابوالبشر" کہتے ہیں، یعنی سب انسانوں کے باپ اور سب سے آخری نبی جو تمام جہان کی ہدایت ورہنمائی کیلئے تشریف لائے، وہ حضور سرورِ عالَم، نورِ مُجَسَّم، شہنشاہِ معظَّم ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں اللہ عزوجل نے نُبُوَّت کا سلسلہ حضور آقائے دوجہان، رحمتِ عالمیان، سرورِ کون ومکان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ختم فرمادیا یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں یا بعد کوئی نیا نبی نہیں آسکتا۔

(ہمارا اسلام، خدا کے رسول ونبی علیہم السلام، حصہ ۲، ص ۵۶)

سوال: سب سے پہلے رسول کون ہیں؟

جواب: سب سے پہلے رسول جو کافروں کی ہدایت کیلئے بھیجے گئے، حضرت سیِّدُ نا نوح علیہ السلام ہیں۔ آپ علیہ السلام نے ساڑھے نوسو برس تک تبلیغ فرمائی، مگر چونکہ آپ علیہ السلام کے زمانے کے کافر بہت سخت دل اور گستاخ تھے، اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے آخرکار آپ علیہ السلام نے دعا فرمائی، طوفان آیا اور ساری زمین ڈوب گئی۔ صرف گنتی کے وہ مسلمان اور ہر جانور کا ایک ایک جوڑا، جو آپ علیہ السلام کے ساتھ کشتی میں تھا بچ گئے باقی سب ہلاک ہوگئے۔ (ہمارا اسلام، خدا کے رسول ونبی علیہم السلام، حصہ ۲، ص ۵۶)

سوال: انبیاءِ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام مرتبے میں برابر ہیں یا کم وبیش؟

جواب: انبیاءِ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مختلف دَرَجے ہیں بعضوں کے رُتبے بعضوں سے اعلیٰ ہیں اور سب میں افضل واعلیٰ، رُتبے میں سب سے بلند وبالا ہمارے آقا ومولیٰ حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں، اسی لئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو سید الانبیاء کہا جاتا ہے یعنی سارے نبیوں کے سردار، سب کے سر کے تاج، صاحبِ معراج صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔ حضور والیٔ ہر دو عالم، شہنشاہِ عرب وعجم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب سے بڑا مرتبہ حضرت سیِّدُ نا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا ہے، پھر سیِّدُ نا حضرت موسیٰ علیہ السلام پھر حضرت سیِّدُ نا عیسیٰ علیہ السلام اور پھر حضرت سیِّدُ نا نوح علیہ السلام کا۔ یہ حضراتِ والا شان علیہ الصلوٰۃ والسلام، خداعزوجل کی ساری مخلوق سے افضل ہیں یہاں تک کہ فرشتوں سے بھی۔

(ہمارااسلام، خدا کے رسول و نبی علیہم السلام، حصہ۲، ص۵۶،۵۷)

لوگوں سے سوال نہ کرنے کی فضیلت

حضرت سیدنا ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضورِ اکرم، نورِ مجسم، شاہ بنی آدم، رسول محتشم، شافع امم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص مجھے اس بات کی ضمانت دے کہ لوگوں سے کوئی چیز نہ مانگے، تو میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔'' حضرت سیدنا ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض گزار ہوئے کہ میں اس بات کی ضمانت دیتا ہوں۔ چنانچہ وہ کسی سے کچھ نہیں مانگا کرتے تھے۔ (سنن ابی داوٗد، ج۲، ص۱۷۰ حدیث:۱۶۴۳)

قرآنِ کریم

سوال: قرآن مجید کیا ہے اور یہ کس لئے آیا اور کس زبان میں نازل ہوا؟

جواب: قرآن مجید اللہ عزوجل کا کلام ہے جو اس نے اپنے سب سے افضل رسول، رسولِ مقبول، بی بی آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گلشن کے مہکتے پھول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر نازل فرمایا، اس میں جو کچھ بھی لکھا ہے اس پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اللہ عزوجل نے اپنے بندوں کی صحیح رہنمائی کیلئے اسے نازِل فرمایا تاکہ بندے اللہ عزوجل اور اسکے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو جانیں، خدا اور رسول عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اَحکام کو پہچانیں اور ان کی مرضی کے موافق کام کریں اور اُن تمام کاموں سے بچیں جو خدا اور رسول عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پسند نہیں۔ قرآن مجید عربی زبان میں نازِل ہوا۔

(ہمارا اسلام، قرآن مجید، حصہ ۱، ص ۲۰، ۲۲ وہمارا اسلام، کتب سماوی، حصہ ۳، ص ۹۹)

سوال: یہ کیسے معلوم ہو کہ قرآن مجید اللہ عزوجل کا کلام ہے؟ اور کیا صحیح قرآن شریف آج کل ملتا ہے؟

جواب: قرآن مجید، کتاب اللہ عزوجل ہونے پر اپنے آپ دلیل ہے چنانچہ خود اعلان فرمارہا ہے کہ ''اور اگر تمہیں کچھ شک ہو اس میں جو ہم نے اپنے خاص بندے پر اتارا تو اس جیسی ایک سورت تو لے آؤ۔'' (ترجمۂ کنزالایمان، پ ۱، البقرۃ: ۲۳) کافروں نے اس کے مقابلے میں جی توڑ کوششیں کیں مگر اس کی مثل سورت تو کیا ایک آیت تک نہ بنا سکے اور نہ بنا سکیں گے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ قرآن شریف ہر جگہ صحیح حالت میں ملتا ہے، اس میں ایک حَرْف کا بھی فرق نہیں ہو سکتا اس لئے کہ اس کا نگہبان خود اللہ عزوجل ہے۔

(ہمارا اسلام، قرآن مجید، حصہ ۱، ص ۲۰۔۲۲)

سوال : قرآنِ عظیم میں اللہ عزوجل نے کیا خاص بات رکھی ہے اور اس کو پڑھنے میں کتنا ثواب ہے؟

جواب : وہ خاص بات یہ ہے کہ اگلی کتابیں صرف انبیاءِ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام ہی کو یاد ہوتیں لیکن یہ قرآن عظیم کا معجزہ ہے کہ مسلمانوں کا بچہ بچہ اسے یاد کرلیتا ہے نیز ہمارے حضور نبی رحمت، آقائے امّت، محبوبِ ربّ العزت عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کتاب اللہ عزوجل کا ایک حرف پڑھے گا اسے ایک نیکی ملے گی جو دس نیکیوں کے برابر ہوگی اور فرمایا: میں یہ نہیں کہتا کہ **الٓمٓ** ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے لام دوسرا حرف اور میم تیسرا حرف ہے۔

(سنن الترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب ما جاء فی من قرء حرفا من القران...الخ، الحدیث: ۲۹۱۹، ج ٤، ص ٤۱۷ وھمارا اسلام ، قرآن مجید، حصہ ۱، ص ۲۱ ملتقطاً)

سوال: جس ترتیب پر آج قرآن موجود ہے کیا ایسا ہی نازل ہوا تھا؟ اگر نہیں تو پھر اس کی موجودہ ترتیب کس طرح عمل میں آئی؟

جواب: نزول وحی کے وقت یہ ترتیب نہ تھی جو آج ہے۔ قرآن مجید تیئیس برس کی مدت میں تھوڑا تھوڑا حسبِ حاجت نازل ہوا۔ جس حکم کی حاجت ہوتی اسی کے مطابق سورت یا کوئی آیت نازل ہو جاتی، اس طرح قرآنِ عظیم متفرق آیتیں ہو کر اُترا۔ کسی سورت کی کچھ آیتیں اُترتیں پھر دوسری سورت کی آیتیں آتیں پھر پہلی سورت کی کچھ آیتیں نازل ہوتیں، حضرت سیّدُنا جبریل علیہ السلام اس کا مقام بھی بتا دیتے اور حضور سرورِ عالَم، نورِ مجسم، شہنشاہِ معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہر بار ارشاد فرما دیتے کہ یہ آیات فلاں سورت کی ہیں، فلاں آیت کے بعد یا فلاں آیت سے پہلے رکھی جائیں۔ اس طرح قرآنِ

عظیم کی سورتیں اپنی اپنی آیتوں کے ساتھ جمع ہو جاتیں اور خود حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اسی ترتیب سے اسے نمازوں وغیرہ میں تلاوت فرماتے، پھر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے سُن کر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم یاد کر لیتے۔ غرض قرآنِ عظیم کی ترتیب اللہ عزوجل کے حکم سے جبریل علیہ السلام کے بیان کے مطابق اور لوحِ محفوظ کی ترتیب کے موافق خود آقائے دو جہان، رحمتِ عالمیان، مکی مَدَنی سلطان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانۂ اقدس میں واقع ہوئی تھی۔ (ھمارا اسلام، کتب سماوی، حصہ۳، ص ۱۰۰۔۱۰۱)

سوال: مکی اور مَدَنی سورتوں کا کیا مطلب ہے اور ان کے مضمون میں کیا فرق ہے؟

جواب: جو سورتیں مکہ معظّمہ میں اور اس کے اَطراف میں نازل ہوئیں ان کو مکی کہتے ہیں اور جو مدینہ منورہ اور اسکے قُرب و جوار میں نازل ہوئیں ان کو مَدَنی کہتے ہیں، مضامین کے اعتبار سے مکی اور مَدَنی سورتوں میں یہ فرق پایا جاتا ہے کہ مکی سورتوں میں عموماً اُصولی عقائد یعنی توحید و رِسالت اور حشر و نشر وغیرہ کا بیان ہے جب کہ مَدَنی سورتوں میں اَعمال کا ذِکر ہے مثلاً وہ اَحکام جن سے اَخلاق دُرست ہوں اور مخلوق کے ساتھ زندگی بسر کرنے کا طریقہ معلوم ہو وغیرہ۔ (ھمارا اسلام، کتب سماوی، حصہ۳، ص ۱۰۱)

سوال: قرآن پڑھنے کے آداب کیا ہیں اور جب قرآن پڑھنے کے قابل نہ رہے تو کیا کرنا چاہیئے؟

جواب: قرآن پاک کی تلاوت پاک جگہ کی جائے اور اگر مسجد میں ہو تو زیادہ بہتر ہے۔ تلاوت کرنے والے کو چاہیے کہ قبلہ رُو بیٹھے اور نہایت عاجزی اور انکساری سے سر جھکا کر اطمینان سے ٹھہر ٹھہر کر پڑھے، پڑھنے سے پہلے منہ کو خوب اچھی طرح صاف کر لے کہ بدبو باقی نہ رہے۔ قرآن شریف کو اونچے تکیہ یا رِحل پر رکھے اور تلاوت سے پہلے

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ اور بِسْمِ اللّٰہِ پڑھ لے بلاوُضو قرآن کو ہاتھ نہ لگانا چاہیے کیونکہ ایسا کرنا گناہ ہے، سننے والا خاموشی سے دل لگا کر سُنے۔ پھر جب قرآن پاک پرانا بوسیدہ ہوجائے اوراس کے وَرْق اِدھر اُدھر ہوجانے کا خوف ہواور تلاوت کے قابل نہ رہے تو کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کرایسی جگہ احتیاط سے دفن کر دیا جائے جہاں کسی کا پَیر نہ پڑے۔ دفن کرنے میں لَحد بنائی جائے تاکہ اس پر مٹی نہ پڑے۔

(ھمارا اسلام، قرآن مجید، حصہ ۱، ص ۲۱۔۲۲)

سوال: قرآن کے علاوہ اورکون کون سی آسمانی کتابیں ہیں؟ وہ کن زَبانوں میں نازل ہوئیں نیز کیاان کے اَحکامات پراب عمل کر سکتے ہیں یانہیں؟

جواب: آسمانی کتابوں کوکُتُبِ سماوِی کہتے ہیں یعنی وہ صحیفے اور کتابیں جواللہ عزوجل نے مخلوق کی رہنمائی کیلئے اپنے نبیوں علیہم الصلوۃ والسلام پرنازل فرمائیں۔یہ سب کلامُ اللہ عزوجل ہیں اور حق ہیں ان میں جوکچھ اِرشاد ہواسب پرایمان رکھناضروری ہے،تَوراۃ اور زَبورعبرانی زبان میں جب کہ اِنجیل سریانی زبان میں نازل ہوئی۔چونکہ یہودونصاریٰ نے ان میں اپنی خواہش سے گھٹابڑھا دیا ہےاس لئے یہ کتابیں جیسی نازل ہوئیں تھیں ویسی ملتی ہی نہیں لہٰذااب ان کتابوں کے اَحکامات پرعمل نہیں کیاجائے گا پھردوسری بات یہ کہ قرآنِ کریم نے اِن کتابوں کے بہت سے اَحکامات منسوخ کردیئے ہیں لہٰذااگر یہ فرض کربھی لیاجائے کہ صحیح توراۃ واِنجیل اس وقت بھی موجود ہیں تب بھی اِن کتابوں کی ضرورت باقی نہیں رہتی کیونکہ قرآن میں وہ سب کچھ ہے جس کی حاجت بنی آدم کوہوتی ہے۔(ھمارا اسلام، کتب سماوی، حصہ۳، ص۹۹، ۱۰۰ ملتقطاً)

سوال: تو کیاقرآنِ مجید میں کمی بیشی نہیں ہوسکتی اورجس کا یہ عقیدہ ہوکہ قرآن پاک میں

کمی بیشی جائز ہے وہ کون ہے؟

جواب: قرآن مجید میں کمی بیشی ناممکن ہے، چونکہ یہ دِین ہمیشہ باقی رہنے والا ہے لہٰذا قرآن شریف کی حفاظت اللہ عزوجل نے اپنے ذمہ رکھی ہے اِسی لئے اس میں کسی حَرْف یا نقطہ کی بھی کمی بیشی نہیں ہوسکتی اور نہ کوئی اپنی خواہش سے اس میں گھٹا بڑھا سکتا ہے اگر چہ تمام دنیا اس کے بدلنے پر جمع ہو جائے اور جو یہ کہے کہ قرآن شریف کا ایک بھی حَرْف کسی نے کم کردیا یا بڑھا دیا، یا بدل دیا وہ قطعاً کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔

(ہمارا اسلام،آسمانی کتابیں،حصہ۲،ص۵۱)

صحابۂ کِرام رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین

سوال: صحابی کسے کہتے ہیں نیز مہاجر اور اَنصار سے کون لوگ مراد ہیں؟

جواب: جس نے ایمان کی حالت میں نبیِّ کریم ، رء وف رحیم ،صاحبِ وجہ کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہو اور ایمان پر اس کی وفات ہوئی ہو، اسے صحابی کہتے ہیں۔ ان ہی میں مہاجر و اَنصار ہیں یعنی جو صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم مکہ معظّمہ سے اللہ عزوجل اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں اپنا گھر بار چھوڑ کر مدینہ طیبہ ہجرت کر گئے تھے انہیں مہاجرین صحابہ کہا جاتا ہے جبکہ مدینہ منورہ کے وہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم جنھوں نے رسولِ اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم اور مہاجرین کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کی مدَد و نصرت کی وہ اَنصار کہلاتے ہیں۔(ہمارا اسلام،صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم،حصہ۳،ص۱۰۹)

سوال: صحابۂ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کے متعلق ہمارا کیا عقیدہ ہونا چاہیے؟

جواب: تمام صحابۂ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم، آقائے دوعالم ،نورِ مجسم ،شاہِ بنی آدم ،تاجدارِ عرب و عجم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کے جاں نثار اور سچّے غلام ہیں ان کا جب بھی ذکر کیا جائے

تو خیر ہی کے ساتھ کرنا فرض ہے۔ تمام صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جنتی ہیں وہ جہنم کی بھنک نہ سنیں گے اور ہمیشہ ہمیشہ اپنی من مانتی مرادوں میں رہیں گے قِیامت کی سب سے بڑی گھبراہٹ انہیں غمگین نہ کرے گی فرشتے ان کا اِستقبال کریں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ شان قرآنِ عظیم اِرشاد فرماتا ہے لہٰذا صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے کسی کی کسی بات پر گرفت کرنا اللہ ورسول عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف ہے اور کوئی وَلی کتنے ہی بڑے مرتبے کا ہو کسی صحابی کے رُتبہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ ان میں سے کسی کی شان میں گستاخی کرنا یا کسی کے ساتھ بدعقیدگی رکھنا گمراہی ہے اور ایسا شخص جَہَنَّم کا مستحق ہے۔

(ھمارا اسلام، صحابه کرام رضی الله تعالی عنهم، حصه۳، ص۱۰۹)

سوال: تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں افضل کون سے صحابہ ہیں؟

جواب: اَنبیاء ومرسلین علیہم الصلوۃ والتسلیم کے بعد خدا عزوجل کی ساری مخلوق سے اَفضل حضرتِ سیِّدنا صدیقِ اکبر ہیں پھر حضرتِ سیدنا فاروقِ اعظم پھر حضرتِ سیِّدنا عثمانِ غنی پھر حضرتِ سیِّدنا مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ یہ حضرات، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وِصالِ ظاہری کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ ہوئے۔ اِن خلفائے اَربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بعد حضرتِ سیِّدنا طلحہ، حضرتِ سیِّدنا زبیر، حضرتِ سیِّدنا عبدالرحمٰن بن عوف، حضرتِ سیِّدنا سعد بن ابی وقاص، حضرتِ سیِّدنا سعید بن زید اور حضرتِ سیِّدنا ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو فضیلت حاصل ہے چنانچہ چار خلفاء اور چھ یہ معزز ہستیاں مل کر دس ہوئے ان ہی کو ''عشرۂ مبشرہ'' کہا جاتا ہے یعنی وہ دس افراد جن کے جنتی ہونے کی بشارت رَحمتِ عالمیان، نبی غیب دان، سرورِ کون ومکان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے

دنیا ہی میں دے دی تھی لہٰذا یہ تمام نفوسِ قدسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم قطعی جنتی ہیں۔

(ہمارا اسلام، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم، حصہ ۳، ص ۱۱۰۔ ۱۱۱ ملتقطاً)

سوال: خلیفہ ہونے کا کیا مطلب ہے؟

جواب: نبی رحمت، آقائے امّت، محبوبِ ربّ العزت عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ایسا قائم مقام جو مسلمانوں کے تمام دِینی اور دنیاوی کاموں کو شریعتِ مطہّرہ کے موافق انجام دے اور جائز کاموں میں اس کی فرمانبرداری کرنا مسلمانوں پر فرض ہو، اسے خلیفہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کہتے ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد تمام مسلمانوں کے اتفاق سے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ برحق ہوئے۔

(ہمارا اسلام، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم، حصہ ۳، ص ۱۱۰)

سوال: حضرت سیّدنا اَمیر معاوِیہ کون ہیں؟

جواب: حضرت سیّدنا اَمیر معاوِیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی صحابی ہیں اور شاہانِ اسلام میں سب سے پہلے بادشاہ، اسی کی طرف توراۃ مقدس میں اشارہ ہے کہ وہ نبی آخر الزمان (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) مکہ میں پیدا ہوگا اور مدینہ کو ہجرت فرمائے گا اور اس کی سلطنت شام میں ہوگی، تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بادشاہی اگرچہ سلطنت ہے مگر کس کی! محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی۔ خود سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد فرمادی تھی اور ان کے دستِ مبارک پر بیعت فرمائی تھی لہٰذا ان کی یا ان کے والد ماجد حضرت سیّدنا ابوسفیان یا والدۂ ماجدہ حضرتِ سیّدتنا ہندہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شان میں گستاخی کرنا سخت بے اَدَبی اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اِیذا دینا ہے اسلئے کہ یہ سب صحابہ ہیں۔

(بہارِ شریعت، امامت کا بیان، حصہ اول، ص ۲۵۸ و ہمارا اسلام، صحابہ کرام، حصہ ۳، ص ۱۱۱)

سوال: تابعین کن لوگوں کو کہا جاتا ہے؟

جواب: حضور سرورِ عالَم ،نورِ مجسم ،شہنشاہِ معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امّت مرحومہ کے وہ مسلمان جوصحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی صحبت میں رہے،انہیں تابعین کہا جاتا ہے اور وہ مسلمان جوان تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی صحبت میں رہے وہ تبع تابعین کہلاتے ہیں۔ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بعد تمام امّت سے،تابعین افضل و بہتر ہیں اور انکے بعد تبع تابعین کا مرتبہ ہے۔رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین (ھمارا اسلام،صحابہ کرام،حصہ ۳،ص ۱۱۲)

خلفائے رَاشدین رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین

سوال: خلفائے راشدین کن حضرات کو کہا جاتا ہے؟

جواب: سلطانِ مدینہ،راحتِ قلب وسینہ،صاحبِ معطّر پسینہ،باعثِ نزولِ سکینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصالِ ظاہری کے بعد تمام مسلمانوں کے اتفاق سے حضرتِ سیّد نا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفۂ برحق ہوئے اسی لئے آپ خلیفہ اوّل کہلاتے ہیں آپکے بعد حضرتِ سیّد نا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوسرے خلیفہ ہوئے اور آپکی شہادت کے بعد حضرتِ سیّد نا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیسرے خلیفہ ہوئے پھر آپکے بعد حضرتِ سیّد نا مولائے کائنات مولیٰ علی مشکل کشا رضی اللہ تعالیٰ عنہ چوتھے خلیفہ ہوئے پھر چھ مہینے کیلئے حضرتِ سیّد نا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے۔ان تمام حضرات کو خلفائے راشدین اور ان کی خلافت کو خلافتِ راشدہ کہتے ہیں کیونکہ انھوں نے حضور آقائے دوعالم ،نورِ مجسّم ،شاہِ بنی آدم ،تاجدارِ عرب وعجم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سچی نیابت (نائب ہونے) کا پورا حق ادا فرمادیا۔رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔(ھمارا اسلام، صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم،حصہ ۳،ص ۱۱۰)

سوال: خلافت راشدہ کب تک رہی؟

جواب: خلافتِ راشدہ تیس برس تک رہی جیسا کہ خود حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ مبارک ہے۔ یہ خلافتِ راشدہ حضرتِ سیّدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چھ مہینے پر ختم ہوگئی پھر حضرتِ سیّدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت، خلافتِ راشدہ ہوئی اور آخر زمانہ میں حضرت سیّدنا امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوں گے، آپ کی خلافت بھی خلافت راشدہ کہلائے گی۔(ھمارا اسلام، صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنھم،حصہ۳،ص۱۱۲)

سوال: جو شخص حضرتِ سیّدنا مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہلے تین خلفاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے افضل کہے وہ کون ہے؟

جواب: جو شخص حضرتِ سیّدنا مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا حضرت سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل بتائے وہ گمراہ، بدمذہب اور جماعت اہلِ سُنَّت سے خارج ہے خود حضرتِ سیّدنا مولیٰ علی فرماتے ہیں کہ جو مجھے ابوبکر وعمر رضی تعالیٰ اللہ عنہما سے افضل بتائے، وہ میرے اور تمام اصحابِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ورضی اللہ تعالیٰ عنہم کا منکر ہوگا اور جو مجھے ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے افضل کہے گا میں اسے دَرّہ دناک کوڑے لگاؤں گا۔ بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب آدمیوں سے افضل ابوبکر ہیں پھر عمر پھر عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔(جمع الجوامع للسیوطی، مسند علی بن ابی طالب رضی اللّٰہ تعالی عنہ،الحدیث: ۷۸۰۰،ج۱۳،ص۳۸۶ و الصواعق المحرقۃ،الباب الثالث فی بیان افضلیۃ ابی بکر رضی اللّٰہ تعالی عنہ...الخ،الفصل الثانی فی ذکر فضائل ابی بکر رضی اللّٰہ تعالی عنہ...الخ،ص۶۸ و ھمارا اسلام، خلفائے راشدین رضی اللّٰہ تعالی عنھم،حصہ۴،ص۱۸۶)

سوال: جو شخص حضرت سیدنا صدیق اکبر، حضرت سیدنا فاروقِ اعظم، حضرت سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو خلیفہ نہ مانے وہ کون ہے؟

جواب: اِن خلفاءِ ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی خلافتوں پر تمام صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اتفاق

واِجماع ہے۔ نبیِّ رَحمت، آقائے امّت، محبوبِ ربِّ العزت عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ساری اُمّت مسلمہ اِن حضرات کو پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا خلیفہ تسلیم کرتی چلی آرہی ہے، خود حضرتِ سیّدنا مولیٰ علی اور حضرت سیدنا امام حسن وامام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ان کی خلافتیں تسلیم کیں اوران کے ہاتھ پر بیعت بھی فرمائی اوران کے فضائل بھی بیان فرمائے لہٰذا جوشخص ان کی خلافتوں کوتسلیم نہ کرے یااِن کی خلافت کوخلافتِ غاصِبہ (زبردستی کی چھینی ہوئی خلافت) کہے وہ گمراہ، بددِین ہے، بلکہ حضرتِ سیّدنا صدیقِ اکبراور حضرتِ سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خلافت تو دلائلِ قطعِیَّہ سے ثابت ہے لہٰذاان کی خلافت کاانکاراورانہیں خلیفۂ رسول تسلیم نہ کرنا کفر ہے۔

(ہمارا اسلام، خلفائے راشدین رضی اللہ تعالی عنہم، حصہ ٤، ص ١٨٧)

اھلِ بیتِ کرام رضی اللّٰہ تعالیٰ عنھم اجمعین

سوال: اہلِ بیت کن افراد کوکہا جاتاہےاوران کے کیا کیا فضائل ہیں؟

جواب: حضورتاجدارِمدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نَسَبْ اورقرابت کے لوگوں کواَہل بیت کہا جاتا ہے۔اہلِ بیت میں پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اَزواجِ مُطَہَّرات اور حضرتِ سیِّدَتُنا خاتونِ جنّت بی بی فاطمہ زَہراء، حضرتِ سیّدنا مولیٰ علی اورحضرتِ سیّدنا امام حسن وحضرتِ سیّدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب داخل ہیں۔اہلِ بیتِ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اللہ عزوجل نے رِجس وناپاکی کودور فرمایا، انہیں خوب پاک کیااور جو چیز اُن کے مرتبہ کے لائق نہیں، اس سے ان کے پروَرْدگار عزوجل نے اُنہیں محفوظ رکھا، اہلِ بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر دَوْزخ کی آگ حرام کی، صَدَقہ ان پرحرام کیا گیا کیونکہ صَدَقہ، دینے والوں کامَیل ہوتا ہے۔اول گروہ جس کی حضور شفیعِ محشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

شفاعت فرمائیں گے وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔

اہلِ بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی محبت فرائضِ دین سے ہے اور جو شخص ان سے بُغض رکھے وہ منافق ہے۔اہلِ بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی مثال حضرتِ سیّدنا نوح علیہ السلام کی کشتی کی طرح ہے کہ جو اس میں سوار ہوا اس نے نجات پائی اور جو اس سے کترایا، ہلاک و برباد ہوا۔

اہلِ بیتِ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم، اللہ عزوجل کی وہ مضبوط رسی ہیں جسے مضبوطی سے تھامنے کا ہمیں حکم ملا ہے چنانچہ ایک حدیث شریف ہے کہ آقائے معظّم ،تاجدارِ عرب وعجم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ مکرّم ہے کہ ''میں تم میں دو چیزیں چھوڑتا ہوں جب تک تم انہیں نہ چھوڑو گے ہرگز گمراہ نہ ہوگے، ایک کتابُ اللہ عزوجل اور ایک میری آل۔

(سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب اهل بیت النبی، الحدیث:۳۸۱۱، ج۵، ص۴۳۳)

اسی طرح ایک اور مقام پر اِرشاد فرمایا کہ اپنی اولاد کو تین خصلتیں سکھاؤ:

﴿۱﴾ اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ﴿۲﴾ اہلِ بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی محبت اور ﴿۳﴾ قرآنِ پاک کی قِراٰت۔

(الجامع الصغیر، حرف الهمزه ، الحدیث ۳۱۱، ج۱، ص۲۵)

غرض یہ کہ اہل بیتِ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فضائل بے شمار ہیں۔امیر المؤمنین حضرت سیّدنا مولا علی مشکل کشا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو میری عترت (اہل بیت) وانصار اور عرب کا حق نہ پہچانے وہ تین حال سے خالی نہیں یا تو منافق ہے یا حرامی یا حیضی بچہ۔

(شعب الایمان، باب فی تعظیم النبی...الخ، فصل فی الصلاۃ علی النبی، الحدیث:۱۶۱۴، ج۲، ص۲۳۲ وهمارا اسلام، اهل بیت کرام رضی الله تعالی عنهم، حصه۳، ص۱۱۳)

سوال: اَزوَاجِ مُطَہَّرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کا کیا مرتبہ ہے؟

جواب: قرآنِ مجید سے یہ ثابت ہے کہ نبی کریم، صاحبِ کوثر وتسنیم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم کی مقدس بیبیاں رضی اللہ تعالیٰ عنہن مرتبہ میں سب سے زیادہ ہیں اوران کا اَجْر سب سے بڑھ کر ہے۔ دنیا جہان کی عورتوں میں کوئی اِن کی ہمسر اورہم مرتبہ نہیں۔ اگرکسی کوایک نیکی پردس گنا ثواب ملے تو اِنہیں بیس گنا، کیونکہ ان کے عمل میں دو جہتیں ہیں، ایک اللہ عزوجل کی بندگی اوراطاعت اوردوسرے نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رِضاجوئی واطاعت، لہٰذا انہیں اَوروں سے دُگنا ثواب ملے گا۔

(ہمارا اسلام، اھل بیت کرام رضی اللہ تعالٰی عنھم،حصہ۳،ص۱۱۳)

ام المؤمنین حضرتِ سیّدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر ایک بار خوف و خشیت کا غلبہ تھا، آپ گریہ وزاری فرمارہی تھیں، حضرتِ سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے عرض کی: یا اُم المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا! کیا آپ یہ گمان رکھتی ہیں کہ اللہ عزوجل نے جہنم کی ایک چنگاری کو مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا جوڑا بنایا، ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: فرجت عنی فرج اللہ عنك. تم نے میراغم دورکیا اللہ عزوجل تمہاراغم دورکرے۔(الآثار لابی یوسف، باب الغزو والجیش،فواللہ لرسول اللہ اکرم علی اللہ من ان یزوجہ جمرۃ، الحدیث:۹۲۵،ج۲،ص۴۵۹،المکتبۃ الشاملۃ)

سوال: پنجتن پاک کن حضرات کوکہاجاتاہے؟

جواب: پنجتن پاک سے مرادحضورِاقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، حضرتِ سیّدنا مولائے کائنات مولیٰ علی، حضرتِ سیِدتُنا بی بی فاطمہ زہراء، حضرت سیِدنا امام حسن اورحضرت سیِّدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔

(ہمارا اسلام، اھل بیت کرام رضی اللہ تعالٰی عنھم،حصہ۳،ص۱۱۳)

سوال: حضرتِ سیِّدتُنا بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فضائل کیا ہیں؟

جواب: حضور سلطانِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ، صاحبِ معطَّر پسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ باقرینہ ہے کہ: میں نے اپنی بیٹی کا نام فاطمہ اس لئے رکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اور اس کے ساتھ محبت رکھنے والوں کو دوزخ سے خلاصی عطا فرمائی۔

(فردوس الاخبار للدیلمی، باب الالف، الحدیث:۱۳۹۵، ج۱، ص۲۰۳)

ایک حدیث میں ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پاک دامن ہیں اللہ عزوجل نے ان پر اور ان کی اولاد پر دوزخ کو حرام فرمایا ہے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، ومن مناقب فاطمۃ رضی اللہ عنھا الحدیث: ۱۰۱۸، ج۲۲، ص۴۰۷)

ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ: فاطمہ میرا جُزو ہے، جو انہیں ناگوار، وہ مجھے ناگوار، اور جو انہیں پسند وہ مجھے پسند۔(المستدرک علی الصحیحین، کتاب معرفۃ الصحابۃ، باب دعاء دفع الفقراء واداء الدین، الحدیث:۴۸۰۱، ج۴، ص۱۴۴)

اِسی طرح ایک اور حدیثِ پاک میں ہے کہ رَحمت والے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اَے فاطمہ! تمھارے غضب سے غضبِ الٰہی عزوجل ہوتا ہے اور تمھاری رِضا سے اللہ عزوجل راضی۔(المستدرک علی الصحیحین، کتاب معرفۃ الصحابۃ، نداء یوم المحشر غضوا ابصارکم...الخ، الحدیث:۴۷۸۳، ج۴، ص۱۳۷)

اور فرمایا: مجھے اپنے اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سب سے زیادہ پیاری فاطمہ ہے۔

(المستدرک علی الصحیحین، کتاب التفسیر، تفسیر سورۃ احزاب، باب احب اھلی الی فاطمۃ، الحدیث:۳۶۱۵، ج۳، ص۱۹۲)

ایک مقام پر فرمایا: اے فاطمہ! کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تم ایمان والی عورتوں

کی سردار ہو۔(المصنف لابن ابی شیبة، کتاب الفضائل،باب ما ذکر فی فضل فاطمة...الخ،الحدیث:۲،ج۷،ص۵۲٦ وھمارا اسلام،اھل بیت کرام رضی الله تعالیٰ عنھم،حصه۳،ص۱۱٤)

سوال: حضرت سیّدنا امام حسن وحضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے کیا فضائل ہیں؟

جواب: حضور آقائے دوجہان، رَحمتِ عالمیان، سرورِکون ومکان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فرامینِ عظمت نشان ہیں کہ

﴿۱﴾ حسن وحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما دنیا میں میرے دو پھول ہیں۔(سنن الترمذی، کتاب المناقب،باب مناقب ابی محمد الحسن بن علی...الخ،الحدیث:۳۷۹۵،ج۵،ص٤۲۷)

﴿۲﴾ جس نے ان دونوں (حسن وحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے اِن سے عداوَت کی اُس نے مجھ سے عداوَت کی۔

(المستدرك علی الصحیحین ،کتابِ معرفة الصحابة ، باب ذکر شان الاذان ، الحدیث: ٤۸۵۲، ج٤، ص۱٦۳)

﴿۳﴾ حسن وحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما جنّتی جوانوں کے سردار ہیں۔(سنن الترمذی، کتاب المناقب،باب مناقب ابی محمد الحسن بن علی...الخ،الحدیث:۳۷۹۳،ج۵،ص٤۲٦)

﴿٤﴾ جس شخص نے مجھ سے محبت کی اور ان دونوں کے والد اور والِدہ حضرتِ سیّدنا مولائے کائنات مولیٰ علی، حضرتِ سیّدتنا بی بی فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے محبت رکھی وہ میرے ساتھ جنّت میں ہوگا۔

(سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب علی بن ابی طالب،الحدیث:۳۷۵٤،ج۵، ص٤۱۰ وھمارا اسلام،اھل بیت کرام رضی الله تعالیٰ عنھم،حصه۳،ص۱۱۵)

بے ادب گستاخ فرقے کو سنا دے اے حسن
یوں کہا کرتے ہیں سُنّی داستان اہل بیت

(ذوق نعت ،ص ٧٤)

الغرض ! اہلِ بیتِ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہم اہلِ سُنّت و جماعت کے پیشوا ہیں جو اِن سے مَحَبَّت نہ رکھے گا وہ بارگاہِ الٰہی عزوجل سے مرْدُود وملعون ہے۔ حضراتِ حَسَنَین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما یقیناً اعلیٰ درجہ کے شہیدوں میں سے ہیں، ان میں سے کسی کی شہادت کا انکار کرنے والا گمراہ بد دین ہے۔

(ہمارا اسلام،اہل بیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم،حصہ٣،ص١١٥)

معجزے اور کرامتیں

سوال: معجزہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: وہ عجیب وغریب کام جو عادتاً ناممکن ہیں، اگر نُبُوَّت کا دعویٰ کرنے والے سے اس کی تائید میں ظاہر ہوں تو اُن کو معجزہ کہتے ہیں جیسے حضرت سیِّدُ نا موسیٰ علیہ السلام کے عصا کا سانپ ہو جانا، حضرت سیِّدُ نا عیسیٰ علیہ السلام کا مُردوں کو جِلا دینا (زندہ کرنا) وغیرہ اور شہنشاہِ اَبرار، شَفیعِ رَوزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار بِاذنِ پروَردگار، غیبوں پر خبردار جنابِ احمدِ مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے معجزے تو بے شمار ہیں اِن میں سے معراج شریف بہت مشہور معجزہ ہے۔ (ہمارا اسلام، معجزے اور کرامتیں، حصہ٣، ص١١٩)

سوال: کوئی نُبُوَّت کا جھوٹا دعویٰ کر کے معجزہ دکھا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: معجزہ دراصل نبی کے دعویٔ نبوَّت میں سچے ہونے کی ایک دلیل ہے جس کے ذریعے منکروں کی گردنیں جُھک جاتی ہیں اور وہ سب عاجز رہتے ہیں۔ معجزات دیکھ کر

آدمی کا دل نبی کی سچائی کا یقین کر لیتا ہے اور عقل والے ایمان لے آتے ہیں۔

(ہمارا اسلام، معجزے اور کرامتیں، حصہ۳،ص ۱۲۰)

سوال : کرامت کسے کہتے ہیں اور اَولیاءُاللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم سے کس قسم کی کرامتیں ظاہر ہوتی ہیں؟

جواب: اَولیاءُاللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم سے جو بات خلافِ عادت صادر ہواُسے کرامت کہتے ہیں مثلاً آن کی آن میں مشرق سے مغرب میں پہنچ جانا، پانی پر چلنا، ہوا میں اُڑنا، مُردہ زندہ کرنا، مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کر دینا وغیرہ، لیکن قرآنِ مجید کی مثل کوئی سورت لے آنا کسی وَلی سے ہرگز ممکن نہیں۔ اَولیاءُاللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کی کرامتیں دَرحقیقت اُن انبیاءِ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے معجزے ہیں جن کے وہ اُمّتی ہیں۔

(ہمارا اسلام، معجزے اور کرامتیں، حصہ۳،ص ۱۲۰)

سوال: جس وَلی سے کرامت ظاہر نہ ہو وہ وَلی ہے یا نہیں؟

جواب: اَولیاءُاللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم سے کرامات اکثر ظاہر ہوتی ہیں یہ نفوسِ قدسِیّہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم تو اپنی وِلایت اور کرامت کو چھپاتے ہیں، ہاں! جب حکمِ الٰہی عزوجل پاتے ہیں تو کرامت ظاہر کرتے ہیں اور اگر کرامت ظاہر نہ ہو تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ شخص وَلی یا بزرگ نہیں۔ اَولیاءُاللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کی یہ کرامتیں انکی وفات کے بعد بھی ظاہر ہوتی ہیں جسے ہر آنکھ والا دیکھتا اور مانتا ہے۔

(ہمارا اسلام، معجزے اور کرامتیں، حصہ۳،ص ۱۲۰)

اَولیاء اللّٰہ رحمۃ اللّٰہ تعالٰی علیہم اجمعین

سوال: وَلی کسے کہتے ہیں اور وِلایت کیسے حاصل ہوتی ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کے وہ خاص ایمان والے مسلمان بندے جو اللہ و رسول عزوجل وصلی اللہ

تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مَحَبَّت میں اپنی خواہشات کو فنا کر دیتے ہیں اور ہمیشہ خدا اور رسول عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت وفرمانبرداری میں مصروف رہتے ہیں اَولیاءُ اللہ کہلاتے ہیں۔ وِلایت یعنی اللہ عزوجل کا مقرَّب اور مقبول بندہ ہونا محض اللہ عزوجل کا عطیہ ہے جو کہ مولیٰ کریم اپنے برگزیدہ بندوں کو اپنے فضل وکرم سے عطا فرماتا ہے۔ ہاں! عبادت ورِیاضت بھی کبھی کبھی اس کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ بعضوں کو ابتداءً بھی وِلایت مل جاتی ہے۔(ہمارا اسلام،اولیاء اللہ رحمۃ اللہ تعالی علیھم ،حصہ۳،ص۱۱۷)

سوال: کیا بے علم آدمی بھی وَلی بن سکتا ہے؟

جواب: نہیں، وِلایت بے علم کو نہیں ملتی وَلی کے لئے علم ضروری ہے، خواہ ظاہراً حاصل کرے یا اِس مرتبہ پر پہنچنے سے پہلے ہی اللہ عزوجل اُس کا سینہ کھول دے اور وہ عالم ہوجائے۔ علم کے بغیر آدمی وَلی نہیں ہوسکتا۔

(ہمارا اسلام،اولیاء اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیھم ،حصہ۳،ص۱۱۷)

سوال: اگر کوئی شخص شریعت پر عمل نہ کرے تو کیا وہ وَلی بن سکتا ہے؟

جواب: جب تک عقل سلامت ہے کوئی وَلی کیسے ہی بڑے مرتبے کا ہو اَحکامِ شریعت کی پابندی سے ہرگز آزاد نہیں ہوسکتا اور جو اپنے آپ کو شریعت سے آزاد سمجھے وہ ہرگز وَلی نہیں ہوسکتا۔ جو اس کے خلاف عقیدہ رکھے (شریعت سے آزاد شخص کو وَلی سمجھے) وہ گمراہ ہے۔ ہاں! اگر آدمی مجذوب ہوجائے اور اس کی عقل زائل ہوجائے تو اس سے شریعت کا قلم اٹھ جاتا ہے، مگر یہ بھی خوب سمجھ لیجئے کہ جو ایسا ہوگا وہ شریعت کا مقابلہ کبھی نہ کرے گا۔(ہمارا اسلام،اولیاء اللہ رحمھم اللہ،حصہ۳،ص۱۱۸)

سوال: اَولیاءُ اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کی خصوصیات کیا ہیں؟

جواب: اَولیاءُاللّٰہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم حضورآقائے دوجہان، رحمتِ عالمیان، سرورِکون ومکان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سچّے جانشین ہوتے ہیں۔ اللہ عزوجل نے انہیں بڑی طاقتیں عطا فرمائی ہیں۔ اِن سے عجیب وغریب کرامتیں ظاہر ہوتی ہیں، اِن کی بَرَکت سے اللہ عزوجل مخلوق کی حاجتیں پوری فرماتا ہے، اِن کی دعاؤں سے خلقِ خدا فائدہ اٹھاتی ہے، اِن کی محبت دِین ودنیا کی سعادت اور خدائے اَحکمُ الحاکمین کی رِضا کا سبب ہے، اِن کے مزارات پر حاضری، مسلمان کے لئے سعادت اور باعثِ بَرَکت ہے، اِن کے عرس میں شرکت کرنے سے بَرَکتیں حاصل ہوتی ہیں۔

(ھمارا اسلام،اولیاء اللہ رحمھم اللہ،حصہ ۳،ص ۱۱۸)

سوال: اَولیاءُاللّٰہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم سے مدد مانگنا جائز ہے یا ناجائز؟

جواب: اَولیاءُاللّٰہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم سے مدد مانگنا بلاشبہ جائز ہے، اسے اِسْتِمْدَاد اور اِسْتِعانت کہتے ہیں، یہ مدد مانگنے والے کی مدد فرماتے ہیں، چاہے وہ کسی بھی جائز لفظ کے ساتھ مدد مانگے اِن کو دور ونزدیک سے پکارنا سلف صالحین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کا طریقہ ہے۔

(ھمارا اسلام،اولیاء اللہ رحمھم اللہ،حصہ ۳،ص ۱۱۸)

سوال: اَولیاءُاللّٰہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کی نذرونیاز جائز ہے یانہیں؟

جواب: اَولیاءُاللّٰہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کو جو اِیصالِ ثواب کیا جاتا ہے اُسے براہِ اَدب نذرونیاز کہتے ہیں جیسے کہ بادشاہوں کو نذریں دی جاتی ہیں اور اِیصالِ ثواب کرنا یعنی خیرات، تلاوتِ قرآنِ شریف، یاذکرِالٰہی، یادُرودشریف وغیرہ کا ثواب دوسروں کو بخش دینا یقیناً جائز بلکہ مستحب ہے۔ صحیح احادیث سے یہ اُمور ثابت ہیں اسی لئے گزشتہ زمانے سے یہ فاتحہ خوانی اور اِیصالِ ثواب کرنا مسلمانوں میں رائج ہیں اور ان میں خصوصاً گیارہویں

شریف کی فاتحہ تو نہایت عظیم اور بابرکت ہے۔ گیارہویں شریف شہنشاہِ بغداد، غوثِ صمدانی، محبوبِ سبحانی، شہبازِ لامکانی، قطبِ ربّانی، قندیلِ نورانی، پیرِ لاثانی، پیرِ پیراں، میرِ میراں، حضور سیّدنا غوثِ پاک شیخ ابو محمد عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیاز کو کہتے ہیں۔ (ہمارا اسلام، اولیاء اللہ رحمہم اللہ، حصہ ۳، ص ۱۱۸)

سوال: جو لوگ اَولیاءُ اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کی نذر و نیاز سے روکتے ہیں وہ کیسے ہیں؟

جواب: نذر و نیاز کا طریقہ اَحادیث سے ثابت ہے، تو جو اِس سے منع کرے وہ اَحادیثِ مبارکہ کا مقابلہ کرتا ہے اور ایسا شخص ضرور گمراہ ہے۔

(ہمارا اسلام، اولیاء اللہ رحمہم اللہ، حصہ ۳، ص ۱۱۹)

سوال: اَولیاءُ اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کے مزارات پر چادر چڑھانا کیسا ہے؟

جواب: بزرگانِ دین، اَولیاء و صالحین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کے مزاراتِ طیّبہ پر غلاف یعنی چادر ڈالنا جائز ہے اور اس سے مقصود یہ ہو کہ صاحبِ مزار کی وَقعت عوام کی نظروں میں پیدا ہو اور وہ بھی اُن کا اَدَب کریں اور اُن سے بَرَکتیں حاصل کریں۔

(ہمارا اسلام، اولیاء اللہ رحمہم اللہ، حصہ ۳، ص ۱۱۹)

تقدیرِ الٰہی عزوجل کا بیان

سوال: تقدیر سے کیا مراد ہے؟

جواب: عالَم میں جو کچھ بُرا یا بھلا ہوتا ہے اور بندے جو کچھ نیکی یا بدی کے کام کرتے ہیں وہ سب اللہ عزوجل کے علمِ اَزَلی کے مطابق ہوتا ہے ہر بھلائی بُرائی اس نے اپنے علمِ اَزَلی کے موافق مقدر فرمادی ہے سب کچھ اس کے علم میں ہے اور اس کے پاس لکھا ہوا محفوظ ہے اِسی کا نام تقدیر ہے۔ (ہمارا اسلام، تقدیر الٰہی کا بیان، حصہ ۵، ص ۲۶۵)

سوال: کیا تقدیر کے موافق کام کرنے پر آدمی مجبور ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ عالم الغیب والشہادۃ ہے یعنی ہر ظاہر اور پوشیدہ کو جاننے والا ہے اس کا علم ہر شے کو محیط ہے، جیسا ہونے والا تھا اور جو جیسا کرنے والا تھا اس نے اپنے علم سے جانا اور وہی لکھ لیا تو یہ نہیں کہ جیسا اس نے لکھ دیا ویسا ہم کو کرنا پڑتا ہے بلکہ جیسا ہم کرنے والے تھے ویسا اس نے لکھ دیا۔ زید کے ذمہ برائی لکھی اس لیے کہ زید برائی کرنے والا تھا اگر زید بھلائی کرنے والا ہوتا وہ اس کے لیے بھلائی لکھتا تو اس کے علم یا اس کے لکھ دینے نے کسی کو مجبور نہیں کر دیا۔ اتنا سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ نے آدمی کو مثل پتھر اور دیگر جمادات کے بے حس وحرکت نہیں پیدا کیا بلکہ اس کو ایک نوع اختیار دیا ہے کہ ایک کام چاہے کرے چاہے نہ کرے اور اس کے ساتھ ہی عقل بھی دی ہے کہ بھلے برے نفع نقصان کو پہچان سکے اور ہر قسم کے سامان اور اسباب مہیا کر دیے ہیں کہ جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے اسی قسم کے سامان مہیا ہو جاتے ہیں اور اسی بنا پر اس سے مواخذہ ہے۔ اپنے آپ کو بالکل مجبور سمجھنا یا بالکل مختار سمجھنا دونوں ہی گمراہی ہیں۔

(بہار شریعت، حصہ ۱، ج ۱، ص ۱۱-۱۹)

سوال: کسی اَمر کی تدبیر کرنا تقدیر کے خلاف تو نہیں؟

جواب: جی نہیں، کسی اَمر کی تدبیر کرنا تقدیر کے خلاف نہیں ہے کیوں کہ دنیا عالَمِ اسباب ہے۔ اللہ عزوجل نے اپنی حکمت سے ایک چیز کو دوسری چیز کے لئے سبب بنا دیا ہے، پھر ان ہی اَسباب کو کام میں لانا اور انہیں کسبِ فعل کا ذریعہ بنانا تدبیر ہے اور یہ تدبیر کرنا تقدیر کے خلاف نہیں بلکہ موافق ہے۔ ذرا سوچئے! کہ انبیاءِ کرام علیہم الصلوۃ والسلام سے زیادہ تقدیرِ الٰہی عزوجل پر کس کا ایمان ہوگا پھر بھی وہ ہمیشہ تدبیر فرماتے رہے جس پر

قرآن بھی گواہ ہے، مثلاً حضرتِ سیّدنا داود علیہ السلام کا زِرہیں بنانا، حضرتِ سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کا دس برس تک اُجرت پر حضرتِ سیّدنا شعیب علیہ السلام کی بکریاں چرانا وغیرہ واقعات قرآنِ کریم میں مذکور ہیں لہٰذا تدبیر کرنے کو فضول سمجھنا گمراہی ہے اور تقدیر کو بھول کر تدبیر پر پھولنا اور اسی پر اعتماد کر بیٹھنا کفار کی خصلت ہے۔

(ہمارا اسلام، تقدیر الٰہی کا بیان، حصہ ۵، ص ۲۶۶)

سوال: تقدیر کا لکھا بدل سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: قضا (تقدیر) کی تین قسمیں ہیں: ﴿۱﴾ مبرم حقیقی: جو علم الٰہی میں کسی شے پر معلق نہیں۔ اسکی تبدیلی ناممکن ہے اکابر محبوبانِ خدا اگر اتفاقاً اس بارے میں کچھ عرض کرتے ہیں تو انھیں اس خیال سے واپس فرما دیا جاتا ہے۔ ملائکہ قوم لوط پر عذاب لے کر آئے سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا الکریم وعلیہ افضل الصلاۃ والتسلیم اس میں جھگڑے تو اُنھیں ارشاد ہوا ''اے ابراہیم اس خیال میں نہ پڑو... بیشک ان پر وہ عذاب آنے والا ہے جو پھرنے کا نہیں۔'' (پ ۱۲، ھود: ۷۶) ﴿۲﴾ معلق محض: وہ ہے کہ صحفِ ملائکہ میں کسی شے پر اُس کا معلق ہونا ظاہر فرما دیا گیا ہے۔ اس تک اکثر اولیاء کی رسائی ہوتی ہے کہ ان کی دعا سے ٹل جاتی ہے اور ﴿۳﴾ معلق شبیہ بہ مبرم: وہ ہے کہ صحف ملائکہ میں اُس کی تعلیق مذکور نہیں اور علم الٰہی میں تعلیق ہے۔ اس تک خواص اکابر کی رسائی ہوتی ہے حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی کو فرماتے ہیں کہ میں قضائے مبرم کو رد کر دیتا ہوں اور اسی کی نسبت حدیث میں ارشاد ہوا کہ بیشک دعا قضائے مبرم کو ٹال دیتی ہے۔

(الجامع الصغیر، الحدیث ۱۳۹۰، ص ۸۶ و بہارشریعت، عقائد متعلقہ ذات و صفات الٰہی، عقیدہ ۲۴، حصہ ۱، ج ۱، ص ۱۲۔۱۶ ملتقطاً)

سوال: کوئی گناہ کرنے کے بعد یہ کہنا کہ یہ میری تقدیر میں لکھا تھا، کیسا ہے؟

جواب: بُرا کام کر کے تقدیر کی طرف نسبت کرنا اور مَشِیَّتِ الٰہی عزوجل کا حوالہ دینا بہت بُری بات ہے، بلکہ حکم تو یہ ہے کہ جو اچھا کام کرے اسے اللہ عزوجل کی جانب سے کہے اور جو بُرائی سرزد ہو، اُسے اپنی شامتِ نفس تصور کرے۔

(ہمارا اسلام، تقدیر الٰہی کا بیان، حصہ ۵، ص ۲۶۸)

سوال: تقدیری اُمور میں بحث کرنا کیسا ہے؟

جواب: تقدیر ایک گہرے سمُندر کی مانند ہے جس کی گہرائی تک کسی کی رَسائی نہیں یہ ایک تاریک راستہ ہے جس سے گزرنے کی کوئی راہ نہیں۔ یہ اللہ عزوجل کا ایک راز ہے جس پر انسانی عقل کو دسترس نہیں لہٰذا تقدیری اُمور میں ہرگز بحث نہیں کرنی چاہیے۔

(ہمارا اسلام، تقدیرِ الٰہی، حصہ ۵، ص ۲۶۸)

جنت میں بھی عُلَماء کی حاجت ہوگی

مدینے کے سلطان، رحمت عالمیان، سرورِ ذیشان صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کا فرمانِ پُرنور ہے: جنتی جنت میں علماء کرام کے محتاج ہوں گے، اسلئے کہ وہ ہر جمعہ کو اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تَمَنَّوْا عَلَیَّ مَا شِئْتُمْ یعنی ''مجھ سے مانگو، جو چاہو۔'' وہ جنتی علماء کرام کی طرف متوجہ ہوں گے کہ اپنے ربِّ کریم عزوجل سے کیا مانگیں؟ وہ فرمائیں گے: یہ مانگو، وہ مانگو، جیسے وہ لوگ دنیا میں علماء کرام کے محتاج تھے، جنت میں بھی انکے محتاج ہوں گے۔ (الفردوس بماثور الخطاب، ج ۱، ص ۲۳۰، حدیث: ۸۸۰ والجامع الصغیر للسیوطی، ص ۱۳۵، حدیث ۲۲۳۵)

عالَمِ برزخ

سوال: عالَمِ برزخ کسے کہتے ہیں؟

جواب:

وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝ (پ۱۸،المؤمنون:۱۰۰)

ترجمۂ کنزالایمان: اور انکے آگے ایک آڑ ہے اس دن تک جس میں اٹھائے جائیں گے

دنیا وآخرت کے درمیان ایک اور عالَم ہے جسے بَرزَخ کہتے ہیں، مرنے کے بعد اور قیامت سے پہلے تمام انسان وجنّات کو اپنے اپنے مرتبے کے مطابق اس میں رہنا ہے، یہ عالَم اس دنیا سے بہت بڑا ہے، دنیا کے ساتھ بَرزَخ کو وہی نسبت ہے جو ماں کے پیٹ کے ساتھ دنیا کو ہے، بَرزَخ میں کسی کو آرام ہے تو کسی کو تکلیف۔

(ہمارا اسلام،عالم برزخ،حصہ ۵،ص ۲۷۵)

سوال: مرنے کے بعد جسم وروح میں تعلُّق رہتا ہے یا نہیں؟

جواب: مرنے کے بعد بھی روح کا تعلق بدنِ انسانی کے ساتھ باقی رہتا ہے اگرچہ رُوح بدن سے جدا ہوگئی مگر بدن پر جو گزرے گی رُوح ضرور اس سے آگاہ ومتأثر ہوگی جس طرح اس دنیا کی زندگی میں ہوتی ہے بلکہ اس سے بھی زائد، دنیا میں ٹھنڈا پانی، سرد ہوا، نرم فرش، لذیذ کھانا یہ سب باتیں جسم پر وارِد ہوتی ہیں مگر راحت ولذّت روح کو پہنچتی ہے، ایسے ہی رنج ومصیبت بھی جسم ہی پر وَارِد ہوتے ہیں مگر اسکی کلفت واَذِیّت روح پاتی ہے، روح کے لئے اپنی راحت واَلَم کے الگ خاص اسباب ہیں جن سے سُرُور یا غم پیدا ہوتا ہے، یوں ہی یہ سب حالتیں بَرزَخ میں ہیں۔

(ہمارا اسلام،عالم برزخ،حصہ ۵،ص ۲۷۵)

سوال: بَرزَخ میں مَیِّت پر کیا گزرتی ہے؟

جواب: بَرزَخ میں مَیِّت کے ساتھ چند معاملات پیش آتے ہیں جو یہ ہیں:

﴿۱﴾ جب مُردہ کو قبر میں دفن کرتے ہیں تو اس وقت قبر اس کو دباتی ہے، اگر وہ مسلمان ہے تو اس کا دبانا ایسا ہوتا ہے جیسے ماں پیار میں اپنے بچّے کو دباتی ہے اور اگر کافر ہے تو اس کو اس زور سے دباتی ہے کہ دونوں جانب کی پسلیاں ایک دوسرے میں پیوست ہو جاتی ہیں۔

﴿۲﴾ جب دفن کرنے والے دفن کرکے واپس جاتے ہیں تو مُردہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے، اس وقت اس کے پاس ہیبت ناک صورتوں والے دو فرشتے مُنْکَر و نَکِیْر اپنے دانتوں سے زمین چیرتے ہوئے آتے ہیں اور نہایت سختی کے ساتھ کرخت آواز میں اس سے سوال کرتے ہیں کہ تیرا رَب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ اور ان کے یعنی حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں تُو کیا کہتا تھا؟

﴿۳﴾ مُردہ اگر منافق ہے تو سب سوالوں کے جواب میں کہے گا، (ہائے) افسوس! مجھے تو کچھ معلوم نہیں میں لوگوں کو جو کہتے سنتا تھا وہی خود بھی کہتا تھا۔

﴿۴﴾ مُردہ مسلمان ہے تو جواب دے گا کہ میرا رب اللہ عزوجل ہے، میرا دِین اسلام ہے اور وہ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہیں۔

﴿۵﴾ مسلمان مَیِّت کی قبر کشادہ کردی جائے گی اور اس کے لئے جَنّت کی طرف ایک دروازہ کھول دیا جائے گا جس سے جَنّت کی خوشبو آتی رہے گی، جب کہ کافر و منافق کے لئے آگ کا بچھونا بچھا کر آگ کا لباس پہنا دیا جائے گا اور اس کی قبر میں جَہَنَّم کی کھڑکی کھول دی جائے گی اور اس پر عذاب دینے کے لئے فرشتے مقرر کردیئے جائیں گے

نیز سانپ اور بچھو اسے عذاب پہنچاتے رہیں گے جبکہ بعض مسلمانوں کو ان کے گناہوں کے مطابق عذاب بھی ہوگا۔ بعض کے نزدیک ایسے گناہگار مسلمانوں سے جُمعہ کی رات آتے ہی عذابِ قبر اٹھا دیا جاتا ہے۔

﴿٦﴾ مسلمان کے اعمالِ حَسَنہ اچھی صورتوں میں آکر قبر میں ان کا دل لگائیں گے اور کافر و منافق کے بُرے اعمال کتّے، بھیڑیئے یا کسی اور بُری شکل میں آکر اسے عذاب پہنچائیں گے۔

﴿٧﴾ مسلمانوں کی روحیں خواہ قبر پر ہوں یا چاہِ زَم زَم شریف میں ہوں یا زمین و آسمان کے درمیان یا آسمانوں پر یا آسمان سے بلند یا زیرِ عرش قندیلوں میں یا اعلیٰ عِلّیّین میں ہوں، ان کے لئے راہیں کشادہ کردی جاتی ہیں یعنی جہاں چاہتی ہیں آتی جاتی ہیں آپس میں ملتی ہیں اور ایک دوسرے سے اپنے عزیزوں کا حال پوچھتی ہیں جو کوئی قبر پر آئے اسے دیکھتی ہیں پہچانتی ہیں اور اسکی بات سنتی ہیں۔

﴿٨﴾ کافروں کی خبیث روحیں مَرگھٹ وغیرہ میں قید رہتی ہیں، انہیں کہیں آنے جانے کا اختیار نہیں ہوتا مگر وہ بھی خواہ کہیں ہوں قبر یا مرگھٹ پر گزرنے والوں کو دیکھتی پہچانتی اور ان کی باتیں سنتی ہیں۔

﴿٩﴾ مردہ سلام کا جواب دیتا اور کلام بھی کرتا ہے، اس کے کلام کو عام انسان و جنّات کے سوا تمام حیوانات وغیرہ سنتے بھی ہیں۔

(ہمارا اسلام، عالم برزخ، حصہ ٥، ص ٢٧٦)

سوال: عذاب وثواب صرف جسم پر ہوتا ہے یا روح پر بھی؟

جواب: (عذاب وثواب رُوح اور جسم دونوں پر ہوتا ہے) حدیث میں روح وجسم دونوں کے

معذّب ہونے کی یہ مثال ارشاد فرمائی کہ ایک باغ ہے اس کے پھل کھانے کی ممانعت ہے، ایک لُنجھا ہے کہ پاؤں نہیں رکھتا اور آنکھیں ہیں، وہ اس باغ کے باہر پڑا ہوا ہے پھلوں کو دیکھتا ہے مگر ان تک جا نہیں سکتا۔ اتنے میں ایک اندھا آیا اس لُنجھے نے اس سے کہا: تو مجھے اپنی گردن پر بٹھا کر لے چل، میں تجھے رستہ بتاؤں گا، اس باغ کا میوہ ہم تم دونوں کھائیں گے۔ یوں وہ اندھا اس لنجھے کو لے گیا اور میوے کھائے، دونوں میں کون سزا کا مستحق ہے؟ دونوں ہی مستحق ہیں، اندھا اسے نہ لے جاتا تو وہ نہ جا سکتا اور لنجھا اسے نہ بتاتا تو وہ نہ دیکھ سکتا۔ وہ لنجھا روح ہے کہ ادراک رکھتی ہے اور افعالِ جوارح نہیں کرسکتی اور وہ اندھا بدن ہے کہ افعال کرسکتا ہے ادراک نہیں رکھتا، دونوں کے اجتماع سے معصیت ہوئی دونوں ہی مستحقِ سزا ہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم۔ (فتاوی رضویه، فاتحه وایصالِ ثواب، اتیان الارواح لدیارھم بعد الرواح، ج۹، ص۶۵۸)

سوال: جو جسم قبر میں گل سڑ جاتا ہے اسے کیسے عذاب ہوگا؟

جواب: ریڑھ کی ہڈی میں کچھ ایسے اَجزاء ہوتے ہیں کہ نہ کسی خُورد بین سے نظر آسکتے ہیں نہ اُنہیں آگ جلاسکتی ہے اور نہ ہی وہ گلتے ہیں، وہی تُخمِ جسم اور موردِ عذاب وثواب ہیں۔ ان اجزاء کو ''عَجْبُ الذنب'' کہتے ہیں۔ جسم اگرچہ سڑ گل جائے عذابِ قبر کا انکار کرنے والا گمراہ ہے۔ (ھمارا اسلام، عالم برزخ، حصه ۵، ص۲۷۸)

سوال: اگر مُردے کو دفن نہ کیا جائے تو پھر اس سے سوالات کہاں ہونگے؟

جواب: اگر مردے کو دفن نہ کیا جائے تو جہاں پڑا رہ گیا یا پھینک دیا گیا اس سے وہیں سوالات ہونگے اور وہیں عذاب یا ثواب ہوگا حتی کہ جسے شیر کھا گیا تو شیر کے پیٹ میں سوال جواب، عذاب وثواب سب وہیں ہوگا۔ (ھمارا اسلام، عالم برزخ، حصه ۵، ص۲۷۸)

سوال: وہ کون لوگ ہیں جن کے جسم قبر میں سلامت رہیں گے؟

جواب: اَنبیاءِ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام، اَولیاءِ کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم، علمائے دِین وشہداء، باعمل حفاظِ قرآن اور وہ جو منصبِ مَحَبَّت پر فائز ہیں اور وہ جس نے کبھی اللہ عزوجل کی نافرمانی نہ کی اور وہ جو کثرت سے دُرُودشریف پڑھتا رہے، ان کے بدن کو مٹی نہیں کھا سکتی۔

(ہمارا اسلام، عالم برزخ، حصہ۵، ص۲۷۹)

سوال: زندوں کا خیرات کرنا مُردوں کو فائدہ پہنچا تا ہے یا نہیں؟

جواب: نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، تلاوتِ قرآن، صدقہ، ذِکر، زِیارتِ قبور، خیرات غرض ہر قسم کی عبادت اور ہر نیک عمل خواہ فرض ہو یا نفل سب کا ثواب مُردوں کو پہنچایا جاسکتا ہے، اُن سب کو ثواب پہنچتا ہے اور پہنچانے والے کے ثواب میں بھی کوئی کمی نہ ہوگی بلکہ اللہ عزوجل کی رَحمت سے اُمید ہے کہ سب کو پورا پورا ملے گا، یہ نہیں کہ یہ ثواب تھوڑا تھوڑا کرکے سب میں تقسیم کیا جائے گا بلکہ یہ امید ہے کہ اس پہنچانے والے کیلئے ان سب کے مجموعے کے برابر ملے، مثلاً کوئی نیک کام کیا جس کے ثواب میں کم از کم دس نیکیاں ملیں، اب اس نے دس مُردوں کو اِیصال کردیا تو ہر ایک کو دس دس ملیں گی اور اِیصال کرنے والے کو ایک سو دس۔ وعلیٰ ھذا القیاس.

حدیث شریف میں ہے کہ ''جو شخص گیارہ بار قُلْ ھُوَ اللّٰہُ شریف (سورۂ اِخلاص) پڑھ کر اس کا ثواب مُردوں کو پہنچائے گا تو مُردوں کی گنتی کے برابر اسے ثواب ملے گا۔'' (کشف الخفاء، حرف المیم، الحدیث:۲۶۲۹، ج۲، ص۲۵۲) اگر نابالغ

نے اپنی کسی نیکی کا ثواب مُردے کو پہنچایا تو ضرور پہنچے گا۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ

(ہمارا اسلام، عالم برزخ، حصہ ۵، ص ۲۷۹)

سوال: اِیصالِ ثواب کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: اِیصالِ ثواب کو تعظیماً نذر و نیاز یا فاتحہ بھی کہتے ہیں اسمیں سورۂ فاتحہ پڑھی جاتی ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ سورۂ فاتحہ اور آیۃُ الکرسی ایک ایک بار پھر تین یا سات یا گیارہ بار سورۂ اخلاص اور اول آخر تین تین یا زائد بار دُرُود شریف پڑھے، اس کے بعد ہاتھ اٹھا کر عرض کرے کہ یا الٰہی! (عزوجل) میرے اس پڑھنے پر (اگر کھانا، کپڑا وغیرہ بھی ہو تو ان کا نام بھی شامل کرے اور کہے کہ میرے اس پڑھنے اور ان چیزوں کے دینے پر) جو ثواب مجھے عطا ہوا اُسے میری طرف سے فلاں ولیُ اللہ مثلاً سرکارِ بغداد حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں نذر پہنچا اور اُن کے آباؤ اَجداد اور مشائخِ عظام واَولاد و مریدین اور مُحبِّین اور میرے ماں باپ اور فلاں فلاں اور سیِّدنا آدم علیہ السلام سے روزِ قیامت تک جتنے مسلمان گزرے یا موجود ہیں یا قیامت تک ہوں گے سب کو اس کا ثواب پہنچا۔

(ہمارا اسلام، عالم برزخ، حصہ ۵، ص ۲۸۰)

علاماتِ قِیامت کا بیان

سوال: علاماتِ قِیامت سے کیا مراد ہے اور وہ کیا ہیں؟

جواب: قِیامت سے پہلے چند نشانیاں ظاہر ہوں گی انہیں علاماتِ قِیامت یا آثارِ قیامت کہتے ہیں علاماتِ قِیامت کی دو قسمیں ہیں: ﴿۱﴾ وہ نشانیاں جو حضورِ اَقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی وِلادت مبارکہ سے لے کر اب تک واقع ہو چکی ہیں اور حضرتِ سیِّدنا امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ظہور تک وقوع میں آتی رہیں گی، انہیں علاماتِ صغریٰ کہتے ہیں۔

﴿۲﴾ وہ نشانیاں جو حضرت سیّدنا امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ظہور کے بعد صُور پھونکنے تک واقع ہوں گی، یہ علامات یکے بعد دیگرے، پے دَر پے اس طرح ظاہر ہوں گی جیسے سلکِ مَرْوَارِید سے موتی گرتے ہیں۔ان کے ختم ہوتے ہی قِیامت برپا ہوگی، انہیں علاماتِ کُبریٰ کہتے ہیں۔(ہمارا اسلام، علامات قیامت، حصہ ۵، ص ۲۸۲)

سوال: علاماتِ صغریٰ کیا کیا ہیں؟

جواب: علاماتِ صغریٰ بہت سی ہیں جن میں سے چند یہ ہیں: ﴿۱﴾ سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا دنیا سے پردہ فرمانا ﴿۲﴾ تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا دنیا سے پردہ فرمانا ﴿۳﴾ تین خَسف کا واقع ہونا یعنی آدمی زمین میں دھنس جائیں گے، ایک مشرق میں، دوسرا مغرب میں اور تیسرا جزیرہ عرب میں ﴿۴﴾ علم اٹھ جائے گا یعنی علماء اٹھا لیے جائیں گے اور لوگ جاہلوں کو اپنا امام و پیشوا بنائیں گے، وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے ﴿۵﴾ زِنا، شراب نوشی و بدکاری اور بے حیائی کی زیادتی ہوگی ﴿۶﴾ مرد کم ہوں گے اور عورتیں زیادہ ہوں گی یہاں تک کہ ایک مرد کی سرپرستی میں پچاس عورتیں ہوں گی ﴿۷﴾ بڑے دجال کے علاوہ تیس دجال اور ہوں گے، وہ سب نُبُوَّت کا جھوٹا دعویٰ کریں گے ﴿۸﴾ مال کی کثرت ہوگی، زمین اپنے خزانے اُگل دے گی ﴿۹﴾ دِین پر قائم رہنا ایسا دشوار ہوگا جیسے مُٹھی میں انگارہ لینا ﴿۱۰﴾ وقت میں بَرَکت نہ ہوگی یعنی جلدی جلدی گزرے گا ﴿۱۱﴾ زکوٰۃ دینے کو لوگ تاوان سمجھیں گے ﴿۱۲﴾ علمِ دِین پڑھیں گے مگر دِین کی خاطر نہیں بلکہ دنیا کمانے کیلئے ﴿۱۳﴾ عورتیں مردانی وَضع اِختیار کریں گی اور مرد زَنانی وَضع ﴿۱۴﴾ گانے باجے کی کثرت ہوگی ﴿۱۵﴾ ملاقات کے وقت سلام کے بجائے لوگ گالی گلوچ سے پیش آئیں گے ﴿۱۶﴾ مسجد

کے اندر شور وغُل اور دنیا کی باتیں ہوں گی ﴿۱۷﴾ لوگ نماز کی شرائط وارکان کا لحاظ کئے بغیر نمازیں پڑھیں گے یہاں تک کہ پچاس میں سے ایک نماز بھی قبول نہ ہوگی۔

(ہمارا اسلام،علامات قیامت ،حصہ ۵،ص ۲۸۲)

سوال: قِیامت کی علاماتِ کبریٰ کیا کیا ہیں؟

جواب: علاماتِ کبریٰ یہ ہیں: ﴿۱﴾ دَجّال کا ظاہر ہونا ﴿۲﴾ حضرتِ سیِّدنا عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نُزُول فرمانا ﴿۳﴾ حضرتِ سیِّدنا امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ظاہر ہونا ﴿٤﴾ یاجوج وماجوج کا نکلنا ﴿۵﴾ دُھویں کا پیدا ہونا ﴿٦﴾ دَابَّۃُ الْاَرْض کا نکلنا ﴿۷﴾ سورج کا مغرب سے نکلنا ﴿۸﴾ حضرتِ سیِّدنا عیسیٰ علیہ السلام کا دنیا سے پردہ فرمانا وغیرہ۔(ہمارا اسلام،علامات قیامت ،حصہ ۵،ص ۲۸۳)

سوال: دجال کون ہے اور یہ کب اور کیسے ظاہر ہوگا؟

جواب: دَجّال قومِ یہود کا ایک مرد ہے جو اس وقت بحکمِ الٰہی عزوجل دریائے طبرستان کے جزائر میں قید ہے یہ آزاد ہوکر ایک پہاڑ پر آئے گا وہاں بیٹھ کر آواز لگائے گا، دوسری آواز پر وہ لوگ جمع ہوجائیں گے جنہیں بد بخت ہونا ہے، پھر یہ ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ ملکِ خدا عزوجل میں فُتور پیدا کرنے کیلئے شام وعراق کے درمیان سے نکلے گا اس کی ایک آنکھ اور ایک اَبرو بالکل نہ ہوگی اسی وجہ سے اِسے مسیح (کانا) کہتے ہیں۔اس کے ساتھ یہود کی فوجیں ہوں گی، وہ ایک بڑے گدھے پر سوار ہوگا اور اس کی پیشانی پر "ک اف ر" یعنی کافر لکھا ہوگا جسے ہر مسلمان پڑھے گا البتہ کافِر کو نظر نہ آئے گا،اس کا فتنہ بہت شدید ہوگا، چالیس دن رہے گا جن میں سے پہلا دن سال بھر کے برابر ہوگا، دوسرا ایک مہینہ بھر کے برابر ہوگا، تیسرا ایک ہفتے کے برابر اور بقیہ عام دنوں جیسے ہوں

گے۔ وہ بہت تیزی سے ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچے گا جیسے بادل، جسے ہوا اڑاتی ہو، وہ خدائی کا دعویٰ کرے گا۔ اس کے ساتھ ایک باغ اور ایک آگ ہوگی جن کا نام جنّت ودوزخ رکھے گا، مگر وہ جو دیکھنے میں جنّت معلوم ہوگی حقیقۃً وہ آگ ہوگی اور جو جہنّم دکھائی دے گی وہ مقامِ راحت ہوگا۔ جو اُس پر ایمان لے آئیں گے اُن کیلئے بادل کو حکم دے گا تو وہ برسنے لگے گا اور زمین کو حکم دے گا تو کھیتی اُگ آئے گی، جو اُسے نہ مانیں گے انکے پاس سے چلا جائے گا تو وہ قَحط میں مبتلا ہو جائیں گے اور تہی دَست رہ جائیں گے، ویرانے میں جائے گا تو وہاں کے دفینے شہد کی مکھیوں کی طرح اس کے ہمراہ ہولیں گے۔

الغرض! اِس قسم کے بہت سے شعبدے دکھائے گا، حقیقت میں یہ سب جادُو ہوگا، اس لئے اس کے وہاں سے جاتے ہی لوگوں کے پاس کچھ نہ رہے گا، ایسے وقت میں مسلمان ذکرِ خدا عزوجل کریں گے جس سے ان کی بھوک وپیاس ختم ہو جائے گی، چالیس دن میں تمام زمین کا گشت کرے گا مگر مکہ معظّمہ ومدینہ منورہ میں جب بھی داخل ہونا چاہے گا فرشتے اس کا منہ پھیر دیں گے، پھر جب وہ ساری دنیا میں گھوم پھر کر ملکِ شام پہنچے گا تو اس وقت حضرتِ سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے۔

(ھمارا اسلام، علامات قیامت، حصہ ٥، ص ٢٨٤)

سوال: حضرتِ سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کب اور کہاں نُزُول فرمائیں گے؟

جواب: جب دَجّال کا فتنہ اپنی اِنتہا کو پہنچ چکے گا اور یہ ملعون تمام دنیا میں پھر کر ملکِ شام میں پہنچے گا جہاں تمام اَہلِ عرب سمٹ کر جمع ہو چکے ہوں گے، یہ خبیث ان سب کا محاصرہ کرلے گا، ان میں بائیس ہزار جنگجو مرد اور ایک لاکھ عورتیں ہونگی، اسی حالت میں قلعہ بند مسلمانوں کو اچانک غیب سے آواز آئے گی کہ گھبراؤ نہیں فریادرَس آ پہنچا۔ اس وقت

حضرتِ سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے دو فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے زرد رنگ کا جوڑا زیبِ تن کئے ہوئے نہایت نورانی صورت میں دِمَشق کی جامع مسجد کے شرقی منارے پر دین محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حاکم اور امامِ عادل ومجددِ ملّت ہو کر نُزُول فرمائیں گے۔ وہ صبح کا وقت ہوگا، نمازِ فجر کیلئے اقامت ہوچکی ہوگی، حضرتِ سیّدنا امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ علیہ السلام سے اِمامت کی درخواست کریں گے، حضرتِ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام حضرتِ سیّدنا امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پشت پر ہاتھ رکھ کر فرمائیں گے: آگے بڑھو نماز پڑھاؤ کہ تکبیر تمھارے ہی لئے ہوئی ہے۔ حضور تاجدارِعرب وعجم، سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ مُکرّم ہے: ''تمھارا حال کیسا ہوگا جب تم میں ابن مریم علیہ السلام نزول فرمائیں گے اور تمھارا امام تم ہی میں سے ہوگا۔''

(صحیح مسلم ، کتاب الایمان، باب نزول عیسیٰ ابن مریم حاکماً شریعة نبینا محمد صلی الله تعالی علیه وسلم، الحدیث: ۲۴۵، ۲۴۶، ص ۹۲)

یعنی تمھاری اس وقت کی خوشی اور فخر بیان سے باہر ہے کہ رُوح اللہ علیہ السلام نبی ورسول ہونے کے باوجود تم پر اُتریں، تم میں رہیں، تمھارے معین ویاوَر بنیں اور تمھارے امام کے پیچھے نماز پڑھیں۔ (ہمارا اسلام، علامات قیامت، حصہ ۵، ص ۲۸۵)

سوال: حضرتِ سیّدنا امام مہدی کون ہیں؟

جواب: حضرتِ سیّدنا امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارہ اِماموں رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سب سے آخری امام اور خلیفۃ اللہ ہیں، آپکا اسمِ گرامی ''محمد'' والِد صاحب کا نام ''عبداللہ'' اور والدہ صاحبہ کا نام ''آمنہ'' ہوگا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نسبتاً سَیِّد، حَسَنی، حضرتِ سیّدتنا بی بی فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اَولاد سے ہوں گے اور مادری رشتوں میں حضرتِ سیّدنا عباس

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کچھ تعلُّق ہوگا۔ چالیس سال کی عمر میں آپ کا ظہور ہوگا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت سات یا آٹھ یا نو سال ہوگی۔ اس کے بعد آپ کا وِصال ہو جائیگا۔ حضرتِ سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نمازِ جنازہ پڑھائیں گے۔ چنانچہ رِوایات میں ہے کہ جب تمام علاماتِ صغریٰ واقع ہو چکیں گی، تو اس وقت نصاریٰ (عیسائیوں) کا غلبہ ہوگا، رُوم وشام اور تمام ممالکِ اسلام، حَرَمین شریفین کے علاوہ سب مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل جائیں گے۔ تمام زمین فتنہ وفساد سے بھر جائے گی، اس وقت اَبدال بلکہ تمام اَولیاءُ اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم سب جگہ سے سمٹ کر حَرَمین شریفین کو ہجرت کر جائیں گے اور ساری زمین کفرستان ہو جائے گی رمضان شریف کا مہینہ ہوگا، اَبدال طوافِ کعبہ میں مصروف ہونگے اور حضرتِ سیّدنا امام مہدی بھی جن کی عمر مبارک اس وقت چالیس سال ہوگی وہاں ہونگے۔ اَولیاء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم انہیں پہچان کر درخواستِ بیعت کریں گے، آپ انکار فرمائیں گے، دفعۃً غیب سے ایک آواز آئے گی "ھٰذَا خَلِیْفَۃُ اللہِ الْمَھْدِیُّ فَاسْمَعُوْا لَہٗ وَ اَطِیْعُوْہُ" یہ اللہ عزوجل کا خلیفہ مہدی ہے، اس کی بات سنو اور اس کا حکم مانو۔ اب تمام اَولیاءِ کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اور اہلِ اسلام آپ کے دَستِ مبارک پر بیعت کریں گے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں سے سب کو اپنے ہمراہ لے کر ملکِ شام تشریف لے جائیں گے۔

(ہمارا اسلام، علامات قیامت، حصہ ۵، ص ۲۸۷)

سوال: یاجوج وماجوج کون ہیں؟

جواب: یاجوج ماجوج یافِث بن نوح علیہ السلام کی اَولاد میں سے فسادی گروہ ہیں، انکی تعداد بہت زیادہ ہے، وہ زمین میں فساد کرتے تھے یہ ایّامِ ربیع میں نکلتے تھے کھیتیاں

اور سبزیاں سب کچھ کھا جاتے تھے، آدمیوں بلکہ درندوں، وحشی جانوروں بلکہ سانپوں، بچھوؤں تک کو کھا جاتے تھے، حضرتِ سیِّدنا سکندر ذوالقرنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو مؤمن صالح اور اللہ عزوجل کے مقبول بندے اور تمام دنیا پر حکمران تھے، لوگوں نے ان سے یاجوج وماجوج کی شکایت کی چنانچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انکی درخواست پر بنیاد کھدوائی، جب پانی تک پہنچ گئی تو اس میں پگھلائے ہوئے تانبے سے پتھر جمائے گئے اور لوہے کے تختے اوپر نیچے چن کر ان کے درمیان لکڑی اور کوئلہ بھروادیا اور آگ دے دی، اسی طرح یہ دیوار پہاڑ کی بلندی تک اونچی کردی گئی اور اوپر سے پگھلا ہوا تانبہ دیوار میں پلا دیا گیا یہ سب مل کر ایک انتہائی سخت جسم ہوگیا، اس کی چوڑائی ساٹھ گز ہے اور لمبائی ڈیڑھ سو فرسنگ۔ شہنشاہِ اَبرار، شفیعِ روزِ شمار، دوعالَم کے مالک ومختار بِاذنِ پروردگار، غیبوں پر خبردار، جنابِ احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ والا تبار ہے کہ یاجوج ماجوج روزانہ اس دیوار کو توڑتے ہیں اور دن بھر محنت کرتے ہیں، جب اس کے توڑنے کے قریب ہوتے ہیں تو ان میں سے کوئی کہتا ہے کہ اب چلو! باقی کل توڑیں گے، دوسرے روز جب آتے ہیں تو وہ دیوار بحکمِ الٰہی عزوجل پہلے سے زیادہ مضبوط ہوچکی ہوتی ہے۔ پھر جب ان کے خُروج کا وقت آئے گا تو ان میں سے ایک کہنے والا کہے گا اب چلو! باقی دیوار کل توڑیں گے اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ ۔ چنانچہ "اِنْ شَآءَ اللہ" عَزَّوَجَلَّ کہنے کا فائدہ یہ ہوگا کہ اس دن کی محنت رائیگاں نہیں جائے گی اور اگلے روز انہیں دیوار اتنی ہی ٹوٹی ہوئی ملے گی جتنی گزشتہ روز توڑ گئے تھے، اب وہ باہر نکل آئیں گے۔ (سنن ابن ماجه، کتاب الفتن، باب فتنة الدجال، الحدیث: ۴۰۸۰، ج ۴، ص ۴۰۹ وهمارا اسلام، علامات قیامت، حصه ۵، ص ۲۸۹)

سوال: یاجوج ماجوج کا خروج کب ہوگا؟

جواب: قتلِ دَجّال کے بعد جب لوگ امن وامان کی زندگی بسر کررہے ہونگے تو اس وقت حضرتِ سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کو حکمِ الٰہی ہوگا کہ مسلمانوں کو کوہِ طُور پر لے جائیں اس لئے کہ اب کچھ ایسے لوگ ظاہر کئے جائیں گے جن سے لڑنے کی کسی کو طاقت نہیں چنانچہ آپ علیہ السلام لوگوں کو لے کر قلعۂ طور پر تشریف لے جائیں گے، اس کے بعد یاجوج ماجوج ظاہر ہونگے، ان کی تعداد اتنی زیادہ ہوگی کہ ان کی پہلی جماعت جب بحیرۂ طبریہ پر سے (جس کا طول دس میل ہوگا) گزرے گی تو اس کا سارا پانی پی کر اس طرح سکھا دے گی کہ جب دوسری جماعت وہاں آئے گی تو کہے گی کہ یہاں کبھی پانی تھا ہی نہیں۔ غرض یہ لوگ ہر طرف پھیل کر فتنہ وفساد اور قتل وغارت برپا کریں گے پھر جب دنیا میں قتل و غارت کر چکیں گے تو کہیں گے کہ زمین والوں کو تو قتل کرلیا، آؤ! اب آسمان والوں کو بھی قتل کردیں، یہ کہہ کر اپنے تیر آسمان کی طرف پھینکیں گے، خدا عزوجل کی قدرت سے اُن کے تیر اوپر سے خون آلود گریں گے، یہ سمجھیں گے کہ آسمان والے بھی ہلاک ہوگئے۔

اِدھر یہ اپنی حرکتوں میں مشغول ہونگے اور وہاں پہاڑ پر حضرتِ سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام اپنے ساتھیوں کے ساتھ محصور ہونگے۔ محصورین میں قحط کا عالَم یہ ہوگا کہ ان کے نزدیک گائے کے سَر کی وہ وقعت ہوگی جو آج سو اشرفیوں کی نہیں، اس وقت حضرتِ سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام اپنے حواریوں کے ساتھ اس مصیبت سے چھٹکارے کی دُعا فرمائیں گے، اس پر اللہ عزوجل یاجوج ماجوج کی گردنوں میں ایک قسم کے کیڑے پیدا کردے گا جس کے سبب ایک ہی رات میں وہ سب ہلاک ہوجائیں گے۔

(ہمارا اسلام، علامات قیامت، حصہ ۵، ص ۲۹۰)

سوال: یاجوج ماجوج کے ہلاک ہونے کے بعد کیا ہوگا؟

جواب: ان کے مرنے کے بعد جب حضرتِ سیِّدنا عیسیٰ علیہ السلام اوران کے اصحاب پہاڑ سے اتریں گے تو دیکھیں گے کہ تمام زمین انکی لاشوں اور بدْ بو سے بھری پڑی ہے حتی کہ ایک بالشت زمین بھی خالی نہ ہوگی، آپ علیہ السلام اپنے ہمراہیوں کے ساتھ پھر دعا فرمائیں گے، اللہ عزوجل ایک سخت آندھی اور ایک خاص قسم کے پرندے بھیجے گا، وہ ان کی لاشوں کو جہاں اللہ عزوجل چاہے گا پھینک آئیں گے اوران کے تیر وترکش کو مسلمان سات برس تک جلائیں گے، پھراس کے بعد بارش ہوگی جس سے زمین بالکل ہموار ہو جائے گی۔اور زمین کو حکم ہوگا کہ اپنی بَرَکتیں اگل دے تو یہ حالت ہوگی کہ انار اتنے بڑے بڑے پیدا ہونگے کہ ایک اَنار سے ایک جماعت کا پیٹ بھرے گا اوراس کے چھلکے کے سائے میں دس آدمی بیٹھیں گے اور دُودھ میں یہ بَرَکت ہوگی کہ ایک اونٹنی کا دودھ جماعت کو کافی ہوگا اور ایک گائے کا دودھ قبیلے بھرکو اور ایک بکری کا خاندان بھرکو کفایت کرے گا۔(ہمارااسلام،علامات قیامت ،حصہ ۵،ص ۲۹۰)

سوال: حضرتِ سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کب تک دنیامیں قیام فرمائیں گے؟

جواب: حضرتِ سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام چالیس سال تک زمین میں امامتِ دِین وحکومتِ عدل فرمائیں گے،اس میں سات سال دَجّال کی ہلاکت کے بعد کے ہیں،ان ہی میں آپ علیہ السلام نکاح فرمائیں گے،آپ علیہ السلام کی اَولاد بھی ہوگی۔حضورتاجدارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ،صاحبِ معطَّر پسینہ،باعثِ نزولِ سکینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مزارِ اَقدس پرحاضرہوکرسلام عرض کریں گے،قبرِ انور سے سلام کا جواب آئے گا، پھر رَوحا کے راستہ سے حج یا عمرہ ادا فرمائیں گے۔اس کے بعد آپ علیہ السلام وِصال فرماجائیں

گے، مسلمان ان کی تجہیز کریں گے نہلائیں گے، خوشبو لگائیں گے کفن دیں گے، نماز پڑھیں گے اور ہمارے پیارے آقا و مولیٰ، حضور سیّد الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پہلوئے مبارک میں، گنبدِ خضرا کے سائے میں آپ علیہ السلام دفن کیے جائیں گے۔

(ھمارا اسلام، علامات قیامت، حصہ ۵، ص ۲۹۱)

سوال: دُھواں کب ظاہر ہوگا اور اس کا اثر کیا ہوگا؟

جواب: حضرتِ سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد قبیلۂ قحطان میں سے ایک شخص جہجاہ نام کے آپ علیہ السلام کے خلیفہ ہونگے جو کہ یمن کے رہنے والے ہونگے، ان کے بعد چند بادشاہ اور ہونگے جن کے عہد میں پھر سے کفر و جہالت کا دَور دَورہ ہو جائے گا۔ اسی اَثناء میں ایک مکان مغرب میں اور ایک مشرق میں جہاں منکرین تقدیر رہتے ہونگے زمین میں دھنس جائیگا، اس کے بعد آسمان سے دُھواں نمودار ہوگا جس سے آسمان سے زمین تک اندھیرا ہو جائے گا، یہ اندھیرا چالیس روز تک رہے گا، اس سے مسلمان زُکام میں مبتلا ہو جائیں گے جب کہ کافروں اور منافقوں پر بے ہوشی طاری ہو جائے گی، بعض ایک دن کے بعد، بعض دو دن اور بعض تین دن کے بعد ہوش میں آئیں گے، پھر مغرب سے آفتاب طلوع ہوگا۔ (ھمارا اسلام، علامات قیامت، حصہ ۵، ص ۲۹۲)

سوال: سورج مغرب سے کیسے طلوع ہوگا؟

جواب: روزانہ آفتاب بارگاہِ الٰہی عزوجل میں سجدہ کر کے اِذنِ طلوع چاہتا ہے، جب اِجازت ملتی ہے تب طلوع ہوتا ہے، قربِ قِیامت میں جب آفتاب حسبِ معمول طلوع کی اجازت چاہے گا تو اجازت نہ ملے گی اور حکم ہوگا کہ واپس جا، وہ واپس ہو جائے گا اور اس کے بعد ماہِ ذی الحِجّہ میں یومِ نَحر کے بعد رات اس قدر لمبی ہو جائے گی کہ

بچّے چلّا اٹھیں گے، مسافر تنگدل اور مویشی چراگاہ کے لئے بے قرار ہوجائینگے یہاں تک کہ لوگ بے چینی کی وجہ سے نالہ وزَاری کریں گے اور توبہ توبہ پکاریں گے، آخر تین چار رات کی مقدار دَراز ہونے کے بعد آفتاب مغرب سے اضطراب کی حالت میں چاند گرہن کی مانند تھوڑی روشنی کے ساتھ نکلے گا اور نصف آسمان تک آکر لوٹ جائے گا اور جانبِ مغرب غروب ہوگا اس کے بعد پھر مشرق سے طلوع ہوا کرے گا۔ اس نشانی کے ظاہر ہوتے ہی توبہ کا دروازہ بند ہوجائے گا۔ کافر اپنے کفر سے یا گناہ گار اپنے گناہوں سے توبہ کرنا بھی چاہے گا تو توبہ قبول نہ ہوگی اور اس وقت کسی کا اِسلام لانا قابلِ قبول نہ ہوگا۔ (ہمارا اسلام، علامات قیامت، حصہ ۵، ص ۲۹۲)

سوال: دَابَّۃُ الْاَرض کیا ہے اور یہ کب نکلے گا؟

جواب: دَابَّۃُ الْاَرض عجیب شکل کا ایک جانور ہوگا جو کوہِ صَفا سے برآمد ہوکر تمام شہروں میں بہت جلد پھرے گا اور ایسی تیزی سے دَورہ کرے گا کہ کوئی بھاگنے والا اس سے نہ بچ سکے گا، فصاحت کے ساتھ کلام کرے گا اور بزبانِ فصیح کہے گا: "ھٰذَا مُؤْمِنٌ وَّھٰذَا کَافِرٌ" "یہ مؤمن ہے اور یہ کافر ہے۔ اسکے ایک ہاتھ میں حضرتِ سیِّدنا موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور دوسرے میں حضرتِ سیّدنا سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی ہوگی۔ عصاء سے ہر مسلمان کی پیشانی پر ایک نورانی خط بنائے گا جس سے سیاہ چہرہ نورانی ہوجائے گا اور انگوٹھی سے ہر کافر کی پیشانی پر سیاہ مہر لگائے گا جس سے اس کا چہرہ بے رونق ہوجائے گا۔ اس وقت تمام مسلمان وکافر علانیہ ظاہر ہونگے، یہ علامت کبھی بھی نہ بدلے گی، جو کافر ہے ہرگز ایمان نہ لائے گا اور جو مسلمان ہے ہمیشہ ایمان پر قائم رہے گا۔ آفتاب کے مغرب سے طلوع ہونے کے دوسرے روز لوگ اسی واقعہ کا چرچا کرنے میں مشغول ہونگے کہ اچانک

کوہِ صفا زلزلے سے پھٹ جائے گا اور یہ جانور نکلے گا۔ پہلے یمن میں پھر نجد میں ظاہر ہوکر غائب ہو جائے گا اور تیسری بار مکّہ معظّمہ میں ظاہر ہوگا۔

(ہمارا اسلام،علامات قیامت ،حصہ ۵،ص ۲۹۳)

سوال: اس کے بعد پھر کیا ہوگا؟

جواب: جب قیامت قائم ہونے میں صرف چالیس سال رہ جائیں گے ایک خوشبودار ٹھنڈی ہوا چلے گی جو لوگوں کی بغلوں کے نیچے سے نکلے گی ،جس کا اثر یہ ہوگا کہ مسلمان کی روح قبض ہو جائے گی یہاں تک کہ کوئی اہلِ ایمان اہلِ خیر نہ ہوگا اور کافر ہی کافر رہ جائیں گے، کفّارِ حبشہ کا غلبہ ہوگا اور ان کی سلطنت ہوگی حکام کا ظلم اور رِعایا کی ایک دوسرے پر دَست دَرازِی رفتہ رفتہ بڑھ جائے گی ، بت پرستی عام ہوگی اور قحط اور وَبا کا ظہور ہوگا۔ اس وقت ملک شام میں کچھ اَمْن ہوگا ، دیگر مما لک کے لوگ اہل وعیال سمیت ملکِ شام کو روانہ ہونگے ،اسی اثناء میں ایک بڑی آگ جنوب سے نمودار ہوگی ، وہ ان کا تعاقب کرے گی ، یہاں تک کہ وہ شام میں پہنچ جائیں گے، پھر وہ آگ غائب ہو جائے گی ، یہ چالیس سال کا زمانہ ایسا گزرے گا کہ اس میں کسی کے اَولاد نہ ہوگی۔ یعنی چالیس سال سے کم عمر کا کوئی نہ ہوگا اور دنیا میں کافر ہی کافر ہونگے ،اللہ عزوجل کہنے والا کوئی نہ ہوگا کہ اچانک جُمعہ کے روز جو کہ یومِ عاشورہ بھی ہوگا (یعنی دس محرم الحرام) اور لوگ اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہونگے کہ صبح کے وقت اللہ تعالیٰ حضرتِ سیِّدنا اسرافیل علیہ السلام کو صور پھونکنے کا حکم دے گا اور کافروں پر قیامت قائم ہوگی۔

(ہمارا اسلام،علامات قیامت ،حصہ ۵،ص ۲۹۳)

حشر و نشر کا بیان

سوال: حشر ونشر ومَعَاذ کسے کہتے ہیں؟

جواب: حشر،نشر،معاد،یومِ بعث،یومِ نشور،ساعت،سب قِیامت کے نام ہیں،جس طرح دنیا میں ہر چیز انفرادی طریقہ سے فنا ہوتی اورمِٹتی رہتی ہے ایسے ہی دنیا کی بھی ایک عمر ہے جو اللہ عزوجل کے علم میں مقرر ہے،اس کے پورا ہونے کے بعد ایک دن ایسا آئے گا کہ تمام کائنات فنا ہوجائے گی اسی کو قِیامت کہتے ہیں۔اس وقت اُس ایک اللہ عزوجل کے سوا دوسرا کوئی نہ ہوگا اور وہ تو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔

(ھمارا اسلام،حشر و نشر،حصہ ٥،ص ٢٩٤)

سوال: اس عقیدے پر ایمان لانا کس حد تک ضروری ہے؟

جواب: حشر ونشر پر ایمان لانا اِسلام کے بنیادی عقائد میں سے ایک اَہم عقیدہ ہے اس پر ایمان لائے بغیر آدمی ہرگز مسلمان نہیں ہوسکتا،یہ عقیدہ اس قدر ضروری ہے کہ اس عقیدے کے بغیر انسان گناہوں سے پوری طرح نہ بچ سکتا ہے،نہ عبادت میں مَشَقَّت اٹھا سکتا ہے نہ جان ومال قربان کرسکتا ہے۔دنیاوی سزا کا خوف یا بدنامی کا ڈر اسی وقت تک آدمی کو جرم سے باز رکھ سکتا ہے جب تک کہ اس کے ظاہر ہوجانے کا خوف ہو اور جب کسی کو یہ یقین ہوجاتا ہے کہ میرا یہ جرم کوئی نہیں جان سکتا تو بلا تکلّف بڑے سے بڑے جرم کا مرتکب ہوجاتا ہے۔صرف یہ عقیدہ آدمی کو اِرتکابِ جرم سے روکتا ہے کہ ہمارے تمام نیک وبداَعمال کی سزا وجزا کا ایک دن مقرر ہے،اسی دن کا نام قِیامت ہے اوراس دن کا مالک اللہ تعالیٰ ہے،دنیا کے اکثر بڑے بڑے عقلمند اختلافِ مذہب کے باوجود اس بات پر مُتفق ہیں کہ اس زندگی کے بعد کوئی دوسری زندگی بھی آنے والی

ہے اِسی موت تک معاملہ ختم نہیں ہوجاتا، اُس دوسری زندگی میں ہماری سعادت و شقاوت کامَدار ہماری اِس زندگی کے اَعمال واَفعال پر ہے۔یعنی جیسی کرنی ویسی بھرنی۔

(ھمارا اسلام،حشرو نشر،حصہ ۵،ص ۲۹۵)

سوال: حشر صرف روح کا ہوگا یا روح وجسم دونوں کا؟

جواب: حشر صرف روح کا نہیں بلکہ رُوح وجسم دونوں کا ہے، جو یہ کہے کہ صرف روحیں اُٹھیں گی جسم زندہ نہ ہوں گے وہ قِیامت کا منکر ہے اور ایسا کہنے والا کافر ہے۔جسم کے اَجزاء اگرچہ مرنے کے بعد بکھر گئے ہوں یا مختلف جانور کھا گئے ہوں اللہ تعالیٰ ان سب اَجزاء کو جمع فرما کر پہلی صورت پرلا کر انہیں ان اجزائے اصلیہ پر ترکیب دے گا جو کہ تخم جسم ہیں جنہیں ''عجب الذنب'' کہتے ہیں وہ ریڑھ کی ہڈی میں کچھ ایسے باریک اجزا ہیں جو نہ کسی خوردبین سے نظر آسکتے ہیں نہ انہیں آگ جلاسکتی ہے اور نہ زمین گلاسکتی ہے وہ محفوظ ہیں اور ہر روح کو اسی جسمِ سابق میں بھیجے گا جس کے ساتھ وہ متعلق تھی۔

(ھمارا اسلام،حشرو نشر،حصہ ۵،ص ۲۹۵)

سوال: کائنات کس طرح فنا کی جائے گی؟

جواب: جب قِیامت کی نشانیاں پوری ہولیں گی اور مسلمانوں کی بغلوں کے نیچے سے وہ خوشبودار ہوا گزر جائے گی جس سے تمام مسلمانوں کی وفات ہوجائے گی تب دنیا میں کافر ہی کافر ہوں گے اور اللہ کہنے والا کوئی نہ ہوگا اور لوگ اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہوں گے کہ اچانک حضرتِ سیِّدنا اسرافیل علیہ السَّلام کو صور پھونکنے کا حکم ہوگا چنانچہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام صور پھونکنا شروع کریں گے،شروع شروع میں اس کی آواز بہت باریک ہوگی پھر رفتہ رفتہ بلند ہوتی چلی جائے گی ،لوگ کان لگا کر اُسے سنیں گے اور بیہوش ہو جائیں گے۔اس بیہوشی کا اثر یہ ہوگا کہ ملائکہ اور زمین والوں میں سے اس وقت جولوگ

زندہ ہوں گے یعنی جن پر موت نہ آئی ہوگی وہ بھی اس سے مرجائیں گے اور جن پر موت وَارد ہوچکی پھر اللہ تعالیٰ نے اُنہیں حیات عطا فرمائی اور وہ اپنی قبروں میں زندہ ہیں، جیسا کہ انبیائے کرام علیہم السلام وشہداء، اُن حضرات پر اس نفخہ سے بے ہوشی کی سی کیفیت طاری ہوگی زمین وآسمان میں ہلچل پڑ جائے گی، زمین اپنے تمام بوجھ اور خزانے باہر نکال دے گی، پہاڑ ہل ہل کر ریزہ ریزہ ہوجائیں گے اور دُھنی ہوئی روئی یا اُون کے گالے کی طرح اُڑنے لگیں گے۔ آسمان کے تمام ستارے ٹوٹ ٹوٹ کر گر پڑیں گے اور ایک دوسرے سے ٹکرا کر ریزہ ریزہ ہوکر فنا ہوجائیں گے، اسی طرح ہر چیز فنا ہو جائے گی یہاں تک کہ صور اور حضرتِ سیّدنا اسرافیل علیہ السلام اور تمام ملائکہ بھی فنا ہو جائیں گے، اُس وقت اس واحدِ حقیقی عزوجل کے سوا کوئی نہ ہوگا۔ وہ فرمائے گا، آج کس کی بادشاہت ہے، کہاں ہیں جبّارین، کہاں ہیں متکبّرین! مگر ہے کون جو جواب دے۔ پھر خود ہی فرمائے گا: "لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَھَّارِ" صرف اللہ واحد قہار کی سلطنت ہے۔ (ھمارا اسلام، حشرو نشر، حصہ ۵، ص ۲۹٤)

سوال: سب سے پہلے کسے دوبارہ زندہ کیا جائے گا؟

جواب: اللہ عزوجل جب چاہے گا سب سے پہلے حضرت سیّدنا اسرافیل علیہ السلام کو زندہ فرمائے گا اور صُور کو پیدا کر کے دوبارہ پھونکنے کا حکم دے گا۔ صور پھونکتے ہی تمام اوّلین وآخرین، ملائکہ، اِنس وجن وحیوانات موجود ہوجائیں گے، اوّل حاملانِ عرش پھر حضرت سیّدنا جبرائیل پھر حضرت سیّدنا میکائیل اور پھر حضرت سیّدنا عزرائیل علیہم السلام اٹھیں گے۔ پھر از سرِ نَو زمین، آسمان، چاند، سورج موجود ہوں گے، پھر ایک بارش برسے گی جس سے سبزہ کے مثل زمین کا ہر ذِی روح جسم کے ساتھ زندہ ہوگا۔ سب سے پہلے

حضور سرورِ عالَم، نورِ مُجَسَّم، شہنشاہِ معظَّم، ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنی قبرِ انور سے یوں تشریف لائیں گے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دائیں دستِ انور میں حضرت سیّدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ ہوگا اور بائیں دستِ انور میں حضرت سیّدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ، پھر مکّۂ معظّمہ و مدینۂ طیبہ کے مقابر میں جتنے مسلمان دفن ہیں سب کو اپنے ہمراہ لے کر میدانِ حشر میں تشریف لے جائیں گے۔(ھمارا اسلام، حشرو نشر، حصہ ۵، ص۲۹۷)

سوال: محشر میں لوگوں کی حالت کیا ہوگی؟

جواب: قیامت کے روز جب لوگ اپنی اپنی قبروں سے ننگے بدن، ننگے پاؤں ناختنہ شدہ اُٹھیں گے تو محشر کے اُس عجیب منظر کو حیرت زدہ ہوکر ہر طرف نگاہیں اُٹھا اُٹھا کر دیکھیں گے، مؤمنوں کی قبروں پر اللہ عزوجل کی رَحمت سے (کچھ) سواریاں حاضر کی جائیں گی۔ان میں بعض تنہا سوار ہوں گے اور کسی سواری پر دو، کسی پر تین، کسی پر چار، کسی پر دس ہونگے جبکہ کافر منہ کے بل چلتا ہوا میدانِ حشر کو جائے گا۔یہ میدانِ حشر ملکِ شام کی زمین پر قائم ہوگا زمین ایسی ہموار ہوگی کہ اِس کنارہ پر رائی کا دانہ گر جائے تو دوسرے کنارے سے دکھائی دے، یہ زمین دنیا کی مٹّی والی زمین نہ ہوگی بلکہ تانبے کی ہوگی، اسے اللہ عزوجل قیامت کے دن کیلئے پیدا فرمائے گا اس دن آفتاب ایک میل کے فاصلے پر ہوگا اور اس کا منہ اس زمین کی طرف ہوگا، تپش اور گرمی کا کیا پوچھنا اللہ عزوجل پناہ میں رکھے(آمین) بھیجے کھولتے ہوں گے اور اس کثرت سے پسینہ نکلے گا کہ ستّر گز زمین میں جذب ہوجائے گا پھر جو پسینہ زمین نہ پی سکے گی وہ اوپر چڑھے گا، کسی کے ٹخنوں تک ہوگا کسی کے گھٹنوں تک، کسی کے کمر کمر، کسی کے سینہ، کسی کے گلے تک اور

کافر کے تو منہ تک چڑھ کر لگام کی طرح جکڑ لے گا جس میں وہ ڈبکیاں کھائے گا، اس گرمی کی حالت میں پیاس کے باعث زبانیں سوکھ کر کانٹا ہو جائیں گی دل اُبل کر گلے تک آجائیں گے اور ہر مُبتلا اپنے گناہوں کی مقدار کے برابر تکلیف میں مبتلا کیا جائے گا اور ان مصیبتوں کے باوجود کوئی کسی کا پُرسانِ حال نہ ہوگا، پھر حساب و کتاب شروع ہوگا، سب کے اَعمال نامے سامنے رکھ دیئے جائیں گے، اَنبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور دوسرے گواہ دربار میں حاضر ہوں گے اور ہر شخص کے اعمال کا نہایت انصاف سے ٹھیک ٹھیک فیصلہ سنایا جائے گا۔ کسی پر کسی طرح کی زیادتی نہ ہوگی، ان تمام مرحلوں کے بعد اب اسے ہمیشگی کے گھر میں جانا ہے کسی کو آرام کا گھر ملے گا جس کی آسائش کی کوئی انتہا نہیں، اس کو جنّت کہتے ہیں، یا تکلیف کے گھر جانا پڑے گا جس کی تکلیف کی کوئی حد نہیں اسے جَہَنَّم کہتے ہیں۔ (ھمارا اسلام، حشر و نشر، حصہ ۵، ص۲۹۷)

سوال: حشر و نشر، ثواب وعذاب وغیرہ کے کچھ اور بھی معنی لئے جاسکتے ہیں؟

جواب: قِیامت وبَعث وحساب وحشر وثواب وعذاب وجنّت ودوزخ سب کے وہی معنی ہیں جو مسلمانوں میں مشہور ہیں۔ جو شخص ان چیزوں کو تو حق کہے مگر ان کے نئے معنی گھڑے مثلاً کہے کہ جنّت صرف ایک اعلیٰ دَرَجہ کی رَاحت کا نام ہے یا یہ کہے کہ روحانی اَذِیَّت کے اعلیٰ دَرَجہ پر محسوس ہونے کا نام دَوزخ ہے، یا ثواب کے معنی اپنی نیکیوں کو دیکھ کر خوش ہونا اور عذاب کے معنی اپنے بُرے اَعمال کو دیکھ کر غمگین ہونا بتائے یا کہے کہ حشر فقط روحوں کا ہوگا وہ حقیقتاً ان چیزوں کا منکر ہے اور ایسا شخص قطعاً دائرۂ اِسلام سے خارج ہے، یونہی فرشتوں کے وُجود کا انکار کرنا یا یہ کہنا کہ فرشتہ نیکی کی قوت کو کہتے ہیں یا جنّوں کے وجود کا انکار کرنا یا بدی کی قوت کا نام جن یا شیطان رکھنا کفر ہے۔ غرض حشر

ونشر،ثواب وعذاب، جنت ودَوزخ وغیر ہا کے متعلق جو عقیدے مسلمانوں میں مشہور ہیں اوران کے جو معنی اہلِ اسلام میں مراد لئے جاتے ہیں یہی معنی قرآنِ پاک واحادیثِ شریفہ میں صاف روشن الفاظ میں بیان کئے گئے ہیں اور یہ اُمور اِسی طور پر تو اُتر کے ساتھ منقول ہوتے ہوئے ہم کو پہنچے ہیں،تو جو شخص ان لفظوں کا تو اقرار کرے لیکن یوں کہے کہ ان کے ایسے معنی مراد ہیں جو اِن کے ظاہر الفاظ سے سمجھ میں نہیں آتے ایسا شخص یقیناً دائرۂ اسلام سے خارج،ضروریاتِ دین کا منکر اور کافر و مرتَد ہے۔

(ہمارا اسلام،حشرو نشر،حصہ ۵،ص ۲۹۹)

دل باغ باغ ہوجاتا ہے

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم جب میں آپ کو دیکھتا ہوں تو میرا دل باغ باغ ہوجاتا ہے اور آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں۔(آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم) مجھے ہر چیز کی معلومات عطا فرما دیجئے! ارشاد ہوا:''ہر شے پانی سے بنی ہے۔''میں نے عرض کی: اس چیز پر مطلع فرما دیجئے، جسے اپنا کر میں جنت کو پاسکوں۔فرمایا:''کھانا کھلاؤ اور سلام کو پھیلاؤ اور صلۂ رحمی کرو اور رات میں (نفلی) نماز پڑھو جب لوگ سوئے ہوں، تم سلامتی سے داخل جنت ہوجاؤ گے۔''

(مسند امام احمد، ج۳، ص ۱۷٤، حدیث ۷۹۱۹)

آخِرت کے واقعات

سوال: اَعمال نامہ سے کیا مراد ہے؟

جواب: اللہ عزوجل نے انسان کے اَعمال کی نگہداشت کیلئے کچھ فرشتے مقرر فرمائے ہیں جن کو کِراماً کاتبین کہتے ہیں، وہ ہر انسان کی نیکیاں اور بَدیاں لکھتے رہتے ہیں، ہر آدمی کے ساتھ دو فرشتے ہوتے ہیں، ایک دائیں ایک بائیں۔ داہنی طرف کا فرشتہ نیکیاں لکھتا ہے اور بائیں طرف کا بَدیاں، اِسی صحیفے یا نَوِشتے کو اَعمال نامہ کہا جاتا ہے۔ اِسے یوں سمجھ لیں کہ ہمارے اچھے بُرے تمام کاموں کے مکمل ریکارڈ کا نام اَعمال نامہ ہے قیامت کے دن ہر شخص کا نامۂ اَعمال اسے دیا جائے گا، نیک لوگوں کے داہنے ہاتھ میں اور بَدوں کے بائیں ہاتھ میں اور کافر کا سینہ توڑ کر اس کا بایاں ہاتھ اس کی پشت سے نکال کر پیٹھ کے پیچھے دیا جائے گا، اس میں ساری زندگی کے اَعمال درج ہوں گے۔ ہر آدمی اس وقت یقین کرے گا کہ اس کا ہر اچھا اور برا عمل اس میں موجود ہے۔ اس میں اپنے گناہوں کی فہرست پڑھ کر مجرم خوف کھائیں گے کہ دیکھئے آج کیسی سزا ملتی ہے اور کافر کا تو خوف کے مارے بُرا حال ہوگا۔ پھر میزان پر لوگوں کے اچھے اور بُرے اَعمال تولے جائیں گے۔ (ھمارا اسلام، آخرت کے کچھ تفصیلی واقعات، حصہ ۵، ص ۳۰۰)

سوال: میزان کیا ہے اور اس پر اَعمال کیسے تولے جائیں گے؟

جواب: میزان ترازو کو کہتے ہیں اور اَعمال کا وَزن کرنے کیلئے قیامت میں جو میزان نصب کی جائے گی اس کا کچھ اِجمالی مفہوم جو شریعت نے بیان فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ وَزن ایسی میزان سے کیا جائے گا جس میں کِفَّتَین (یعنی دو پلے) اور لِسان (یعنی کانٹا) وغیرہ موجود ہیں اور اس کا ہر پلّہ اتنی وُسعت رکھے گا جیسی مشرق و مغرب کے درمیان

وسعت ہے اور رہ گئی یہ بات کہ وہ میزان کس نوعیت کی ہوگی اور اس سے وزن معلوم کرنے کا کیا طریقہ ہوگا یہ ہماری عقل و اِدراک سے باہر ہے اِسی لئے ان کے جاننے کی ہمیں تکلیف نہیں دی گئی بلکہ یہ عقیدہ تعلیم فرمایا گیا کہ میزان حق ہے اور قِیامت کے دن سب لوگوں کے اَعمال کا وزن دیکھا جائے گا۔ جن کے نیک اَعمال وزنی ہونگے وہ کامیاب ہیں اور جن کے اَعمال کا وزن ہلکا ہوگا وہ خسارے میں رہیں گے۔

بعض علماءِ کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم یہ بھی فرماتے ہیں ہر شخص کے عمل، وزن کے موافق لکھے جاتے ہیں ایک ہی کام ہے، اگر اِخلاص ومحبت سے اور حکمِ شرعی کے موافق کیا اور برَمحل کیا تو اس کا وزن بڑھ گیا اور اگر صرف دِکھاوے کی وجہ سے کیا، یا موافقِ حکم اور برمحل نہ کیا تو وزن گھٹ گیا اگرچہ دیکھنے میں کتنا ہی بڑا عمل ہو مگر اس میں ایمان واِخلاص کی روح نہ ہو تو وہ اللہ عزوجل کے یہاں کچھ وزن نہیں رکھتا۔ آخرت میں وہی صحیفے یا نَوِشتے تولے جائیں گے جن میں اَعمال کا اِندراج کیا جاتا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ وہاں اَعمالِ حَسَنہ کسی نورانی شکل وجسم میں تبدیل کردیئے جائیں اور بُرے اَعمال کسی بُری شکل وجسم میں اور پھر ان اَجسام کا وزن کیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(ھمارا اسلام،آخرت کے کچھ تفصیلی واقعات،حصہ ۵،ص ۳۰۰)

سوال: حساب کتاب کی نوعیت کیا ہوگی؟

جواب: اَعمال کے حساب کی نوعیتیں مختلف ہوں گی، کسی سے تو اس طرح حساب لیا جائے گا کہ خُفیۃً اس سے پوچھا جائے گا کہ تُو نے یہ کیا اور یہ کیا؟ وہ عرض کرے گا ہاں اے میرے رب عزوجل یہاں تک کہ تمام گناہوں کا اِقرار کرلے گا اور اپنے دل میں سمجھے گا کہ اب کمبختی آئی مگر وہ کریم پروَرد گار کرم فرمائے گا کہ ہم نے دنیا میں بھی تیرے عیب

چھپائے اور اب ہم تجھے بخشتے ہیں اور کسی سے سختی کے ساتھ ایک ایک بات کی باز پُرس ہوگی جس سے یوں سوال ہوا وہ ہلاک ہوا اور کسی کو نعمتیں یاد دِلا دِلا کر پوچھا جائے گا کہ تیرا کیا خیال تھا کہ ہم سے ملنا ہے؟ وہ عرض کرے گا کہ نہیں، فرمائے گا تو جیسے تُو نے ہمیں یاد نہ کیا ہم بھی تجھے عذاب میں چھوڑتے ہیں۔ بعض کافر ایسے بھی ہوں گے کہ جب نعمتیں یاد دِلا کر فرمائے گا کہ تُو نے کیا کیا؟ تو وہ بولیں گے کہ ہم مسلمان تھے اور نماز، رَوزہ، صدقہ وخیرات اور دوسرے نیک کام کرتے تھے، اِرشاد ہوگا! تُو ٹھہر جا! تجھ پر گواہ پیش کئے جائیں گے پھر اس کے منہ پر مُہر کردی جائے گی اور اَعضاء کو حکم ہوگا کہ بولو! اس وقت اس کے ہاتھ، پاؤں، گوشت پوست ہڈیاں سب اس کے خلاف گواہی دیں گی کہ یہ تو ایسا تھا ویسا تھا وغیرہ، چنانچہ وہ جہَنَّم میں ڈال دیا جائے گا۔ کسی مسلمان پر اس کے اَعمال پیش کئے جائیں گے تاکہ وہ اپنے اچھے اور برے اَعمال کو پہچان لے، پھر اچھے کاموں پر ثواب دیا جائے گا اور برے کاموں سے دَرگزر فرمایا جائے گا، یعنی نہ بات بات پر گرفت ہوگی نہ یہ کہا جائے گا کہ ایسا کیوں کیا؟ نہ عُذْر پوچھا جائے گا اور نہ اس پر حُجّت قائم کی جائیگی۔

اس امّت میں وہ شخص بھی ہوگا جس کے ننانوے دفتر گناہوں کے ہونگے۔ اس سے پوچھا جائے گا کہ تیرے پاس کوئی عُذْر (انکار) ہے۔ وہ عرض کرے گا کہ نہیں پھر ایک پرچہ جس میں اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ لکھا ہوگا نکالا جائے گا اور حکم ہوگا کہ جا اسے تلوا، پھر ایک پلڑے پر گناہوں کے سارے دفتر رکھے جائیں گے اور ایک میں وہ پرچہ، چنانچہ وہ پرچہ اُن تمام دفتروں سے بھاری ہوجائے گا۔

ہمارے حضور نبیٔ رحمت، آقائے امّت ،محبوبِ ربّ العزت عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت سے بہت سے تو بلا حساب جنّت میں داخل فرمائے جائیں گے، تہجد گزار بھی بِلا حساب جنّت میں جائیں گے۔ بالجملہ اس کریم پروردگار کی رحمت کی کوئی اِنتہا نہیں جس پر رَحم فرمائے تو تھوڑی چیز بھی بہت کثیر ہے۔

(همارا اسلام،آخرت کے کچھ تفصیلی واقعات،حصه ۵،ص ۳۰۱)

رَحمتِ حق بہا، نہ می جوید   رَحمتِ حق بہانہ، می جوید

یعنی اللہ عزوجل کی رَحمت قیمت طلب نہیں کرتی بلکہ اللہ عزوجل کی رَحمت تو بہانہ تلاش کرتی ہے۔

سوال: اہلِ محشر کی کتنی قسمیں ہونگی؟

جواب: قِیامت کے وقوع کے بعد کل آدمیوں کی تین قسمیں کردی جائیں گی:

﴿۱﴾ دوزخی ﴿۲﴾ عام جنّتی اور ﴿۳﴾ خوّاص مقرّبین جو کہ جنّت کے نہایت اعلیٰ دَرَجات پر فائز ہوں گے۔ دوزخی جنہیں قرآنِ کریم نے ''اَصحابُ الشِّمال'' فرمایا ہے، جو میثاق کے وقت حضرتِ سیّدنا آدم علیہ السلام کے بائیں پہلو سے نکالے گئے تھے وہ عرش کی بائیں جانب کھڑے کئے جائیں گے، اَعمال نامہ بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا، فرشتے بائیں طرف سے ان کو پکڑیں گے، ان کی نحوست اور بدبختی کا کیا ٹھکانا اور عام جنّتی جنہیں قرآنِ مجید میں ''اَصحابُ الیَمِین'' فرمایا گیا ہے اور جن کو میثاق کے وقت حضرتِ سیّدنا آدم علیہ السلام کے دائیں پہلو سے نکالا گیا تھا وہ عرشِ عظیم کے دائیں طرف ہوں گے ان کا اَعمال نامہ داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا اور فرشتے بھی ان کو داہنی طرف سے لیں گے، اس روز اُن کی خوبی و بَرَکت کا کیا کہنا، نہایت شان وشوکت کے

ساتھ ایک دوسرے کو دیکھ کر مسرور و دِلشاد ہوں گے۔

شبِ معراج حضور نبیٔ پاک، صاحِبِ لَو لاک، سیّاحِ اَفلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے ان ہی دونوں گروہوں کی نسبت ملاحَظہ فرمایا تھا کہ حضرتِ سیّدنا آدم علیہ السلام اپنی داہنی طرف دیکھ کر ہنستے ہیں اور بائیں طرف دیکھ کر روتے ہیں اور خوّاص مقربین جنہیں قرآنِ کریم میں ''سابقون'' فرمایا گیا وہ حق تعالیٰ کی رَحمتوں اور مراتب قُرب و وَجاہت میں سب سے آگے ہیں۔

حدیث شریف میں وَارِد ہے کہ اہلِ محشر کی ایک سوبیس صفیں ہونگی جن میں چالیس پہلی امتوں کی اور اَسّی اِس اُمّتِ مرحومہ کی۔(سنن الترمذی ، کتاب صفة الجنة ، باب ماجاء فی کم صف اهل الجنة، الحدیث ۲۵۵۵،ج ٤، ص ٢٤٤) حساب کتاب سے فراغت کے بعد سب کو پل صراط سے گزرنے کا حکم ہوگا۔

(ھمارا اسلام،آخرت کے کچھ تفصیلی واقعات،حصه ٥،ص٣٠٣)

سوال: صِراط کیا ہے؟

جواب: یہ ایک پُل ہے جو جہنم کی پشت پر نصب کیا جائے گا، بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہوگا، ہر نیک و بَد، مؤمن و کافر کا اس پر سے گزر ہوگا کیونکہ جنت میں جانے کا یہی راستہ ہے، نیک لوگ سلامت رہیں گے اور اپنے اپنے اعمال کے موافق وہاں سے صحیح سلامت گزر جائیں گے۔ جب ان کا گزر دَوزخ پر ہوگا تو دَوزخ سے صدا اُٹھے گی کہ اے مؤمن! جلدی گزر جا کہ تیرے نور نے میری لَپٹ سَرد کر دی۔ پل صراط کے دونوں جانب بڑے بڑے آنکڑے لٹکتے ہونگے، جس شخص کے بارے میں حکم ہوگا اُسے پکڑلیں گے مگر بعض تو زخمی ہوکر نجات پاجائیں گے اور بعض کو یہ آنکڑے

جہنم میں گرا دیں گے سب سے پہلے ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس پر سے گزر فرمائیں گے پھر دیگر انبیاء ومرسلین علیہم الصلوۃ والسلام پھر یہ امت پھر اور امتیں گزریں گی۔

(ھمارا اسلام،آخرت کے کچھ تفصیلی واقعات،حصہ ۵،ص۳۰٤)

سوال: پُل صراط سے مخلوق کا گزر کس طرح ہوگا؟

جواب: مختلف اعمال کے مطابق پُل صراط پر لوگ بھی مختلف طرح سے گزریں گے۔ بعض تو ایسے تیزی کے ساتھ گزریں گے جیسے بجلی کا کوندا کہ ابھی چمکا اور ابھی غائب ہوگیا اور بعض تیز ہوا کی طرح، کوئی ایسے جیسے پرند اُڑتا ہے اور بعض جیسے گھوڑا دوڑتا ہے اور بعض ایسے جیسے آدمی دوڑتا ہے۔ یہاں تک کہ بعض سرین پر گھسٹتے ہوئے اور کوئی چیونٹی کی چال چلتے ہوئے، پار گزر جائیں گے۔

(ھمارا اسلام،آخرت کے کچھ تفصیلی واقعات،حصہ ۵،ص۳۰٤)

سوال: حوضِ کوثر کیا ہے؟

جواب: حشر کے دن اُس پریشانی کے عالم میں اللہ عزوجل کی ایک بڑی رحمت، حوضِ کوثر ہے جو ہمارے پیارے نبی حضور سرورِ عالم، نورِ مجسّم، شہنشاہِ معظّم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مرحمت ہوا ہے، اس حوض کی مسافت ایک مہینہ کی راہ ہے، اس میں جنّت سے دو پرنالے ہر وقت گرتے ہیں ایک سونے کا دوسرا چاندی کا، اس کے کناروں پر موتی کے قُبّے ہیں اس کی مٹی نہایت خوشبودار مُشک کی ہے، اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ میٹھا اور مُشک سے زیادہ پاکیزہ ہے۔ اس پر برتن ستاروں کی تعداد سے بھی زیادہ ہیں، جو اس کا پانی پیئے گا کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ حضور سلطانِ مکّہ ومدینہ، راحتِ قلب وسینہ، صاحبِ معطّر پسینہ، فیض گنجینہ، باعثِ نزولِ سکینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس سے اپنی امّت کو

سیراب فرمائیں گے۔اللہ عزوجل ہمیں بھی نصیب فرمائے، آمین بجاہ سیّد المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔(ہمارا اسلام،آخرت کے کچھ تفصیلی واقعات،حصہ ۵،ص ۳۰۵ وبھار شریعت،معاد وحشر کا بیان،حوض کوثر،حصہ اول،ج ۱،ص ۱۴۵)

سوال: ان تمام مرحلوں کے بعد آدمی کہاں جائیں گے؟

جواب: مسلمان جنت میں اور کافر دوزخ میں جائیں گے۔اہلِ ایمان کے ثواب اور اِنعامات کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ بنائی ہے جس میں تمام قسم کی جسمانی ورُوحانی لذتوں کے وہ سامان مہیّا فرمائے ہیں جو بڑے بڑے بادشاہوں کے خیال میں بھی نہیں آسکتے، اِسی کا نام جنَّت ہے اور گناہگاروں کے عذاب وسزا کیلئے بھی ایک دَرْدناک جگہ بنائی ہے جس کا نام جَہَنَّم یا دَوزخ ہے۔اس میں تمام قسم کے تکلیف دینے والے عذابات مُہَیَّا کئے گئے ہیں جن کے تصور ہی سے رَونگٹے کھڑے ہوتے ہیں اور حواس گم ہوجاتے ہیں البتہ وہ سب گناہ گار جن کا خاتمہ ایمان پر ہوا تھا اپنے اپنے عمل کے مطابق نیز اَنبیاء وملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام اور صالحین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کی شفاعت سے جَہَنَّم سے نکالے جائیں گے صرف کافر باقی رہ جائیں گے، اُس وقت جَہَنَّم کا منہ بند کردیا جائے گا جنّتیوں کے چہرے سفید وتَر وتازہ ہونگے جب کہ دَوزخیوں کے سیاہ وبے رونق جنَّت ودَوزخ کو بنے ہوئے ہزارہا سال ہوئے اور وہ اب بھی موجود ہیں۔

(ہمارا اسلام،آخرت کے کچھ تفصیلی واقعات،حصہ ۵،ص ۳۰۵)

سوال: اَعْراف کسے کہتے ہیں؟

جواب: جنت اور دوزخ کے درمیان میں ایک پردہ کی دیوار ہے یہ دیوار جنَّت کی نعمتوں کو دَوزخ تک اور دَوزخ کی تکلیفوں کو جنَّت تک پہنچنے سے روکنے والی ہوگی۔اسی درمیانی

دیوار کی بلندی پر جو مقام ہے اس کو اعراف کہتے ہیں۔

اور اکثر پہلے اور پیچھے آنے والوں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم سے یہ بات منقول ہے کہ اہلِ اعراف وہ لوگ ہونگے جن کی نیکیاں اور بدیاں برابر ہوں گی۔ جب یہ لوگ اہلِ جنّت کی طرف دیکھیں گے تو انہیں سلام کریں گے، یہ سلام کرنا اصل میں بطور مبارک باد ہوگا اور چونکہ ابھی خود جنّت میں داخل نہ ہوسکے لہٰذا اس کی طمع وآرزو کریں گے اور آخر کار یہ لوگ بھی جنّت میں چلے جائیں گے۔

(ہمارا اسلام،آخرت کے کچھ تفصیلی واقعات،حصہ ۵،ص۳۰۶)

سوال: قیامت کے روز سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اُمّت کی شناخت کیسے ہوگی؟

جواب: جس وقت میدانِ محشر سے پل صراط پر جائیں گے وہاں اندھیرا ہوگا تب ان کے ایمان اور اعمالِ صالحہ کی روشنی ان کا ساتھ دے گی اور ایمان وطاعت کا نور اُسی قدر زیادہ ہوگا جتنا عمل زیادہ ہوگا اور ایمان مضبوط ہوگا۔ یہی نور جنّت کی طرف اُن کی رہنمائی کرے گا اور اس امّت کی روشنی سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے سے دوسری امتوں کی روشنیوں سے زیادہ صاف اور تیز ہوگی۔ پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خود ارشاد فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن میری امّت اس حال میں بُلائی جائے گی کہ اُنکے منہ اور ہاتھ پاؤں آثارِ وُضو سے چمکتے ہونگے تو جس سے ہوسکے چمک زیادہ کرے۔

(صحیح البخاری، کتاب الوضوء،باب فضل الوضوء...الخ،الحدیث:۱۳۶،ج۱،ص۷۱ وہمارا اسلام،آخرت کے کچھ تفصیلی واقعات،حصہ ۵،ص۳۰۶)

سوال: دخولِ جنت ودوزخ کے بعد کیا ہوگا؟

جواب : جب سب جنتی جنت میں داخل ہولیں گے اور جہنم میں صرف وہی رہ جائیں

گے جن کو ہمیشہ کیلئے اس میں رہنا ہے تو اس وقت جنّت و دوزخ کے درمیان موت کو مینڈھے کی طرح لا کر کھڑا کریں گے۔ پھر ایک منادی (اعلان کرنے والا) جنّت والوں کو پکارے گا، وہ ڈرتے ہوئے جھانکیں گے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمیں یہاں سے نکلنے کا حکم ہو۔ پھر جہنّمیوں کو پکارا جائے گا وہ خوش ہوتے ہوئے جھانکیں گے کہ شاید اس مصیبت سے رِہائی ہو جائے پھر اُن سب سے پوچھے گا کہ اسے پہچانتے ہو؟ سب کہیں گے کہ ہاں! یہ موت ہے، پھر وہ ذبح کر دی جائے گی اور فرمائے گا اے اہلِ جنت! ہمیشگی ہے اب مرنا نہیں اور اے اہلِ نار! ہمیشگی ہے اب موت نہیں۔ اس وقت اہلِ جنّت کیلئے خوشی پر خوشی ہے، اور اسی طرح دوزخیوں کے لئے غم بالائے غم۔ نَسْأَلُ اللهَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ (ترجمہ: ہم اللہ عزوجل سے دِین و دنیا اور آخرت میں عفو و عافیت کا سوال کرتے ہیں۔ آمین)

(همارا اسلام، آخرت کے کچھ تفصیلی واقعات، حصہ ۵، ص ۳۰٦)

سوال: آخرت میں اللہ عزوجل کا دیدار کیسے ہو گا؟

جواب: اللہ عزوجل کا دِیدار جو آخرت میں ہر سُنّی مسلمان کو ہو گا وہ بلا کیف ہو گا یعنی اللہ عزوجل کو دیکھیں گے لیکن یہ نہیں کہہ سکتے کہ کیسے دیکھیں گے کیونکہ جس چیز کو دیکھتے ہیں اس سے کچھ فاصلہ مسافت کا ضرور ہوتا ہے، نزدیک یا دُور، نیز وہ شے دیکھنے والے سے کسی سَمت میں ہوتی ہے یعنی اوپر یا نیچے، دائیں یا بائیں، آگے یا پیچھے اور اللہ عزوجل کا دیدار اِن سب باتوں سے پاک ہو گا پھر رہا یہ کہ کیونکر ہو گا! یہی تو کہا جاتا ہے کہ ''کیونکر'' کو یہاں دخل نہیں اِنْ شَآءَ اللہ تَعَالٰی جب دیکھیں گے اس وقت بتا دیں گے اور وقت دیدار نگاہ اس کا احاطہ کر لے جسے ادراک بھی کہتے ہیں، یہ محال ہے اور ناممکن

الوقوع، اس لئے کہ احاطہ اُسی چیز کا ہوسکتا ہے جس کے حدود اور جہات ہوں اور اللہ تعالیٰ کے لیے حد و جہت محال ہے تو اس کا ادراک و احاطہ بھی ناممکن ہے اور اہلِ سنت کا یہی مذہب ہے۔

غرض آخرت میں اللہ عزوجل کا دیدار ہونا قرآن وحدیث و اِجماعِ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دلائلِ کثیرہ سے ثابت ہے کیونکہ اگر دیدارِ الٰہی عزوجل ناممکن ہوتا تو حضرت سیّدنا موسیٰ علیہ السلام دیدار کا سوال نہ کرتے۔ اس کے علاوہ اَحادیث کریمہ سے ثابت ہے کہ رَبِّ ذیشان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ میں تجلّی فرمائے گا۔ اُن جنتیوں کیلئے نور کے، موتی کے، یاقوت کے، زَبَرجَد اور سونے چاندی کے منبر بچھائے جائیں گے، خدا عزوجل کا دیدار ایسا صاف ہوگا جیسے سورج اور چودھویں رات کے چاند کو ہر ایک اپنی اپنی جگہ سے دیکھتا ہے کہ ایک کا دیکھنا دوسرے کے دیکھنے کیلئے رکاوٹ نہیں ہوتا۔ اللہ عزوجل کے نزدیک سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے وجہِ کریم کا ہر صبح و شام دیدار پائے گا۔ سب سے پہلے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیدارِ الٰہی عزوجل ہوگا۔ دیدارِ الٰہی عزوجل ایسی عظیم نعمت ہے کہ اس کے برابر کوئی نعمت نہیں جسے ایک بار دیدار میسّر ہوگا وہ ہمیشہ ہمیشہ اس کی لذّت میں مستغرق رہے گا کبھی نہ بھولے گا۔

(ہمارا اسلام، آخرت کے کچھ تفصیلی واقعات، حصہ ۵، ص۳۰۷-۳۰۹)

شفاعت کا بیان

سوال: شفاعت کسے کہتے ہیں اور اہلِ سُنَّت کا شفاعت کے بارے میں کیا عقیدہ ہے؟

جواب: شفاعت کے معنی ہیں کوئی شخص اپنے بڑے کی بارگاہ میں اپنے چھوٹے کے لئے سفارش کرے۔ دھمکی یا دَباؤ سے بات منوانے کو شفاعت نہیں کہتے اور نہ ہی شفاعت

ڈر کر یا دَب کر مانی جاتی ہے۔اتنی بات تو عام لوگ بھی جانتے ہیں کہ دَب کر بات ماننا قبولِ سفارش نہیں بلکہ بزدلی ومجبوری اور ناچاری ہے۔

اَھلِ سُنّت کا عقیدہ

خاصّانِ خداعزوجل کی شفاعت حق ہےاوراس پر اِجماع ہے۔بکثرت آیاتِ قرآن اس کی گواہ ہیں اوراس بارے میں بہت زیادہ اَحادیثِ کریمہ بھی وَارِد ہیں، کتبِ دِینیہ اس سے مالامال ہیں۔اس عقیدے کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ جل جلالہٗ خالق و مالک وشہنشاہِ حقیقی ہے، اس کوکسی سے کسی قسم کا نہ تولالچ ہےاورنہ ہی ڈر، وہ تمام عالَم سے غنی ہےاورسب اُس کےمحتاج ہیں۔اسی نے اپنی قدرتِ کاملہ وحکمتِ بالغہ سے اپنے بندوں میں سے اپنے محبوبوں کوچن لیا اور اپنے تمام محبوبوں کا سردار، مَدَنی تاجدار، شفیعِ رَوزِشمار، جنابِ احمدِ مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کوکیا۔وہ بکمالِ بے نیازی اپنے کرم سے اپنے محبوبانِ کرام کی ناز برداری فرماتا ہے۔اس نے اپنے محبوبوں کی عظمت و جلالت اورشانِ محبوبیت دیگر بندوں پر ظاہر فرمانے، ان کی شان وشوکت و وَجاہت دکھانے کیلئے اُن کواپنے بندوں کاشفیع بنایا۔اُسی نے اپنے محبوب، دانائے غیوب، مُنَزَّہٌ عن العیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امّت کے اَولیاءِ کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کو یہ مرتبہ بخشا کہ اگر وہ اللہ تبارک وتعالیٰ پر کسی بات کی قسم کھالیں تو رَبِّ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ ان کی قسم کوسچا کردے۔اُسی نے ہمارے مالک وآقا، حضرتِ سیّدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و سلم کواپنا خلیفۂ اعظم اورحبیبِ مکرَّم بنایا اور اِرشادفرمایا کہ

وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰىؕ ﴿۵﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور بیشک قریب ہے کہ تمھارا رب تمھیں اتنادے گا کہ تم راضی ہوجاؤ گے۔ (پ ۳۰، الضحیٰ:۵)

اور اس اِرشادِ الٰہی عزوجل پر محبوبِ رَبِّ اکبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ناز اٹھانے والے رَبِّ بے نیاز عزوجل کی بارگاہِ کریم میں عرض کی کہ جب تو میں ہرگز راضی نہ ہونگا اگر میرا ایک اُمّتی بھی دَوزخ میں رہ گیا۔

(التفسیر الکبیر، پ ۳۰، سورة الضحی، تحت الآیة:۵، ج ۱۱، ص ۱۹۴)

اللہ اکبر! کیا شانِ محبوبیت ہے اور قرآنِ پاک نے کس اِہتمام کے ساتھ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کا اِثبات فرمایا۔ رَبِّ کریم نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے کیسے عظیم وَعدے فرمائے ہیں اور اپنی شانِ کرم سے اُنہیں راضی رکھنے کا ذِمَّہ بھی لیا ہے اور حبیبِ دَاوَر، شافعِ محشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کس شانِ ناز سے فرمایا کہ جب یہ کرم ہے تو ہم اپنا ایک اُمّتی بھی دَوزخ میں نہ چھوڑیں گے۔

(فَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی وَ سَلَّمَ وَبَارَکَ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَبَدًا اَبَدًا)

(ھمارا اسلام، شفاعت کا بیان، حصہ ۵، ص ۲۶۹)

سوال: وہ کون لوگ ہیں جن کی شفاعت قبول ہوگی؟

جواب: قرآن کریم نے شفاعت کے ثبوت کو دو اُصولوں میں منحصر رکھا ہے۔ اول قبل اَز شفاعت اِذنِ الٰہی عزوجل، یعنی کسی کی شفاعت کرنے سے پہلے اجازتِ الٰہی حاصل ہونا۔ دوئم شفیع کا نہایت صادِق ورَاست باز اور پوری، معقول اور ٹھیک بات کہنے والا ہونا۔ احادیثِ کریمہ اور کتبِ عقائد میں منقول ہے کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام واَولیاء وعلماء وشہداء وفقراء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کی شفاعت مولیٰ کریم اپنے کرم سے قبول فرمائے گا، بلکہ حفاظ، حجاج اور ہر وہ شخص جس کو کوئی منصبِ دِینی عنایت ہوا، اپنے اپنے متعلّقین کی شفاعت کریں گے بلکہ نابالغ بچّے جو مر گئے ہیں اپنے ماں باپ کی شفاعت کریں

گے۔یہاں تک کہ علماء کے پاس آکر کچھ لوگ عرض کریں گے کہ ہم نے آپ کو فلاں وقت وُضو کے لئے پانی بھر دیا تھا،کوئی کہے گا کہ میں نے آپ کو اِستنجا کیلئے ڈھیلا دیا تھا،اس پر وہ لوگ ان کی شفاعت کریں گے، بلکہ حدیث شریف میں تو یہاں تک ہے کہ مؤمن جب آتشِ دوزخ سے خلاصی پائیں گے تو اپنے اُن بھائیوں کی رِہائی کے لئے جو نارِ دوزخ میں ہوں گے،اللہ عزوجل کی بارگاہ میں شفاعت وسوال میں مبالغہ کریں گے اور اللہ عزوجل سے اجازت پاکر مسلمانوں کی کثیر تعداد کو پہچان پہچان کر دَوزخ سے نکالیں گے۔

(الاحسان بترتيب صحيح ابن حبان ، ذكر الا خبا رعن وصف من يشفع فى القيامة....الخ، الحديث:۷۳۳۳، ج۹، ص۲۳٤ و هما را اسلام، شفاعت کا بیان، حصه ۵،ص ۲۷۰ و بها ر شریعت،معاد و حشر کا بیان، حصه ۱،ج۱، ص۱۳۹)

سوال: شفاعت کا طالب کون کون ہوگا؟

جواب : اَحادیثِ کریمہ سے ثابت ہے کہ ہر مؤمن طلب گارِ شفاعت ہوگا اور تمام مؤمنینِ اوّلین وآخرین کے دل میں یہ بات اِلہام کی جائے گی کہ وہ شفاعت طلب کریں۔شارحینِ حدیث نے اس بات کی وضاحت فرمائی ہے کہ طالبِ شفاعت وہی لوگ ہونگے جو دُنیا میں اپنی حاجات کیلئے اَنبیاءِ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے توسُّل کیا کرتے ہیں ان ہی کے دل میں یہ بات قدرتاً پیدا ہوگی کہ جب دنیا میں اَنبیاءِ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام حاجت بَرآری کا وَسیلہ تھے تو یہاں بھی ان ہی کے ذریعہ سے حاجت روائی ہوگی۔(همارا اسلام، شفاعت کا بیان،حصه ۵،ص ۲۷۱)

سوال: بارگاہِ الٰہی عزوجل میں سب سے پہلے کون شفاعت کرے گا؟

جواب: حضور پُرنور،شافعِ یومُ النُّشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خود اِرشاد فرماتے ہیں: اَنَا اَوَّلُ

شَافِعٍ وَّاَوَّلُ مُشَفَّعٍ . (سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب ذكر الشفاعة، الحديث:٤٣٠٨، ج٤، ص٥٢٢) میں ہی سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہوں اور میری شفاعت سب سے پہلے قبول ہوگی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب تک بابِ شفاعت نہ کھولیں گے کسی کو مجالِ شفاعت نہ ہوگی، بلکہ حقیقۃً جتنے شفاعت کرنے والے ہیں سب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دَربارِ گہر بار میں شفاعت لائیں گے اور اللہ عزوجل کی بارگاہ میں مخلوقات میں صرف حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم شفیع ہیں۔

(همارا اسلام، شفاعت کا بیان، حصه ٥، ص ٢٧٢)

سوال: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کا آغاز کیسے ہوگا؟

جواب: قِیامت والے دن لوگ قِیامت کی سختیوں میں مبتلا ہوں گے چنانچہ تمام اہل محشر کے مشورہ سے یہ بات طے پائے گی کہ ہم سب کو حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونا چاہیے چنانچہ گرتے پڑتے انکی بارگاہ میں حاضر ہوکر شفاعت کی درخواست کریں گے وہ انہیں حضرت نوح علیہ السلام کی خدمت میں بھیجیں گے، نوح علیہ السلام فرمائیں گے تم ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس بھیجیں گے، موسیٰ علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام کے پاس بھیجیں گے وہ فرمائیں گے تم اُن کے پاس جاؤ جن کے ہاتھ پر فتح (کھولنا) رکھی گئی ہے، جو آج بے خوف اور وہ تمام اَولادِ آدم کے سردار ہیں، وہ خاتم النّبیّین ہیں، وہ آج تمہاری شفاعت فرمائیں گے، تم مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس جاؤ۔ یہ لوگ پھرتے پھراتے، ٹھوکریں کھاتے، دُہائی دیتے بارگاہِ بےکس پناہ، شافِعِ روزِ جزا، محبوب کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوکر پہلے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بہت سے فضائل بیان کریں گے، پھر جب

شفاعت کیلئے عرض کریں گے تو رحمت والے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جواب میں اِرشاد فرمائیں گے: "اَنَا لَهَا اَنَا لَهَا اَنَا صَاحِبُكُمْ" (صحیح البخاری ، کتاب التوحید، باب کلام الرب...الخ،الحدیث: ۷۵۱۰،ج٤،ص٥٧٦ والمعجم الکبیر للطبرانی، ابو عثمان النهدی عن سلمان...الخ،الحدیث: ٦١١٧،ج٦،ص٢٤٧) میں اس کام کیلئے ہوں، میں اس کام کیلئے ہوں، میں ہی وہ ہوں جسے تم تمام جگہ ڈھونڈ آئے، یہ فرما کر بارگاہِ ربُ العزت عزوجل میں سجدہ کریں گے، اِرشاد ہوگا:

''اے محمد! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنا سر اٹھاؤ اور کہو، تمھاری بات سنی جائے گی اور مانگو، جو کچھ مانگو گے ملے گا اور شفاعت کرو تمھاری شفاعت مقبول ہے۔''

اللہ اللہ! یہ ہے کرمِ الٰہی عزوجل کی ناز برداری اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ محبوبی کہ حبیب کا سر سجدۂ نیاز میں ہے اور ابھی حَرْفِ شفاعت زبانِ اَقدس پر نہیں آیا کہ رَحمتِ حق نے سبقت کی اور اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دِلداری و رِضا جوئی فرمائی، ''اے محمد! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنا سر اٹھاؤ اور کہو، تمھاری بات سنی جائے گی اور مانگو، جو کچھ مانگو گے دیا جائے گا اور شفاعت کرو تمھاری شفاعت مقبول ہے۔''

پھر اس کے بعد شفاعت کا سلسلہ شروع ہوگا حتی کہ جس کے دل میں رائی کے دانے سے بھی کم ایمان ہوگا اس کیلئے بھی شفاعت فرما کر اُسے جہنم سے نکال لیں گے۔ پھر تمام انبیاءِ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی اپنی اُمّت کی شفاعت فرمائیں گے۔

(ہمارا اسلام، شفاعت کا بیان،حصہ ٥،ص٢٧٢)

سوال: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کتنی طرح کی ہوگی؟

جواب: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کئی طرح کی ہوگی مثلاً: ﴿۱﴾ شفاعتِ

کبریٰ۔﴿۲﴾بہتوں کو بلاحساب جنّت میں داخل فرمائیں گے جن میں سے چاراَرب نوّے کروڑ کی تعداد معلوم ہے اس سے بہت زائد اور بھی ہیں جو اللہ عزوجل ورسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کے علم میں ہیں۔﴿۳﴾بہت سے وہ ہونگے جو مستحق جہنم ہوچکے ہونگے اُن کو جہنّم سے بچائیں گے۔﴿۴﴾بعضوں کی شفاعت فرماکر جہنّم سے نکالیں گے۔﴿۵﴾بعضوں کے دَرَجات بلند فرمائیں گے۔﴿۶﴾بعض کا عذاب کم کروائیں گے۔﴿۷﴾جن کی نیکیاں اور گناہ برابر ہونگے اُنہیں بھی داخلِ جنت فرمائیں گے۔

(بہار شریعت، عقائد متعلقہ نبوّت،حصہ۱،ج۱، ص۷۰ و ہمارا اسلام، شفاعت کا بیان،حصہ ۵، ص۲۷۳)

سوال: شفاعتِ کبریٰ کیا ہے؟

جواب: حضورِاقدس،نورمجسم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کی وہ شفاعت جوتمام مخلوق مؤمن، کافر،فرمانبردار، نافرمان،موافق،مخالف،دوست اور دشمن سب کیلئے ہوگی وہ حساب کا انتظار جوانتہائی جاں گُزا ہوگا جس کے لیےلوگ تمنّائیں کریں گے کہ کاش ہم جہنّم میں پھینک دیے جاتے اوراس انتظار سے نجات پاتے،اس بلا سے کفّار کوبھی چھٹکارا حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کی بدولت ملے گا،جس پرتمام اوّلین وآخرین،موافقین ومخالفین، مؤمنین وکافرین سب حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کی حمد کریں گے،اسی کا نام ’’مَقامِ محمود‘‘ ہے اور یہ مرتبۂ شفاعتِ کبریٰ صرف حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم ہی کا خاصہ ہے۔

(ہمارا اسلام،شفاعت کا بیان،حصہ ۵،ص۲۷٤)

سوال: وہ شخص کیسا ہے جوشفاعت کاانکار کرے؟

جواب: چونکہ بے شمار آیات واحادیث اور اِجماعِ امّت سے شفاعت ثابت ہے، لہٰذا

اس کا انکار وہی کرے گا جو گمراہ ہے یا یہ کہہ دینا کہ کوئی کسی کا وکیل وسفارشی نہیں قرآن و حدیث کی صریح مخالفت ہے بلکہ خدا و رسول عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر بہتان باندھنا اور نئی شریعت گھڑنا ہے۔

(ہمارا اسلام،شفاعت کا بیان،حصہ ۵،ص ۲۷٤ ملتقطا)

تقلید کا بیان

سوال: تقلید کسے کہتے ہیں؟

جواب: تقلید کے شرعی معنی ہیں کسی کے قول وفعل کو اپنے لئے حُجّت بنا کر دلیل شرعی پر نظر کئے بغیر مان لینا، یہ سمجھ کر کہ وہ اہلِ تحقیق سے ہے اور اس کی بات شرعاً متحقق اور قابلِ اعتماد ہے جیسا کہ ہم مسائلِ شرعیہ میں امامِ اعظم ابوحنیفہ حضرتِ سیّدنا نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول وفعل اپنے لئے دلیل سمجھتے ہیں اور دلائلِ شرعیّہ میں خود نظر نہیں کرتے،خواہ وہ قرآن وحدیث یا اِجماعِ امّت کو دیکھ کر مسئلہ بیان فرمائیں یا اپنے قیاس سے حکم دیں۔تقلید کرنا واجب ہے اور تقلید کرنے والے کو مقلِّد کہتے ہیں جیسے ہم حضرت سیّدنا امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقلِّد ہیں۔

(ہمارا اسلام،تقلید کا بیان،حصہ ٤،ص ۲۰۳)/

سوال: تقلید کن مسائل میں کی جاتی ہے؟

جواب: شرعی مسائل تین طرح کے ہوتے ہیں:

﴿۱﴾ عقائد،جن کا سمجھ لینا اور قلب میں راسخ ومحفوظ کر لینا ضروری ہے اور چونکہ یہ اُصولِ دِین ہیں اس لئے ان میں کوئی ترمیم وتنسیخ،کمی وبیشی بھی نہیں۔

﴾۲﴿ وہ اَحکام جو قرآن وحدیث سے صراحۃً ثابت ہیں کسی مجتہد کے اِجتہاد یا قیاس کو ان کے ثبوت میں کوئی دخل نہیں مثلاً پنج وقتہ نماز اور روزۂ ماہِ رَمضان، حج، زکوٰۃ وغیرہ فرائض اور ایسے ہی دیگر اَحکام۔

﴾۳﴿ وہ اَحکام جو قرآن وحدیث میں اِجتہاد سے حاصل کیے جائیں۔

ان میں سے پہلی قسم یعنی اُصولِ عقائد میں کسی کی تقلید جائز نہیں، یونہی دوسری قسم یعنی جو اَحکام قرآن وحدیث سے صراحۃً (وضاحت سے) ثابت ہیں ان میں بھی کسی کی تقلید جائز نہیں یعنی ہم جو اِن مسائل کو مانتے ہیں اور عمل کرتے ہیں تو وہ اس لئے نہیں کہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے بلکہ اس لیے مانتے ہیں کہ قرآن و حدیث میں ان کا صراحۃً ذکر آیا ہے اور تیسری قسم کے مسائل جو قرآن وحدیث واِجماعِ امّت سے اجتہاد کر کے نکالے جائیں ان میں غیر مجتہد پر تقلید واجب ہے اور مجتہد کے لئے تقلید منع۔

(ھمارا اسلام،تقلید کا بیان،حصہ ٤،ص۲۰۳)

سوال: مجتہد کون ہوتا ہے؟

جواب: مجتہد وہ بالغ اور صحیح العقل مسلمان ہے جس میں اس قدر علمی لیاقت اور قابلیت ہو کہ قرآنی اِشارات وکنایات کو سمجھ سکے اور کلام کے مقصد کو پہچان سکے، ناسخ ومنسوخ کا پورا علم رکھتا ہو، علمِ صَرف ونَحو وبلاغت وغیرہ میں اس کو پوری مہارت حاصل ہو، اَحکام کی تمام آیتوں اور اَحادیث پر اس کی نظر ہو، تمام مسائلِ جُزئیہ کو قرآن وحدیث سے اَخذ کر کے ہر ہر مسئلہ کا ماخذ اور اس کی دلیل کو اچھی طرح جانتا ہو کہ یہ مسئلہ اس آیت یا فلاں

حدیث سے ماخوذ ہے۔اس کے علاوہ ذَکی اور خوش فہم بھی ہو۔

(همارا اسلام،تقلید کا بیان،حصه ٤،ص ٢٠٤)

سوال: فِقْہ کسے کہتے ہیں اور فقیہ کون ہے؟

جواب: مسائلِ جزئیہ عَملیہ اور اَحکامِ شرعیہ جو قرآن وحدیث میں جا بجا پھیلے ہوئے تھے اَئمہ مجتہدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے لوگوں کی آسانی کے لئے جس موقع سے اور جس طرح مفہوم ہوتے تھے ان کو اسی عنوان سے اخذ کیا۔اِسی طرح جو مسائل اِجماعِ امّت اور قیاس سے ثابت ہوئے ان سب کو لے کر ہر قسم کے مسائل کو جُدا جُدا بابوں اور فصلوں میں جمع کر کے اس مجموعہ کا نام ''فِقْہ'' رکھ دیا تو ان مسائل پر عمل کرنا عین قرآن وحدیث اور اِجماعِ امّت پر عمل کرنا ہے اور اس علم ِفِقْہ میں مہارت رکھنے والے علماء کو فقیہ یا فقہاء کہا جاتا ہے۔

(همارا اسلام،تقلید کا بیان،حصه ٤،ص ٢٠٤)

سوال: مذہب کسے کہتے ہیں؟

جواب: دِین کے فروعی مسائل اور اَحکامِ جُزئیہ میں کسی امام مجتہد کا وہ آئین یا دَستورالعمل جو انھوں نے قرآن وحدیث اور اِجماعِ امّت سے اَخذ کیا اُسے مذہب کہتے ہیں اس بات کو یوں سمجھیں کہ دِین اصل ہے اور مذہب اس کی شاخ۔حدیث شریف کے مطابق دُنیا وآخرت میں نجات پانے والا مسلمانوں کا بڑا گروہ جسے سوادِ اَعظم فرمایا،وہ اہلِ سُنّت وجماعت کا ہے اور یہ ناجی (نجات پانے والا) گروہ اہلِ سُنّت وجماعت آج چار مذاہب حَنفی،مالکی،شافعی،حنبلی میں جمع ہو گیا ہے۔

(همارا اسلام،تقلید کا بیان،حصه ٤،ص ٢٠٥ ملتقطاً)

بِدعَت اور گناہِ کبیرہ وصغیرہ

سوال: بِدْعَت کسے کہتے ہیں اور اس کی کتنی اقسام ہیں ہر ایک کی وضاحت کریں؟

جواب: بدعت اُس نئی چیز کو کہتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد دِین میں نکلی ہو، پھر اس کی دو قسمیں ہیں، ایک بدعتِ ضلالت جس کو بدعتِ سَیِّئہ بھی کہتے ہیں اور دوسری بدعتِ محمودہ جس کو بدعتِ حَسَنہ بھی کہتے ہیں۔

بدعتِ سیئہ وہ نَو پیدا بات ہے جو کتاب اللہ عزوجل اور حدیثِ نبوی اور اِجماعِ امّت کے مخالف ہو یا یوں کہنا چاہیئے کہ جو نَو پیدا بات کسی ایسی چیز کے تحت داخل ہو جس کی بُرائی شَرع سے ثابت ہے تو وہ بُری اور بدعتِ سیّئہ ہے اور یہ کبھی مکروہ اور کبھی حرام ہوتی ہے اور وہ نَو پیدا بات یا نئی چیز جو کتابُ اللہ عزوجل اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور اِجماعِ امّت کے مخالف نہ ہو وہ بدعتِ محمودہ یا بدعتِ حَسَنہ کہلاتی ہے۔ اس بات کو یوں سمجھیں کہ جو نئی بات کسی ایسی چیز کے تحت داخل ہو جس کی خوبی شرع سے ثابت ہے تو وہ اچھی بات اور بدعتِ حسنہ ہے اور یہ بدعت کبھی مستحب، بلکہ سُنَّت اور کبھی واجب تک ہوتی ہے۔

(ھمارا اسلام، بدعت اور گناہ کبیرہ و صغیرہ، حصہ ٤، ص١٩٧)

سوال: صحابہ کرام یا تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بعد جو بات نئی پیدا ہو کیا وہ بھی بِدعتِ سیّئہ ہے؟

جواب: کسی نَو پید بات کا بدعتِ سیّئہ یا حَسَنہ ہونا کسی زمانہ پر موقوف نہیں ہے بلکہ قرآن وسُنَّت اور اِجماعِ امّت کی موافقت یا مخالفت پر ہے لہٰذا جس اَمْر کی اَصل شریعت سے ثابت ہو یعنی کتاب وسُنَّت اور اِجماع کے مخالف نہ ہو وہ ہرگز بدعتِ سیّئہ نہیں، خواہ

کسی بھی زمانے میں ہو، خود صحابۂ کرام، تابعین اور تبع تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانے میں یہ بات رائج تھی کہ اپنے زمانے کی بعض نئی پیدا ہونے والی چیزوں کو منع کرتے اور بعض کو جائز رکھتے۔ چنانچہ امیر المؤمنین حضرتِ سیّدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تراویح کی جماعت کی نسبت فرماتے ہیں: "نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ" "یہ کیا ہی اچھی بدعت ہے۔ (المؤطا للامام مالك، كتاب الصلاة فی رمضان، باب ماجاء فی قيام رمضان، الحديث: ٢٥٥، ج ١، ص ١٢٠)

اسی طرح حضرتِ سیّدنا عبداللہ بن مُغَفَّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے صاحبزادے کو نماز میں بسم اللہ باآواز پڑھتے سن کر فرمایا: "اَیْ بُنَیَّ مُحْدَثٌ اِیَّاكَ وَ الْحَدَثَ" (سنن الترمذی، كتاب الصلاة، باب ماجاء فی ترك الجهر ...الخ، الحديث: ٢٤٤، ج ١، ص ٢٧٧) "اے میرے بیٹے! یہ نَو پید بات ہے، نئی باتوں سے بچ۔" تو معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک بھی کسی کام کا اپنے زمانے میں ہونے یا نہ ہونے پر مَدار نہ تھا بلکہ نفسِ فعل کو دیکھتے اگر اس میں کوئی شرعی خرابی نہ ہوتی تو اجازت دیتے ورنہ منع فرمادیتے اور اُنھیں بُرا کہتے۔

خود رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نیک بات پیدا کرنے والے کو سُنَّت نکالنے والا فرمایا تو قِیامت تک نئی نئی باتیں پیدا کرنے کی اجازت عطا فرمائی اور یہ کہ جو نئی (اچھی) بات نکالے گا ثواب پائے گا اور قِیامت تک جتنے اس پر عمل کریں گے سب کا ثواب اُسے ملے گا۔ (المعجم الاوسط، من اسمه مقدام، الحديث: ٨٩٤٦، ج ٦، ص ٣٣١) چاہے وہ عبادت ہو یا کوئی اَدَب کی بات یا کچھ اور ہو مگر اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ کسی بھی زمانے کے جاہل جو بات چاہیں اپنی طرف سے نکال لیں اور وہ

بدعتِ حَسَنہ ہو جائے ۔ یہ معاملہ علمائے دِین اور پابندِ شرع مسلمانوں کے بارے میں ہے کہ یہ جو اَمر ایجاد کرلیں اور اُسے جائز و مستحب کہیں وہ بے شک جائز و مستحب ہے اس نیک بات کا کرنے والا سُنّی ہی کہلائے گا بدعتی نہیں۔

(ھمارا اسلام،بدعت اور گناہ کبیرہ وصغیرہ،حصہ ٤،ص١٩٨)

سوال: گناہ کسے کہتے ہیں اور وہ کتنی قسم کے ہوتے ہیں ان کی وضاحت کریں؟

جواب: خداعزوجل ورسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی یعنی اَحکامِ شریعت پر عمل نہ کرنا گناہ اور مَعْصِیَت ہے، گناہ کرنے والا گناہ گار یا عاصی کہلاتا ہے۔گناہ آدمی کو خدا عزوجل سے دُور کرتا ہے اور اسے ثواب سے محروم اور عذاب کا مستحق بناتا ہے گناہ کی دو قسمیں ہیں:﴿١﴾صغیرہ اور﴿٢﴾کبیرہ۔صغیرہ وہ گناہ ہے جس کے کرنے پر شریعت میں کوئی وَعید نہیں آئی یعنی اس کی کوئی خاص سزا بیان نہیں کی گئی ہے۔آدمی کوئی نیکی، عبادت،صَدَقہ،اطاعتِ والدین وغیرہ کرتا ہے تو اس کی بَرَکت سے صغیرہ گناہ معاف ہوجاتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس نے کامل وضو کیا پھر نماز کے لیے کھڑا ہوا تو وہ گناہوں سے ایسے پاک ہو جاتا ہے جیسے آج ہی اس کی ماں نے اسے جنا ہو۔(المعجم الاوسط للطبرانی،من اسمہ موسیٰ، الحدیث:٧٩٤٧، ج٦، ص٤٦)

غرض یہ گناہ بلا توبہ بھی معاف ہوجاتے ہیں،مگر شرط یہ ہے کہ اس پر اصرار نہ ہو(یعنی جان بوجھ کے اسے کرتا نہ رہے) کہ گناہِ صغیرہ اِصرار سے گناہِ کبیرہ بن جاتا ہے اور پھر توبہ کئے بغیر اس کی معافی نہیں ہوتی اور کبیرہ وہ گناہ ہے جس پر وَعید آئی یعنی وعدۂ عذاب دیا گیا، کبیرہ گناہوں سے آدمی خالص توبہ واستغفار کئے بغیر پاک نہیں ہوتا۔

(ھمارا اسلام،بدعت اور گناہ کبیرہ وصغیرہ،حصہ ٤،ص١٩٩۔٢٠٠)

سوال: گناہِ کبیرہ کونسے ہیں اور کیا گناہِ کبیرہ کرنے والا مسلمان رہتا ہے یا نہیں؟

جواب: قرآن وحدیث میں جن کبیرہ گناہوں کا ذکر آیا ہے ان میں سے کچھ یہ ہیں:
ناحق قتل کرنا، چوری کرنا، یتیم کا مال ناحق کھانا، ماں باپ کو اِیذا دینا، سُود کھانا، شراب پینا، جھوٹی گواہی دینا، نماز نہ پڑھنا، رَمضان کا رَوزہ نہ رکھنا، زکوٰۃ نہ دینا، جھوٹی قسم کھانا، ناپ تول میں کمی بیشی کرنا، مسلمانوں سے ناحق لڑائی کرنا، رشوت لینا یا دینا، چغلی کھانا، کسی مسلمان کی غیبت کرنا، قرآن شریف بُھول جانا، علمائے دِین کی بے عزتی کرنا، خداعزوجل کی مغفرت سے نا اُمید ہونا، خداعزوجل کے عذاب سے بے خوف ہونا، فضول خرچی کرنا، کھیل تماشہ میں اپنا پیسہ اور وقت برباد کرنا، داڑھی منڈانا یا ایک مٹھی سے کم رکھنا، خود کشی کرنا وغیرہ۔

گناہِ کبیرہ کا مرتکب مسلمان ہے اور جنت میں جائے گا خواہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے اُس کی مغفرت فرمادے یا حضورِ انور، شافعِ محشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کے بعد اسے بخش دے یا اپنے کیے کی کچھ سزا پاکر بخشا جائے بہر حال وہ جنت میں جائے گا اور اس کے بعد کبھی جنت سے نہ نکلے گا۔

(ھمارا اسلام، بدعت اور گناہ کبیرہ وصغیرہ، حصہ ٤، ص ٢٠٠)

سوال: گناہِ کبیرہ کی معافی کی صورت کیا ہے؟

جواب: گناہ کی دو صورتیں ہیں، ایک: بندے کا وہ گناہ جو خالص اس کے اور اس کے پَروَرْدگار عزوجل کے معاملہ میں ہو مثلاً (بلاعذرِ شرعی) فرض نماز چھوڑنا، یا ماہِ رَمَضان کا رَوزہ ترک کرنا وغیرہ۔ اس قسم کے گناہوں سے معافی کی صورت میں اتنا ہی کافی ہے کہ آدمی سچّے دل سے توبہ کرے یعنی جو گناہ کرچکا اس پر نادم وشرمندہ ہو، بارگاہِ الٰہی عزوجل میں گڑ گڑا کر اُس کی معافی چاہے اور آئندہ کیلئے اس گناہ سے باز رہنے کا عَزْم

بِالجزم، قطعی پختہ ارادہ کرلے، مولیٰ تعالیٰ کریم ہے، اس کی رَحمت بہت وسیع ہے اس کی رَحمت سے امید ہے کہ وہ معاف فرمادے اور دَرگزر فرمائے ہاں! اِس صورت میں فرائض اور وَاجبات کی قضاء لازم ہے۔

دوسری قسم کے وہ گناہ ہیں جو بندوں کے باہمی (آپس کے) معاملات میں ہوں کہ آدمی کسی کے دِین، آبرو، جان، مال، جسم یا صرف قلب کو آزار و تکلیف پہنچائے، جیسے کسی کو گالی دی، مارا پیٹا، بُرا کہا، غیبت کی یا کسی کا مال چرایا، چھینا، لُوٹا، یا، رشوت، سُود، جوئے وغیرہ میں لیا، ان تمام صورتوں میں جب تک بندہ معاف نہ کرے اللہ عزوجل بھی معاف نہیں فرماتا کیونکہ یہ معاملہ حقوق العباد (بندوں کے حقوق) کا ہے۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ ہمارا، ہمارے جان و مال و حقوق سب کا مالک ہے، جسے چاہے ہمارے حقوق چھوڑ دے مگر اس کی عدالت کا قانون یہی ہے کہ اس نے ہمارے حقوق کا اِختیار ہمارے ہاتھ میں رکھا ہے اور ہمارے معاف کیے بغیر معافی ملنے کی صورت نہ رکھی لہٰذا اس قسم کے گناہوں میں جن کا تعلق بندوں سے ہے توبہ قبول ہونے کیلئے اُس بندے سے معاف کرانا بھی ضروری ہے کہ جب تک صاحبِ حق معاف نہ کرے گا معافی نہ ملے گی۔

(همارا اسلام، بدعت اور گناه كبيره و صغيره، حصه ٤، ص ٢٠٠)

سوال: توبہ کسے کہتے ہیں اور توبہ کس طرح کی جاتی ہے؟

جواب: توبہ کی اَصل رُجُوع اِلَی اللہ ہے یعنی خدا عزوجل کی فرمانبرداری واطاعت کی طرف پلٹنا، اس کے تین رکن ہیں:

﴿۱﴾ گناہ کا اعتراف ﴿۲﴾ گناہ پر ندامت ﴿۳﴾ گناہ سے باز رہنے کا قطعی ارادہ۔

اور اگر گناہ قابل تلافی ہو تو اس کی تلافی بھی لازم ہے مثلاً بے نمازی کی توبہ

کیلئے پچھلی نمازوں کی قضاء پڑھنا بھی ضروری ہے مولیٰ تعالیٰ کریم ہے، اس کے کرم کے دروازے ہر وقت بندوں کے لئے کھلے ہوئے ہیں لہٰذا توبہ کرنے میں جس قدر ممکن ہو جلدی کرنی چاہیے۔ توبہ کرنے میں آجکل (یعنی ٹال مٹول) کرنا مسلمان کی شان نہیں۔ کیا خبر موت اسے مہلت دے یا نہ دے پَل کی خبر نہیں کل کس نے دیکھی ہے اور بہتر یہ ہے کہ جب اپنے لئے دعائے مغفرت یا کوئی بھی دعا کرے تو سب اہلِ اسلام کو اس میں شریک کرلے (یعنی ان کیلئے بھی دعا کرے) کیونکہ اگر یہ خود قابلِ عطا نہیں تو کسی بندے کے طفیل مراد کو پہنچ جائے۔ چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی تمام مومن مردوں اور عورتوں کے لیے دعائے مغفرت کرتا ہے اللہ عزوجل اس کے لیے ہر مومن مرد و عورت کے عوض ایک نیکی لکھ دیتا ہے۔ (جمع الجوامع للسیوطی، حرف المیم، الحدیث ۲۰۲۳۱، ج ٦، ص ٤١٦) اور اَولیاءِ کرام و علماءِ عظام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کی مجلسوں میں دعائے مغفرت کرنا بہت بہتر ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کے پاس بیٹھنے والا بد بخت اور محروم نہیں رہتا، یونہی اَولیاءِ کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کے مزارات پر حاضر ہو کر یا ان کے وَسیلہ سے اِستغفار کرنا قبولیتِ دُعا کا باعث ہے کیونکہ ان کے قُرب و جوار پر رَحمتیں نازل ہوتی ہیں یہاں جو دُعائیں مانگی جاتی ہیں اللہ عزوجل قبول فرماتا ہے بالخصوص حضورِ اَقدس، نورِ مقدّس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تو حاجت برآری کا ذریعۂ اعلیٰ واَرْفع ہیں۔ جس پر یہ آیتِ کریمہ بالکل واضح و روشن دلیل ہے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿٦٤﴾

(پ ٥، النساء: ٦٤)

ترجمۂ کنز الایمان: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب! تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں

حالانکہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ جسے چاہے جس طرح چاہے معاف فرما سکتا ہے پھر بھی اپنے بندوں کو اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہونے کا حکم ارشاد فرما رہا ہے۔(ھمارا اسلام،بدعت اور گناہ کبیرہ و صغیرہ،حصہ ٤،ص ٢٠١)

چنانچہ اسی آیتِ کریمہ کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے میرے آقائے نعمت، مجدّدِ دین وملّت، پروانۂ شمعِ رسالت، عاشقِ ماہِ نُبُوَّت، پیرِ طریقت، عالمِ شریعت، سیّدی ومرشدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ارشاد فرماتے ہیں:

مجرم بلائے آئے ہیں جَآءُوْکَ ہے گواہ
پھر رَدّ ہو کب یہ شان کریموں کے در کی ہے

(حدائق بخشش،حصہ ١،ص ١٤٤)

مانگیں گے مانگے جائیں گے منہ مانگی پائیں گے
سرکار میں نہ لا ہے، نہ حاجت اگر کی ہے

(حدائق بخشش،حصہ ١،ص ١٥٩)

حضرتِ آدم علیہ السلام اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سُنّت

سرکارِ مدینہ منورہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبرِ انور پر حاجت کے لئے جانا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے عمل سے بھی ثابت ہے اور حکمِ مذکور میں بھی داخل ہے اور مقبولانِ بارگاہِ عزوجل کے وَسیلہ سے دعا کرنا یعنی بحقِ فلاں یا بجاہِ فلاں کہہ کر مانگنا جائز بلکہ حضرت سیّدنا آدم علیہ السلام کی سُنَّت ہے کہ آپ علیہ السلام نے حضور سَرْوَرِ عالَم، نورِ مجسم، شہنشاہِ معظَّم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جاہ ومرتبت کے طفیل میں مغفرت چاہی اور حق تعالیٰ نے ان کی مغفرت فرمائی۔(ھمارا اسلام،بدعت اور گناہ کبیرہ و صغیرہ،حصہ ٤،ص ٢٠٢)

طہارت کے مسائل

سوال: طہارت کا کیا مطلب ہے اور اس کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: طہارت کا مطلب یہ ہے کہ نمازی کا بدن، اسکے کپڑے اور وہ جگہ جس پر نماز پڑھنی ہے نجاست سے پاک صاف ہو، طہارت کی دو قسمیں ہیں: ﴿۱﴾ طہارتِ صغریٰ ﴿۲﴾ طہارتِ کبریٰ۔ طہارتِ صغریٰ وُضو ہے اور طہارتِ کبریٰ غُسل ہے۔ جن چیزوں سے صرف وُضو لازم آتا ہے اُن کو حَدَثِ اَصغر کہتے ہیں اور جن سے غسل فرض ہو اُن کو حَدَثِ اکبر کہا جاتا ہے۔ (ہمارا اسلام، نماز کی شرط اوّل: طہارت، حصہ ۲، ص ۷۲)

سوال: نجاست کی کتنی قسمیں ہیں اور ان کا حکم اور ان سے پاک ہونے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: نجاست کی دو قسمیں ہیں: ﴿۱﴾ حُکمِیَّہ ﴿۲﴾ حقیقیَّہ۔

نجاستِ حُکمِیَّہ: وہ ہے جو نظر نہیں آتی یعنی صرف شریعت کے حکم سے اُسے ناپاکی کہتے ہیں جیسے بے وُضو ہونا، یا غسل کی حاجت ہونا۔

پاک ہونے کا طریقہ: جہاں وُضو کرنا لازمی ہو وہاں وُضو کرنا اور جہاں غسل کی حاجت ہو وہاں غسل کرنا۔

نجاستِ حقیقیّہ: وہ ناپاک چیز ہے جو کپڑے یا بدن وغیرہ پر لگ جائے تو ظاہر طور پر معلوم ہو جاتی ہے جیسے پاخانہ، پیشاب، وغیرہ، پھر نجاستِ حقیقیّہ کی بھی دو قسمیں ہیں: ﴿۱﴾ غلیظہ ﴿۲﴾ خفیفہ۔

نجاستِ غلیظہ وہ ہے جس کا حکم سخت ہے اور **نجاستِ خفیفہ** وہ ہے جس کا حکم ہلکا ہے۔

پاک ہونے کا طریقہ: نجاستِ غلیظہ کا حکم یہ ہے کہ اگر کپڑے یا بدن میں ایک دِرہم سے زیادہ لگ جائے تو اس کا پاک کرنا فرض ہے، بے پاک کیے نماز ہوگی ہی نہیں اور

اگر دِرہم کے برابر ہےتو پاک کرنا وَاجب ہے کہ بے پاک کیے نماز پڑھی تو مکروہ تحریمی ہوئی یعنی ایسی نماز کا اِعادَہ واجب ہے اوراگر دِرہم سے کم ہےتو پاک کرنا سُنَّت ہے کہ بے پاک کیے نماز پڑھی تو ہوگئی مگر خلافِ سُنَّت ہوئی، اس کا لوٹانا بہتر ہے۔

نجاستِ خفیفہ کا حکم: یہ ہے کہ کپڑے کے حصّہ یا بدن کے جس عضو میں لگی ہے اگر اُس کی چوتھائی سے کم ہےتو معاف ہوجائے گی اور اگر پوری چوتھائی میں ہوتو اس کا دھونا واجب ہے اور اگر زیادہ ہوتو اس کا پاک کرنا فرض ہے، بے دھوئے نماز ہوگی ہی نہیں۔(ہمارا اسلام،نماز کی شرط اوّل :طہارت،حصہ ۲،ص۷۳۔۷٤ملتقطاً)

سوال: اگرکسی پتلی چیز میں نجاست گرجائے تو کیاحکم ہے؟

جواب: نجاست اگرکسی پتلی چیز مثلاً پانی یاسِرکہ میں گرے تو چاہے غلیظہ ہو یا خفیفہ، وہ چیز کُل ناپاک ہوجائے گی اگرچہ ایک قطرہ ہی گرے جب تک وہ پتلی چیز حدکثرت پر یعنی دَہ دردَہ نہ ہو۔(بہارشریعت،نجاستوں کے متعلق احکام،حصہ۲،ج۱،ص۳۹۰)

سوال: کون کون سی چیزیں نجاستِ غلیظہ ہیں؟

جواب: انسان کا پیشاب، پاخانہ، بہتا خون، پیپ، منہ بھر قے، دُکھتی آنکھ کا پانی، حرام چوپایوں کا پیشاب، پاخانہ، گھوڑے کی لید اور ہر حلال جانور کا پاخانہ، مینگنی، مرغی اور بَط کی بیٹ، ہر قسم کی شراب، سوَر کا گوشت اور ہڈی اور بال، چھپکلی یا گرگٹ کا خون اور دَرندے چوپایوں کا تھوک، یہ سب چیزیں نجاستِ غلیظہ ہیں۔اس کے علاوہ دُودھ پیتے لڑکے یا لڑکی کا پیشاب اور ان کی منہ بھر قے (جبکہ معدہ سے ہوکر آئی ہو) بھی نجاستِ غلیظہ ہے اور یہ جو عوام میں مشہور ہے کہ دُودھ پیتے بچوں کا پیشاب پاک ہے محض غلط ہے۔

(ہمارا اسلام ، نماز کی شرط اوّل: طہارت،حصہ ۲،ص۷٤)

سوال: نجاستِ خفیفہ کون کون سی چیزیں ہیں؟

جواب: حلال جانوروں اور گھوڑے کا پیشاب حرام پرندوں کی بیٹ نجاستِ خفیفہ ہے اورحلال جانوروں کا پِتّا نجاست خفیفہ ہے۔(ھمارا اسلام،نماز کی شرط اوّل: طھارت، حصہ۲، ص۷۵ و بھارشریعت، کتاب الطھارۃ، نجاستوں کے متعلق احکام،حصہ۲،ج ۱،ص ۳۹۱)

سوال: بدن یا کپڑا نَجِس ہوجائے تو پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: نجاست مرئیہ (نظر آنے والی نجاست) سے طہارت کے لئے ازالہ شرط ہے اگرایک بار میں زائل ہوجائے تو ایک ہی مرتبہ دھونے میں پاک ہوجائے گی اور تین بار سے زیادہ کی ضرورت ہوتو زیادہ دھوئے اور نجاست غیر مرئیہ (نہ نظر آنے والی نجاست) اگر جس پر لگی ہے وہ نچوڑنے کے قابل ہے تو تین بار دھوئے اور ہر بار نچوڑے اور نچوڑنے کی حد یہ ہے کہ اگر پھر نچوڑے تو قطرہ نہ ٹپکے اور اس میں خود اس کی قوت کا اعتبار ہے اور اگر دوسرا جو اس سے زیادہ قوی ہو اس کے نچوڑنے سے قطرہ ٹپکے گا تو قوی کے لئے ناپاک ہوگا اور اس کمزور کے لئے پاک ہوگا اور یہ حکم (تین دفعہ دھونا اور ہر بار نچوڑنا) بھی اس وقت ہے جب وہ شخص صاحب وسوسہ ہو (جس کو وسوسے آتے ہیں) ورنہ (نجاست کے زائل ہونے کا) غلبہ ظن (غالب گمان) حاصل ہونے سے پاک ہوجائے گا۔ نیز یہ حکم اس وقت ہے جب تھوڑے پانی میں دھویا ہو اور اگر حوضِ کبیر میں دھویا یا بہت سا پانی اس پر بہایا یا بہتے پانی میں دھویا تو نچوڑنے کی شرط نہیں۔

وُضو کے مسائل

سوال: بے وُضو نماز پڑھنا کیسا ہے، کیا شک سے بھی وُضو ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب: بے وُضو نماز پڑھنا حرام وسخت گناہ ہے بلکہ جو جان بوجھ کر بے طہارت نماز اَدا کرے اسے علماء کفر لکھتے ہیں اور کیوں نہ ہو کہ اس بے وُضو یا بے غسل نماز ادا کرنے

والے نے عبادت کی بے اَدَبی اور توہین کی اور یہ کفر ہے۔ حضور سرورِ عالَم، نورِ مجسم، شہنشاہِ معظَّم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ مکرَّم ہے کہ جنّت کی کنجی نماز ہے اور نماز کی کنجی طہارت۔ (ھمارا اسلام، وضو کے بقیه مسائل، حصه۳، ص۱۲۳ و مسند امام احمد بن حنبل، مسند جابر بن عبدالله، الحدیث:۱۴۶۶۸، ج۵، ص۱۰۳) لیکن جو باوُضو تھا اب اسے شک ہوا کہ وُضو ہے یا ٹوٹ گیا تو اسے وُضو کرنے کی ضرورت نہیں، ہاں کر لینا بہتر ہے اور اگر وَسوَسہ ہے تو اسے ہر گز نہ مانے کہ یہ شیطانِ لعین کا دھوکہ ہے۔

(بهار شریعت، وضو کا بیان، متفرق مسائل، حصه۲، ج۱، ص۳۱۱)

سوال: اَعضائے وُضو کتنی مرتبہ دھوئے جاتے ہیں؟

جواب: حدیث شریف میں ہے جو ایک ایک بار وُضو کرے (یعنی ہر عُضْوْ کو ایک ایک بار دھوئے) تو یہ ضروری بات ہے (یعنی فرض ہے) اور جو دو دو بار کرے تو اس کو دُونا (یعنی دُگنا) ثواب ہے اور جو تین تین بار دھوئے تو یہ میرا اور اگلے نبیوں علیہم الصلوٰۃ والسلام کا وُضو ہے۔ (یعنی اُن کی سُنَّت ہے۔)

(مسند امام احمد بن حنبل، مسند عبدالله بن عمر بن الخطاب، الحدیث:۵۷۳۹، ج۲، ص۴۱۷ وھمارا اسلام، وضو کے بقیه مسائل، حصه۳، ص۱۲۳)

سوال: مسواک کرنا کیسا ہے اور اس کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: وُضو میں مسواک کرنا سُنَّت ہے، ہمارے پیارے نبی سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ، صاحبِ معطَّر پسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ باقرینہ ہے کہ جو نماز مسواک کرکے پڑھی جائے وہ اُس نماز سے ستّر گُنا افضل ہے جو بے مسواک کے پڑھی گئی۔ (شعب الایمان، باب العشرون من شعب الایمان، وھو باب فی الطھارات، الحدیث:۲۷۷۴، ج۳، ص۲۶) مسواک سے منہ کی صفائی اور اللہ عزوجل کی رِضا حاصل

ہوتی ہے۔مشائخ کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم فرماتے ہیں کہ جو شخص مسواک کا عادی ہوگا مرتے وقت اُسے کلمہ پڑھنا نصیب ہوگا۔ پیلو یا نیم وغیرہ کی کڑوی لکڑی سے مسواک کرنا چاہیے اور داہنے ہاتھ سے کم سے کم تین مرتبہ دائیں بائیں، اُوپر نیچے کے دانتوں میں مِسواک کریں اور ہر مرتبہ مِسْواک کو دھوئیں، مِسْواک چھنگلی (یعنی چھوٹی انگلی) کے برابر موٹی اور زیادہ سے زیادہ ایک بالشت لمبی ہو، فارغ ہونے کے بعد مسواک دَھو کر کھڑی رکھیں کہ رَیشہ اوپر کی جانب ہو۔(ھمارا اسلام،وضو کے بقیہ مسائل،حصہ۳،ص۱۲۳)

سوال: اگر تھوڑی تھوڑی قَے کئی مرتبہ ہوئی تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر تھوڑی تھوڑی قَے چند بار آئی کہ اس کا مجموعہ منہ بھر ہے تو اگر ایک ہی متلی سے ہے تو وُضو توڑ دے گی اور اگر وہ متلی ختم ہوگئی پھر نئے سرے سے دوسری متلی شروع ہوئی اور قَے آئی کہ اگر دونوں مرتبہ کی جمع کی جائیں تو منہ بھر ہو جائے تو اس سے وُضو نہیں جاتا پھر بھی اگر ایک ہی نِشَسْت میں ہے تو دوبارہ وُضو کر لینا بہتر ہے۔

(ھمارا اسلام،وضو کے بقیہ مسائل،حصہ۳،ص۱۲٤)

سوال: اگر منہ سے خون نکلے تو وُضو ٹوٹے گا یا نہیں؟

جواب: اگر تُھوک پر خون غالب ہے تو وُضو ٹوٹ جائے گا ورنہ نہیں اسے اس طرح سمجھا جاسکتا ہے کہ اگر تُھوک کا رنگ سُرخ ہو جائے تو خون غالب سمجھا جائے گا اور اگر زَرْد ہو تو خون غالب نہیں۔(ھمارا اسلام،وضو کے بقیہ مسائل،حصہ۳،ص۱۲٤)

سوال: وہ کون سی نیند ہے جس سے وُضو نہیں ٹوٹتا؟

جواب: اس طرح سونا کہ دونوں سُرین خوب جمے ہوئے ہوں یا اس طرح سونا کہ جس میں غفلت نہ آئے، اس طرح سونے سے وُضو نہیں ٹوٹتا مثلاً کھڑے کھڑے سونا یا رُکوع

کی صورت میں یامَردوں کے سجدۂ مسنونہ کی شکل پر سونا۔

(ھمارا اسلام،وضو کے بقیہ مسائل،حصہ۳،ص ۱۲۵)

سوال: کیا انبیاءِ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا وُضو سونے سے ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟

جواب: انبیاءِ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا سونا وضو کو توڑنے والا نہیں۔ کیوں کہ ان کی صرف آنکھیں سوتی ہیں،دل جاگتے ہیں،

(ھمارا اسلام،وضو کے بقیہ مسائل،حصہ۳،ص ۱۲۵)

سوال: نماز میں ہنسی آجائے تو کیا حکم ہے؟

جواب: اتنی آواز سے ہنسی آئی ہو کہ اس کے آس پاس والے سن سکیں (اگرچہ شوروغیرہ کی وجہ سے نہ سنیں) جسے قہقہہ کہتے ہیں اور ہنسنے والا جاگ رہا تھا تو اگر رُکوع وسُجوْد والی نماز میں ایسا ہو تو وُضو بھی ٹوٹ جائے گا اور نماز بھی فاسد ہو جائے گی اور اگر نمازِ جنازہ میں یا سجدۂ تلاوت میں قہقہہ لگایا تو وُضو نہیں جائے گا البتہ وہ نماز یا سجدہ فاسد ہے اور اگر اتنی آواز سے ہنسا کہ خود اس نے سُنا پاس والوں نے نہ سُنا تو وُضو نہیں جائے گا، البتہ نماز جاتی رہے گی اور اگر دورانِ نماز یوں مُسکرایا کہ صرف دانت نکلے اور آواز بالکل نہیں نکلی تو اس سے نہ نماز جائے گی اور نہ ہی وُضو ٹوٹے گا۔

(ھمارا اسلام،وضو کے بقیہ مسائل،حصہ۳،ص ۱۲۵)

سوال: پُھنسی سے کپڑے پر دَھبّہ پڑ جائے تو پاک ہے یا نہیں؟

جواب: خارش یا پھُڑیوں میں صرف چپک ہو بہنے والی رَطوبت خون پیپ وغیرہ نہ ہو تو کپڑا اس سے بار بار چُھو کر اگرچہ کتنا ہی سَن جائے پاک ہے مگر دھو ڈالنا بہتر ہے۔(ھمارا اسلام،وضو کے بقیہ مسائل،حصہ۳،ص ۱۲۵)

غُسل کے مسائل

سوال: جُنُب اور جَنابت کسے کہتے ہیں؟

جواب: جس شخص پر نہانا فرض ہو اُسے جُنُب یا جُنُبی کہتے ہیں اور جن اَسباب کی وجہ سے نہانا فرض ہوتا ہے اُنہیں جنابت کہتے ہیں۔

(ھمارا اسلام،غسل کے بقیہ مسائل،حصہ۳،ص۱۲۶)

سوال: غُسل کتنی طرح کا ہوتا ہے اور جس پر غُسل فرض ہو اس پر کیا کیا چیزیں حرام ہیں؟

جواب: غُسل تین طرح کا ہوتا ہے: ﴿۱﴾ فرض ﴿۲﴾ سُنَّت ﴿۳﴾ مستحب۔

جس پر غُسل فرض ہو اسے مسجد میں جانا، قرآنِ پاک چُھونا، یا بے چُھوئے دیکھ کر یا زبانی پڑھنا، یا کسی آیت یا آیت کا تعویذ لکھنا، یا ایسے تعویذ چُھونا جس میں آیت لکھی ہو حرام ہے، ہاں! اگر قرآنِ عظیم جُزْ دان میں ہو تو جُزْ دان پر ہاتھ لگانے یا رُومال وغیرہ کسی علیحدہ پاک کپڑے سے پکڑنے میں حرج نہیں۔

(ھمارا اسلام، غسل کے بقیہ مسائل، حصہ۳،ص۱۲۶۔۱۲۸ ملتقطاً)

سوال: جُنب اگر غُسل کرنے میں دیر لگائے تو گناہ گار رہے یا نہیں؟

جواب: جس پر غُسل فرض ہو اسے چاہیے کہ نہانے میں ہرگز تاخیر نہ کرے حدیثِ پاک میں ہے کہ جس گھر میں تصویر، کتا اور جُنُبی ہو اس میں رَحمت کے فِرشتے نہیں آتے۔

(سنن ابی داود، کتاب الطھارۃ، باب فی الجنب یؤخر الغسل، الحدیث:۲۲۸، ج۱، ص۱۰۹) اور اگر جُنُبی نے اتنی دیر کردی کہ نماز کا آخری وقت آگیا تو اب فوراً نہانا فرض ہے اب تاخیر کرے گا تو گنا ہگار ہوگا۔

(بھار شریعت،غسل کا بیان،مسئلہ ۳۰،حصہ۲،ج۱،ص۳۲۵)

سوال: کون سے غُسل سُنَّت اور کون سے مستحب ہیں؟

جواب: غسلِ سُنَّت پانچ ہیں:﴿۱﴾غسلِ جُمعہ﴿۲،۳﴾غسلِ عیدَین﴿٤﴾غسلِ حج ﴿٥﴾غسلِ عمرہ۔

غسلِ مستحب بہت سے ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

﴿۱﴾نیا کپڑا پہننے کیلئے﴿۲﴾گناہ سے توبہ کرنے کے لیے﴿۳﴾سفر سے واپس آنے کے بعد﴿٤﴾شبِ بَراءَت میں﴿٥﴾مجالسِ خیر میں شرکت کے لیے﴿٦﴾خوب تاریکی یا سخت آندھی کے وقت﴿۷﴾مکّۂ معظّمہ یا مدینۂ منوّرہ میں داخل ہونے کے لیے﴿۸﴾سورج یا چاند گرہن کی نماز کیلئے﴿۹﴾عَرفہ کی رات میں یعنی آٹھویں ذی الحجہ کا دن گزر کر جو رات آتی ہے (اسے عرفہ کی رات کہتے ہیں)﴿۱۰﴾بدن پر نجاست لگی ہو اور یہ معلوم نہ ہو کہ کس جگہ ہے۔(ھمارا اسلام،غسل کے بقیہ مسائل،حصہ۳،ص۱۲۷)

سوال: کیا بے وُضو آدمی قرآنِ پاک چُھو سکتا ہے؟

جواب: بے وُضو کو قرآنِ پاک یا اس کی کسی آیت کو چُھونا حرام ہے، ہاں! بے چُھوئے زبانی دیکھ کر پڑھے تو کوئی حرج نہیں اور اگر کسی برتن یا گلاس پر آیت یا سورت لکھی ہو تو بے وُضو اور جُنُبی کو اِن کا چھونا حرام ہے۔

(ھمارا اسلام،غسل کے بقیہ مسائل،حصہ۳،ص۱۲۸)

سوال: تو کیا بے وُضو اور جنبی دُرُودِ شریف یا دُعا بھی نہیں پڑھ سکتے؟

جواب: جن پر وُضو یا غُسل فرض ہے اِنہیں دُرُودِ شریف اور دعائیں پڑھنے میں کوئی حرج نہیں البتہ بہتر یہ ہے کہ وُضو یا کلّی کر کے پڑھیں۔

(ھمارا اسلام،غسل کے بقیہ مسائل،حصہ۳،ص۱۲۸)

سوال: مسلمان مَیّت کو غُسل دینا فرض ہے یا سُنَّت؟

جواب: مسلمان مَیّت کو غُسل دینا مسلمانوں پر فرضِ کفایہ ہے یعنی اگر ایک نے نہلا دیا تو سب کی طرف سے (فرض) ادا ہو گیا اور اگر کسی نے نہ نہلایا تو جن جن کو اطلاع ملی تھی سب گناہ گار ہوئے۔ (ہمارا اسلام، غسل کے بقیہ مسائل، حصہ۳، ص۱۲۷)

ناپاکی دور کرنے کا طریقہ

سوال: ناپاک چیزوں کو پاک کرنے کے کتنے طریقے ہیں؟

جواب: ناپاک چیزوں کو پاک کرنے کے مندرجہ ذیل مختلف طریقے ہیں:

﴿۱﴾ **دھونے سے**: پانی اور ہر بہنے والی چیز جس سے نجاست دور ہو جائے دھو کر نجس چیز کو پاک کر سکتے ہیں۔

﴿۲﴾ **پونچھنے سے**: مثلاً لوہے کی چیز جیسے چاقو وغیرہ جس پر زنگ نہ ہو اور نہ ہی نقش و نگار ہوں اگر نجس ہو جائے تو اچھی طرح پونچھ ڈالنے سے پاک ہو جائے گی، نجاست خواہ دَلْدار ہو یا پتلی، اسی طرح ہر قسم کی دھات کی چیزیں پونچھنے سے پاک ہو جاتی ہیں البتہ نقوش والی یا زَنگ والی اَشیاء ہوں تو انہیں دھونا ضروری ہے۔

﴿۳﴾ **کُھرچنے یا رگڑنے سے**: مثلاً موزے یا جوتے میں دَلدَار نجاست لگی تو کُھرچنے اور رَگڑنے سے پاک ہو جائیں گے۔

﴿٤﴾ **خشک ہو جانے سے**: مثلاً ناپاک زمین ہوا یا آگ سے سوکھ جائے اور نجاست کا اثر یعنی رنگ و بُو جاتا رہے تو پاک ہو جائے گی، اس پر نماز تو پڑھ سکتے ہیں مگر اس سے تیمّم کرنا جائز نہیں ہے۔

﴿۵﴾ **پگھلنے سے**: مثلاً رَانگ سیسہ پگھلانے سے پاک ہو جاتا ہے۔

﴿۶﴾ **آگ میں جلانے سے:** مثلاً ناپاک مٹی سے برتن بنائے تو جب تک کچّے ہیں ناپاک ہیں اور آگ میں پکا لینے سے پاک ہو جائیں گے۔

﴿۷﴾ **ہیئت بدل جانے سے:** مثلاً شراب سرکہ ہو جائے تو اَب پاک ہے۔

(ہمارا اسلام، ناپاکی دور کرنے کا طریقہ، حصہ۳، ص۱۲۸)

سوال: جو چیز نچوڑنے کے قابل نہ ہو جیسے چٹائی، دَرِی، گدّا وغیرہ، اس کو کس طرح پاک کریں؟

جواب: جو چیز نچوڑنے کے قابل نہ ہو جیسے چٹائی، دَرِی، گدّا، قالین، کمبل وغیرہ اس کو پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کو دھو کر چھوڑ دیں یہاں تک کہ پانی ٹپکنا بند ہو جائے یونہی دو مرتبہ اور دھوئیں پھر جب تیسری مرتبہ پانی ٹپکنا بند ہو گیا تو وہ چیز پاک ہو گئی اسی طرح ایسا ریشمی کپڑا جو اپنی نازُکی کے سبب نچوڑنے کے قابل نہیں اُسے بھی یونہی پاک کیا جائے گا۔ (ہمارا اسلام، غسل کے بقیہ مسائل، حصہ۳، ص۱۲۹)

سوال: تانبے، پیتل وغیرہ دھاتوں اور چینی کے برتنوں کو پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: تانبے، پیتل وغیرہ دھاتوں اور چینی کے برتنوں کو پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جن چیزوں میں نجاست جذب نہیں ہوتی انہیں فقط تین مرتبہ دھو لینا کافی ہے اس کی بھی ضرورت نہیں کہ اسے اتنی دیر چھوڑ دیں کہ پانی ٹپکنا بند ہو جائے، ہاں! ناپاک برتن کو مٹی سے مانجھ لینا بہتر ہے۔ (ہمارا اسلام، غسل کے بقیہ مسائل، حصہ۳، ص۱۲۹)

سوال: کپڑے کا کوئی حصّہ ناپاک ہو گیا اور یہ یاد نہیں کہ کہاں سے ناپاک ہے تو اسے کیسے پاک کیا جائے؟

جواب: اِس صورت میں بہتر یہی ہے کہ پورا دھوئے مثلاً معلوم ہے کہ کُرتے کی آستین نجس ہوگئی مگر یہ معلوم نہیں کہ کہاں سے تو پوری آستین دھولینا چاہیے اور اگر اندازے سے سوچ کر اس کا کوئی حصّہ دھولیا جب بھی کپڑا پاک ہوجائے گا۔

(ھمارا اسلام،غسل کے بقیہ مسائل،حصہ۳،ص ۱۳۰)

سوال: تیل یا گھی وغیرہ ناپاک ہوجائیں تو کیسے پاک کریں؟

جواب: بہنے والی عام چیزیں مثلاً تیل، گھی وغیرہ کو پاک کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ ان میں اُتنا ہی پانی ڈال کر خوب ہلائیں پھر اُوپر سے تیل یا گھی اتار لیں اور پانی پھینک دیں یہ عمل تین بار کریں وہ چیز پاک ہوجائے گی۔

(ھمارا اسلام،غسل کے بقیہ مسائل،حصہ۳،ص ۱۳۰)

اِسْتنجاء کا بیان

سوال: استنجاء کسے کہتے ہیں اور پیشاب و پاخانہ کے بعد استنجاء کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: پاخانہ، پیشاب کرنے کے بعد بدن پر جو ناپاکی لگی رہتی ہے اسے پانی یا ڈھیلے وغیرہ سے پاک کرنے کو استنجاء کہتے ہیں، پیشاب کرنے کے بعد مٹی کے پاک ڈھیلے سے پیشاب کے مقام کو خشک کرلے اور پھر پانی سے دھو ڈالے اور پاخانے کے بعد مٹی کے تین یا پانچ ڈھیلوں سے پاخانے کے مقام کو صاف کرے پھر آہستہ آہستہ پانی ڈال کر انگلیوں کے پیٹ سے دھو ڈالے یہاں تک کہ چکنائی جاتی رہے۔

(ھمارا اسلام،استنجے کا بیان،حصہ۲،ص ۸۵)

سوال: کیا ڈھیلوں سے استنجاء کر لینے کے بعد پانی سے طہارت کرنا ضروری ہے؟

جواب: اگر پاخانہ یا پیشاب کے مقام کے آس پاس کی جگہ نجاست نہ لگی ہو تو پانی سے

طہارت کرنا مستحب یعنی اچھی بات ہے اور اگر نجاست اِدھر اُدھر لگ گئی اور ایک دِرہم سے کم یا برابر لگی ہے تو پانی سے طہارت کر لینا سُنَّت ہے اور اگر وہ جگہ دِرہم سے زیادہ سَن جائے تو دھونا فرض ہے مگر ڈھیلا لینا اب بھی سُنَّت ہے۔

(ھمارا اسلام،استنجے کا بیان،حصہ ۲،ص ۸۵)

سوال: استنجاء کن چیزوں سے جائز اور کن چیزوں سے مکروہ ہے؟

جواب: ڈھیلے، کنکر، پتھر اور پھٹے ہوئے کپڑے سے استنجاء کرنا بلا کراہت جائز ہے بشرطیکہ یہ سب پاک ہوں جبکہ ہڈی اور کھانے، گوبر، لِید، پکی اینٹ، ٹھیکری، کوئلہ اور جانور کے چارے سے استنجاء کرنا مکروہ ہے، کاغذ سے بھی استنجاء کرنا منع ہے۔

(ھمارا اسلام،استنجے کا بیان،حصہ ۲،ص ۸۵)

سوال: کن مقامات میں پیشاب پاخانہ مکروہ ہے؟

جواب: کنویں یا حوض یا چشمے کے کنارے، مسجد اور عید گاہ کے پہلو میں، قبرستان یا راستہ میں، پانی میں اگرچہ بہتا ہو، پھلدار درخت کے نیچے، یا سایہ میں جہاں لوگ اٹھتے بیٹھتے ہوں، یا جس جگہ مویشی بندھتے ہوں یا اس کھیت میں جس میں زَراعت موجود ہے یا چوہے کے بل یا کسی اور سوراخ میں پیشاب پاخانہ مکروہ ہے، یونہی جس جگہ غُسل یا وُضو کیا جاتا ہو یا سخت زمین پر جس سے چھینٹیں اُڑ کر آئیں مکروہ اور منع ہے۔

(ھمارا اسلام،استنجے کا بیان،حصہ ۲،ص ۸۶)

سوال: پیشاب پاخانہ کرتے وقت کیا کیا باتیں مکروہ ہیں؟

جواب: کھڑے ہو کر یا لیٹ کر یا ننگے ہو کر پیشاب کرنا مکروہ ہے اسی طرح ننگے سر پیشاب پاخانہ کو جانا یا کلام کرنا بھی مکروہ ہے یا قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرنا، یونہی چاند

اورسورج کی طرف منہ یا پیٹھ کرنا یا ہوا کے رُخ پیشاب کرنا ممنوع ہے، یا ایسی جگہ استنجاء کرنا کہ لوگوں کی نظریں آتے جاتے اِس کی شرم گاہ پر پڑنے کا اِحتمال ہو، یہ مکروہ ہے اسی طرح دائیں ہاتھ سے اِستنجاء کرنا بھی مکروہ ہے۔

(ہمارا اسلام،استنجے کا بیان،حصہ ۲،ص۸۶ ملتقطاً)

سوال: استنجاء کرنے کے آداب کیا ہیں؟

جواب: جب تک بیٹھنے کے قریب نہ ہو کپڑا بدن سے نہ ہٹائے اور نہ حاجت سے زیادہ بدن کھولے پھر دونوں پاؤں کشادہ کرکے بائیں پاؤں پر زور دے کر بیٹھے اور اپنی شرمگاہ کی طرف نظر نہ کرے اور نہ اُس نجاست کو دیکھے جو اس کے بدن سے نکلی ہے اور دیر تک نہ بیٹھے اور پیشاب میں نہ تھوکے، نہ ناک صاف کرے، نہ بار بار اِدھر اُدھر دیکھے، نہ بیکار بدن چھوئے، نہ آسمان کی طرف نگاہ کرے بلکہ شرم کے ساتھ سر جھکائے رہے، جب فارغ ہوجائے تو ڈھیلوں سے صاف کرکے کھڑا ہوجائے اور سیدھے کھڑے ہونے سے پہلے بدن چھپالے، پھر کسی دوسری جگہ بیٹھ کر طہارت کرلے وہ اس طرح کہ پہلے پیشاب کا مقام دھوئے پھر پاخانہ کا۔(ہمارا اسلام،استنجے کا بیان،حصہ ۲، ص۸۷ وبہار شریعت،استنجے کے متعلق مسائل،مسئلہ ۹،حصہ ۲،ج ۱،ص۴۰۹)

پانی کا بیان

سوال: کس پانی سے وُضو اور غُسل جائز ہے؟

جواب: مینہ (بارش)، نَدِّی، نالے، چشمے، سَمُندر، دریا، نہر، کنوئیں، برف اور اَولے کے پانی سے وُضو جائز ہے اور جس پانی سے وُضو جائز ہے اس سے غُسل بھی جائز ہے۔

(ہمارا اسلام،پانی کا بیان،حصہ ۲،ص۸۰)

سوال: بڑا تالاب یا حوض کسے کہتے ہیں؟

جواب: دس ہاتھ لمبا، دس ہاتھ چوڑا جو حوض یا تالاب ہو اُسے بڑا حوض کہتے ہیں، یونہی بیس ہاتھ لمبا پانچ ہاتھ چوڑا حوض بھی بڑا حوض ہے، غرضیکہ جس حوض کی پیمائش سو ہاتھ (لمبائی چوڑائی 25 گز یا 225 فٹ) ہو تو وہ حوض یا تالاب بڑا ہے۔

(فتاویٰ مصطفویہ، ص ۱۳۹، ہمارا اسلام، پانی کا بیان، حصہ ۲، ص ۸۰)

سوال: کس پانی سے وُضو یا غُسل کرنا جائز نہیں؟

جواب: کسی درخت یا پھل سے نچوڑے ہوئے پانی سے وُضو جائز نہیں جیسے کیلے کا پانی، گنے کا رس، یونہی وہ پانی جس کا رنگ یا بُو یا مزہ کسی پاک چیز کے ملنے سے بدل گیا اور وہ گاڑھا بھی ہو گیا، یا پانی میں کوئی چیز مل گئی اور بول چال میں اسے اب پانی نہ کہیں، یا اس میں کوئی چیز ڈال کر پکائیں جس سے مَیل کاٹنا مقصود نہ ہو جیسے شوربا، چائے، گلاب یا اَور عرق، تو اس سے وُضو و غُسل جائز نہیں۔ اسی طرح وہ پانی جس میں زَعفران یا کوئی پڑیا کا رنگ مل گیا اور اس پانی سے کپڑا رنگا جا سکتا ہے تو ایسے پانی سے بھی وُضو جائز نہیں۔ اسی طرح ماءِ مستعمل سے بھی وُضو و غُسل نہیں کیا جا سکتا۔

(ہمارا اسلام، پانی کا بیان، حصہ ۲، ص ۸۰)

سوال: ماءِ مُستَعمَل کسے کہتے ہیں اور مکروہ پانی کا کیا حکم ہے؟

جواب: جو پانی وُضو یا غُسل کرنے میں بدن سے گرا، یا وہ پانی جس میں کسی بے وُضو شخص کا ہاتھ یا انگلی یا پَوْرا یا بدن کا کوئی حصہ جو وضو میں دھویا جاتا ہو بقصد یا بلا قصد، دَہ دَردَہ سے کم پانی میں بے دُھلا پڑ جائے ماءِ مستعمل کہلاتا ہے، یہ پانی پاک تو ہے مگر اس سے وُضو اور غُسل جائز نہیں۔ (ہمارا اسلام، پانی کا بیان، حصہ ۲، ص ۸۰ و بہارِ شریعت، پانی کا بیان، مسئلہ ۲۱، حصہ ۲، ج ۱، ص ۳۳۳)

سوال: کن جانوروں کا جُوٹھا پانی ناپاک ہے؟

جواب: سوّر، کتّا، چیتا، شیر، ہاتھی، گیدڑ اور دوسرے دَرندوں کا جُوٹھا پانی ناپاک ہے اسی طرح بلّی نے چوہا کھایا اور فوراً برتن میں منہ ڈال دیا اگر اس میں پانی تھا تو یہ پانی ناپاک ہوگیا، اسی طرح شرابی آدمی نے شراب پی کر فوراً پانی پیا تو یہ پانی بھی نَجس ہوگیا۔

(ھمارا اسلام،پانی کا بیان،حصہ ۲،ص ۸۱)

سوال: کن جانوروں کا جُوٹھا پانی مکروہ ہے؟

جواب: اُڑنے والے شکاری جانور جیسے شکرا، باز، چیل وغیرہ کا جُوٹھا پانی مکروہ ہے ایسے ہی گھر میں رہنے والے جانور جیسے سانپ، چھپکلی، چوہا وغیرہ کا جُوٹھا پانی، اسی طرح غلیظ چیزیں کھانے والی گائے یا غلیظ چیزوں پر منہ مارنے والی مرغی جو چھوٹی پھرتی ہے اس کا جُوٹھا مکروہ ہے۔(ھمارا اسلام،پانی کا بیان،حصہ ۲،ص ۸۱)

سوال: کس کس کا جُوٹھا پانی پاک ہے؟

جواب: آدمی کا جُوٹھا اور اُن جانوروں کا جُوٹھا پانی جن کا گوشت کھایا جاتا ہے (چوپائے ہوں یا پرندے) پاک ہے، اسی طرح پانی میں رہنے والے جانوروں اور گھوڑے کا جُوٹھا بھی پاک ہے۔(ھمارا اسلام،پانی کا بیان،حصہ ۲،ص ۸۱)

سوال: گدھے اور خچر کا جُوٹھا پانی پاک ہے یا ناپاک؟

جواب: گدھے اور خچر کا جُوٹھا پانی مشکوک کہلاتا ہے یعنی اس میں شک ہے کہ یہ پانی وُضو یا غُسل کے قابل ہے یا نہیں لہٰذا اچھا پانی ہوتے ہوئے اس سے وُضو وغُسل جائز نہیں اور اگر اچھا پانی نہ ہو تو اسی سے وُضو کرلے اور پھر تیمّم بھی کرلے ورنہ نماز نہیں ہوگی۔

(ھمارا اسلام،پانی کا بیان،حصہ ۲،ص ۸۱)

سوال: کس کس کا پسینہ اور لعاب پاک، ناپاک یا مکروہ ہے؟

جواب: جس کا جُوٹھا ناپاک ہے اس کا پسینہ اور لعاب (تھوک) بھی ناپاک ہے اور جس کا جُوٹھا پاک ہے اس کا پسینہ اور لعاب بھی پاک ہے اور جس کا جُوٹھا مکروہ ہے اس کا پسینہ اور لعاب بھی مکروہ ہے اور گدھے اور خچر کا پسینہ اگر کپڑے پر لگ جائے تو کپڑا پاک ہے چاہے کتنا ہی زیادہ لگا ہو۔(ھمارا اسلام،پانی کا بیان،حصہ ۲،ص ۸۲)

سوال: بڑے حوض یا تالاب کا پانی کب ناپاک ہوجاتا ہے؟

جواب: بڑے حوض اور تالاب کا پانی بہتے پانی کے حکم میں ہے نجاست پڑنے سے ناپاک نہیں ہوتا، ہاں! اگر نجاست سے پانی کا رنگ یا مزہ یا بُو بدل جائے تو پھر یہ پانی بھی ناپاک ہوجاتا ہے۔(ھمارا اسلام،پانی کا بیان،حصہ ۲،ص ۸۲)

کنویں کا بیان

سوال: کیا کنواں بھی ناپاک ہوجاتا ہے؟

جواب: جی ہاں! اگر نجاستِ غلیظہ یا خفیفہ یا کوئی ناپاک چیز کنویں میں گری یا آدمی یا بہتے ہوئے خون والا کوئی جانور کنویں میں گر کر مر جائے تو کنواں ناپاک ہوجاتا ہے۔

(ھمارا اسلام، کنوئیں کا بیان،حصہ ۲،ص ۸۲)

سوال: اگر کنویں میں کوئی جانور گرا اور زندہ نکل آیا تو کنواں پاک رہے گا یا ناپاک ہوجائے گا؟

جواب: سوّر کے سوا اگر کوئی اور جانور کنویں میں گرا اور زندہ نکل آیا تو اس کی کئی صورتیں ہیں اور ہر صورت کا جدا حکم ہے، مثلاً اس کے جسم پر نجاست لگی ہونا یقینی معلوم نہ ہو اور پانی میں اس کا منہ بھی نہ پڑا تو پانی پاک ہے مگر احتیاطاً بیس ڈول نکالنا بہتر ہے اور اگر

یقین ہے کہ اس کے بدن پر نجاست تھی تو کنواں ناپاک ہوگیا، اس کا کُل پانی نکالا جائے اور اگر اس کا منہ پانی میں پڑا تو جو حکم اس کے لعاب اور جُوٹھے کا ہے وہی حکم پانی کا ہے۔

(ھمارا اسلام، کنوئیں کا بیان، حصہ ۲، ص ۸۲)

سوال: کنواں پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: کنواں پاک کرنے کے مندرجہ ذیل تین طریقے ہیں:

﴿۱﴾ کنویں میں اگر آدمی، بکری یا کتّا یا کوئی دَمَوِی جانور (یعنی جس میں بہتا خون ہو) ان کے برابر یا ان سے بڑا گر کر مر جائے، یا مرغی، مرغا، بلّی، چوہا، چھپکلی یا کوئی اور جانور جس میں بہتا ہوا خون ہو، کنویں میں مر کر پھول جائے یا پھٹ جائے یا چھپکلی یا چوہے کی دُم کٹ کر کنویں میں گری یا کنویں میں نجاست یا کوئی ناپاک چیز گر جائے تو اِن صورتوں میں کنویں کا کُل پانی نکالا جائے۔

﴿۲﴾ چوہا، چھچھوندر، چڑیا وغیرہ کوئی جانور کنویں میں گر کر مر گیا تو بیس ڈول پانی نکالنا ضروری ہے اور تیس ڈول نکالنا بہتر ہے۔

﴿۳﴾ کبوتر، مرغی، بلّی گر کر مر جائے تو چالیس سے ساٹھ ڈول تک نکالنا چاہیے۔

(ھمارا اسلام، کنوئیں کا بیان، حصہ ۲، ص ۸۳)

سوال: اگر جوتا یا گیند کنویں میں گر جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر جوتا یا گیند پر نجاست لگی ہونا یقینی طور پر معلوم ہو تو کنواں ناپاک ہوگیا، کُل پانی نکالا جائے گا اور اگر کچھ پتہ نہ ہو تو بیس ڈول پانی نکال دیا جائے، کنواں پاک ہو جائے گا محض نجس ہونے کا خیال معتبر نہیں۔

(ھمارا اسلام، کنوئیں کا بیان، حصہ ۲، ص ۸۳)

سوال: پانی کا جانور کنویں میں مرجائے تو کیا حکم ہے؟

جواب: پانی کا جانور یعنی وہ جانور جو پانی میں پیدا ہوتا ہے اگر کنویں میں مرجائے یا مرا ہوا گر جائے تو پانی ناپاک نہ ہوگا۔ اگرچہ پھولا پھٹا ہو مگر پھٹ کر اس کے اجزاء پانی میں مل گئے تو اس کا پینا حرام ہے اور جس کی پیدائش پانی کی نہ ہو مگر پانی میں رہتا ہو جیسے بطّ اس کے مرجانے سے پانی نجس ہوجائیگا۔ (ھمارا اسلام، کنوئیں کا بیان، حصہ ۲، ص ۸۴ و بہار شریعت، کوئیں کا بیان، حصہ ۲، ج ۱، ص ۳۳۸)

سوال: کنواں کب پاک مانا جائے گا؟

جواب: ناپاک کنویں میں سے جتنا پانی نکالنے کا حکم ہے جب نکال لیا گیا تو کنواں پاک ہوگیا اور وہ رسّی، ڈول جس سے پانی نکالا ہے یا کنویں کی دیواریں سب پاک ہوگئیں، دھونے کی ضرورت نہیں۔ (ھمارا اسلام، کنوئیں کا بیان، حصہ ۲، ص ۸۴)

سوال: اگر تھوڑا تھوڑا پانی کنویں سے نکالیں تو پاک ہوگا یا نہیں؟

جواب: کنویں سے جتنا پانی نکالنا ہے اس میں اِختیار ہے کہ ایک دَم سے اتنا نکالیں یا تھوڑا تھوڑا کرکے دونوں صورتوں میں کنواں پاک ہوجائے گا۔ (ھمارا اسلام، کنوئیں کا بیان، حصہ ۲، ص ۸۴) یہ جو حکم دیا گیا ہے کہ اتنا اتنا پانی نکالا جائے اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ چیز جو اس میں گری ہے اس کو کنوئیں میں سے نکال لیں پھر اتنا پانی نکالیں اگر وہ اسی میں پڑی رہی تو کتنا ہی پانی نکالیں بے کار ہے۔

(بہار شریعت، کوئیں کا بیان، مسئلہ ۳۳، ج ۱، ص ۳۳۹)

سوال: ڈول سے کتنا بڑا ڈول مراد ہے؟

جواب: جس کنویں کا ڈول معین ہو تو اسی کا اعتبار ہے اس کے چھوٹے بڑے ہونے کا

کچھ اعتبار نہیں۔(بہار شریعت، کوئیں کا بیان، مسئلہ ۳۵،حصہ ۲،ج ۱،ص ۳۳۹)

سوال: کنویں سے مرا ہوا جانور نکلا اور معلوم نہیں کہ کب گرا تو اب کیا حکم ہے؟

جواب: اگر وقت معلوم نہیں تو جس وقت دیکھا گیا اسی وقت سے کنواں نجس قرار پائے گا اس سے پہلے نہیں اور اسکے گرنے،مرنے کا وقت معلوم ہے تو اُسی وقت سے پانی نجس ہے اس کے بعد اگر کسی نے اس سے وُضو یا غُسل کیا تو نہ وہ وُضو ہوا نہ غُسل اور اس سے جتنی نمازیں پڑھیں وہ نمازیں بھی نہ ہوئیں۔

(ہمارا اسلام، کنوئیں کا بیان،حصہ ۲،ص ۸۴)

سوال: جس کنویں میں پانی ٹوٹتا ہی نہیں وہ کس طرح پاک ہوگا؟

جواب: جو کنواں ایسا ہو کہ اس کا پانی ٹوٹتا ہی نہیں، چاہے کتنا ہی نکالیں اور اس کا کُل پانی نکالنا بھی ضروری ہو تو ایسی صورت میں حکم یہ ہے کہ پہلے یہ معلوم کرلیں کہ اس میں کتنا پانی ہے وہ سب نکال لیا جائے نکالتے وقت جتنا زیادہ ہوتا گیا اس کا کچھ لحاظ نہیں۔

(ہمارا اسلام، کنوئیں کا بیان،حصہ ۲،ص ۸۴)

اَوقاتِ نماز کا بیان

سوال: نماز کے لئے وقت،شرط ہونے کا کیا مطلب ہے؟

جواب: نماز کیلئے جو اوقات مقرر ہیں نماز انہی محدود اوقات میں ادا کرنا فرض ہے،اگر اس سے پہلے پڑھ لی تو نماز ہوگی ہی نہیں اور اگر وقت گزار کر پڑھے گا تو قضاء کہلائے گی اور یہ پڑھنے والا گناہگار ہوگا۔(ہمارا اسلام،وقت کا بیان،حصہ۳،ص ۱۴۰)

سوال: نماز کتنے وقت کی فرض ہے؟

جواب: ہر رات دن میں ہر مسلمان، عاقل، بالغ مرد وعورت پر پانچ وقت کی نماز فرض

ہے: ﴿۱﴾فجر ﴿۲﴾ظہر ﴿۳﴾عصر ﴿٤﴾مغرب اور﴿٥﴾عشاء۔

(ھمارا اسلام،وقت کا بیان،حصہ۳،ص ۱٤۰)

سوال: فجر کی نماز کا وقت کب سے کب تک رہتا ہے؟

جواب : فجر کی نماز کا وقت صبح صادِق سے شروع ہوتا ہے اور سورج کی پہلی کرن چمکنے (سورج نکلنے) تک رہتا ہے۔(ھمارا اسلام،وقت کا بیان،حصہ۳،ص ۱٤۰)

سوال: صبحِ صادِق سے کیا مراد ہے اور فجر کا مستحب وقت کیا ہے؟

جواب: صبحِ صادِق ایک روشنی ہے جو مشرق کی جانب آسمان کے کنارے میں دکھائی دیتی ہے اور رفتہ رفتہ بڑھتی جاتی ہے یہاں تک کہ تمام آسمان پر پھیل جاتی ہے اور زمین پر اُجالا ہو جاتا ہے اسے صبحِ صادق کہتے ہیں اور فجر میں تاخیر کرنا مستحب ہے، کہ جب خوب اُجالا ہو یعنی زمین روشن ہو جائے ،ایسے وقت میں نماز شروع کرے کہ سُنّت کے موافق چالیس یاساٹھ آیات پڑھ سکے پھر سلام پھیرنے کے بعد بھی اتنا وقت باقی بچے کہ اگر نماز دوبارہ پڑھنی پڑے تو سُنّت کے مطابق پڑھی جاسکے۔

(ھمارا اسلام،وقت کا بیان،حصہ۳،ص ۱٤۰)

سوال: نمازِ ظہر کا وقت کیا ہے؟ اور اس کے مستحب وقت سے کیا مراد ہے؟

جواب: ظہر کی نماز کا وقت سورج ڈھلنے کے بعد سے شروع ہوتا ہے۔اس بات کو اس طرح سمجھیں کہ دوپہر کے وقت جوں جوں سورج بلند ہوتا جاتا ہے تو ہر شے کا سایہ بھی کم ہوتا جاتا ہے، پھر ایک وقت ایسا بھی آتا ہے جب یہ سایہ کم ہونا بند ہو جاتا ہے،اسے سایۂ اصلی کہتے ہیں۔ یہ کچھ دیر تک باقی رہتا ہے پھر جب یہ سایہ بڑھنا شروع ہوتا ہے، تب وقتِ ظہر شروع ہو جاتا ہے پھر جب ہر شے کا سایہ علاوہ سایۂ اصلی کے دُگنا ہو جائے

توظہر کا وقت ختم ہوجاتا ہے۔سردیوں میں ظہر جلدی پڑھنا اور گرمی کے دنوں میں تاخیر کرنا مستحب ہے یعنی جب گرمی کی شدّت کم ہوجائے ،خواہ تنہا پڑھے یا جماعت کے ساتھ، ہاں گرمیوں میں ظہر کی جماعت اوّل وقت میں ہوتی ہوتو مستحب وقت کے لئے جماعت کا چھوڑنا جائز نہیں۔(ھمارا اسلام،وقت کا بیان،حصہ۳،ص۱۴۱ و بھار شریعت،نماز کے وقتوں کا بیان:وقت ظھر،حصہ۳،ج۱،ص۴۴۹)

سوال: عصر کا وقت کب سے کب تک رہتا ہے اور اس کا مستحب وقت کیا ہے؟

جواب: سایۂ اصلی کے سوا جب ہر چیز کا سایہ دُگنا ہوجائے تو عصر کا وقت شروع ہوجاتا ہے اور غروبِ آفتاب تک رہتا ہے۔عصر کی نماز میں ہمیشہ تاخیر کرنا مستحب ہے مگر اتنی بھی تاخیر نہ کریں کہ سورج بہت نیچا اور زَرْد ہوجائے اور اس پر بے تکلّف نگاہ ٹھہرنے لگے۔یہ وقت، نماز ادا کرنے کیلئے مکروہ ہے یعنی اس وقت میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ سورج پر یہ زَرْدِی اس وقت آتی ہے جب غروب میں تقریباً بیس منٹ باقی رہتے ہیں۔

(ھمارا اسلام،وقت کا بیان،حصہ۳،ص۱۴۲)

سوال: مغرب کا وقت کب سے کب تک ہے اور اس کا مستحب وقت بھی بتائیں؟

جواب: وقتِ مغرب، غروبِ آفتاب سے لےکر غروبِ شَفَق تک ہے۔امامِ اعظم حضرتِ سیّدنا ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک شَفَقْ اس سفیدی کا نام ہے جو مغرب میں سُرخی ڈوبنے کے بعد صبحِ صادق کی طرح پھیلی رہتی ہے۔(جبکہ بادل نہ ہوں)مغرب ہمیشہ اوّل وقت میں پڑھنا بہتر ہے اور بلا عُذْر دیر سے پڑھنا مکروہ ہے، اَبْر والے دن تاخیر کرنا مستحب ہے۔(ھمارا اسلام،وقت کا بیان،حصہ۳،ص۱۴۲)

سوال: نمازِ عشاء کا وقت کب ہوتا ہے اور اس کا وقتِ مستحب کیا ہے؟

جواب: شَفَق کے غروب ہونے کے بعد عشاء کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور صبحِ صادق سے پہلے تک رہتا ہے۔ عشاء میں تہائی رات تک دیر کرنا مستحب ہے۔ (تہائی رات سے یہ مراد ہے کہ اگر بالفرض رات نو گھنٹے کی ہو تو اس کے ابتدائی تین گھنٹے تہائی رات کہلائیں گے یہ یاد رہے کہ سورج غروب ہوتے ہی رات شروع ہوتی ہے)۔ آدھی رات تک دیر کرنا مباح ہے اور اتنی دیر کرنا کہ رات ڈھل گئی مکروہ ہے۔

(ھمارا اسلام، وقت کا بیان، حصہ۳، ص۱۴۳)

سوال: نمازِ وِتر کا وقت کونسا ہے؟

جواب: نمازِ عشاء ووِتر کا وقت ایک ہی ہے، مگر ان میں ترتیب فرض ہے کہ اگر عشاء سے پہلے وِتر کی نماز پڑھ لی تو ہوگی ہی نہیں اور جو شخص جاگنے پر یہ اعتماد رکھتا ہے کہ اگر عشاء کے فرض اور سنتیں پڑھ کر سو جائے تو سحری کے وقت اٹھ جائے گا اس کیلئے بہتر یہ ہے کہ وِتر رات کے آخری حصّے میں پڑھ لے وگرنہ سونے سے پہلے پڑھ لے۔

(ھمارا اسلام، وقت کا بیان، حصہ۳، ص۱۴۳)

جواب: وہ کون سے اوقات ہیں جن میں کوئی نماز جائز ہی نہیں؟

جواب: وہ تین وقت ہیں: ﴿۱﴾ طلوعِ آفتاب ﴿۲﴾ غروبِ آفتاب ﴿۳﴾ نصف النہار شرعی۔ ان تینوں وقتوں میں کوئی نماز جائز نہیں، نہ فرض نہ واجب نہ نفل نہ ادا نہ قضاء نہ سجدۂ تلاوت اور نہ ہی سجدۂ سہو، البتہ اگر اس روز عصر کی نماز نہیں پڑھی تھی تو اگر چہ آفتاب ڈوبتا ہو پڑھ لے مگر اتنی تاخیر کرنا حرام ہے، حدیث میں اس کو منافق کی نماز فرمایا۔

(بھار شریعت، اوقات مکروھہ، حصہ۳، ج۱، ص۴۵۴ وصحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ، باب استحباب التکبیر بالعصر، الحدیث ۶۲۲، ص۳۱۳)

سوال: وہ کون سے اوقات ہیں جن میں نفل نماز جائز نہیں؟

جواب: ان بارہ وقتوں میں نوافل پڑھنا منع ہے:

﴿۱﴾ طلوعِ فجر سے طلوعِ آفتاب تک ﴿۲﴾ جب اپنے مذہب کی جماعت کیلئے اقامت ہو علاوہ سنت فجر کے ﴿۳﴾ نمازِ عصر کے بعد سے آفتاب زرد ہونے تک ﴿٤﴾ غروبِ آفتاب سے مغرب کے فرض تک ﴿۵﴾ جب امام اپنی جگہ سے خطبۂ جمعہ کے لئے کھڑا ہو ﴿٦﴾ عین خطبے کے وقت ﴿۷﴾ نمازِ عیدین سے پہلے ﴿۸﴾ نمازِ عیدین کے بعد جب کہ عیدگاہ یا مسجد میں پڑھے، گھر میں پڑھنا مکروہ نہیں ﴿۹﴾ عَرَفات میں ظہر وعصر کے درمیان میں اور بعد میں بھی نفل وسنت مکروہ ہے ﴿۱۰﴾ مزدلفہ میں مغرب وعشاء کے درمیان ﴿۱۱﴾ جب کہ فرض کا وقت تنگ ہو تو ہر نماز، یہاں تک کہ سُنَّتِ فجر وظہر بھی مکروہ ہے ﴿۱۲﴾ جس بات سے دل بٹے اور اسے دفع کرسکتا ہو تو اسے دفع کیے بغیر ہر نماز مکروہ ہے، مثلاً زور کا پیشاب، پاخانہ لگتے وقت۔

(بہارشریعت، نماز کے وقتوں کا بیان، حصہ۳، ج۱، ص٤۵۵)

جماعت کا بیان

سوال: پنج وقتہ فرض نمازوں میں جماعت سے نماز پڑھنے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: ہر مسلمان، عاقل، بالغ مَرد پر جسے مسجد تک جانے میں مشقت نہ ہو جماعت سے نماز پڑھنا واجب ہے، بلا عُذرِ شرعی ایک بار بھی چھوڑنے والا ایسا فاسق ہے جسکی گواہی قبول نہیں کی جائے گی، اور اس کو سخت سزا دی جائے گی۔ اگر پڑوسی ہو اور وہ نماز کی طرف نہ بلائے تو وہ بھی گناہگار ہوگا۔ (ہمارا اسلام، جماعت کا بیان، حصہ٤، ص۲۳۳)

سوال: جُمعہ وعیدَین اور تراوِیح ووِتر میں جماعت کرنا کیسا ہے؟

جواب: جُمُعہ اورعیدَین میں جماعت شرط ہے جبکہ تراوِیح میں سُنَّتِ کفایہ ہے کہ اگر محلہ کے سب لوگوں نے ترک کی تو سب نے بُرا کیا اور اگر کچھ لوگوں نے قائم کرلی تو باقیوں کے سر سے جماعت ساقط ہوگئی اور رَمَضان کے وِتر میں جماعت قائم کرنا مستحب ہے اور سورج گہن میں سُنَّت ہے۔(ھمارا اسلام،جماعت کا بیان،حصه ٤،ص٢٣٣)

سوال: عورتوں پر نماز با جماعت واجب ہے یا نہیں؟

جواب: عورتوں کو کسی نماز میں جماعت کی حاضری جائز نہیں خواہ دن کی نماز ہو یا رات کی جُمُعہ ہو یا عیدَین خواہ وہ جوان ہوں یا بوڑھیاں۔

(ھمارا اسلام،جماعت کا بیان،حصه ٤،ص٢٣٤)

سوال: وہ کیا وجوہات ہیں جن کی وجہ سے جماعت کی حاضری معاف ہے؟

جواب: سخت بارش اور شدید کیچڑ کا حائل ہونا، سخت سردی، سخت تاریکی، آندھی کا ہونا، مال یا کھانے کے ضائع ہونے کا اندیشہ، قرض خواہ کا خوف جبکہ آدمی تنگدست ہو، ظالم کا خوف، پاخانہ، پیشاب اور رِیاح کی شدید حاجت، جب کھانا حاضر ہو اور نفس کو اس کی خواہش بھی ہو قافلہ کے چلے جانے کا اندیشہ ہو، مریض کی تیمارداری کہ اس کو تکلیف ہوگی اور وہ گھبرائے گا، یہ سب ترکِ جماعت کے لیے عُذر ہیں۔

(ھمارا اسلام،جماعت کا بیان،حصه ٤،ص٢٣٤)

سوال: وہ لوگ کون ہیں جنہیں جماعت چھوڑنے کی اجازت ہے؟

جواب: ایسا مریض جسے مسجد تک جانے میں مشقت ہو، یا جس کا پاؤں کٹ گیا ہو، یا جس پر فالج گرا ہو، یا اتنا بوڑھا کہ مسجد تک جانے سے عاجز ہو، یا نابینا اگرچہ اس کو ہاتھ پکڑ کر مسجد تک پہنچانے والا موجود ہو اور نابالغ کے ذِمہ جماعت کی حاضری لازم نہیں ہے۔

(ھمارا اسلام،جماعت کا بیان،حصه ٤،ص٢٣٤)

سوال: جماعت سے نماز پڑھنے میں کیا کیا فائدے ہیں؟

جواب: حدیث شریف میں ہے کہ جماعت سے نماز پڑھنا تنہا نماز پڑھنے سے ستائیس دَرَجے بڑھ کر ہے۔ (صحیح البخاری ، کتاب الاذان ، باب فضل صلاۃ الجماعۃ ، الحدیث:٦٤٥،ج١،ص٢٣٢) اسی طرح ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ جواللہ عزوجل کیلئے چالیس دن باجماعت نماز پڑھے اور تکبیرِ اُولیٰ پائے اس کیلئے دو آزادِیاں لکھ دی جائیں گی ایک دوزخ سے اور ایک نِفَاق سے۔ (یعنی وہ شخص منافقت سے محفوظ رہے گا۔)

(سنن الترمذی،ابواب الصلاۃ،باب ماجاء فی فضل التکبیرۃ الاولیٰ،الحدیث:٢٤١،ج١،ص٢٧٤)

ان عظیم الشان فائدوں کے علاوہ جماعت میں اور بھی بہت سی خوبیاں ہیں مثلاً مسلمانوں میں اِتحادو یک جہتی، ناواقفوں کا مسائل علمی سے واقف ہونا، ہمسایوں اور اَہلِ محلّہ کی حالت سے آگاہ ہونا، عبادت گزاروں کے فیض و بَرَکت اور ملاقات سے بہرہ وَر ہونا، اِن کے طفیل اپنی نمازوں کا قبول ہونا، حاجت مندوں اور غریبوں کا حال معلوم ہونا، دوسروں کو دیکھ کر عبادت کا ذَوق وشوق اور خدا عزوجل کی طرف رَغبت پیدا ہونا، دنیا کی آلودگیوں اور بکھیڑوں سے اتنی دیر تک محفوظ رہنا وغیرہ۔

(ھمارا اسلام،جماعت کا بیان،حصہ٤،ص٢٣٥)

سوال: جماعت میں کس طرح کھڑا ہونا چاہیے؟

جواب: مقتدی سیدھی صف بنا کر مل کر (اس طرح کھڑے ہوں کہ کندھے سے کندھا مَس ہو) دو آدمیوں کے درمیان کشادگی نہ رہ جائے (کہ شیطان بیچ میں گھس جاتا ہے،سب کے کندھے، گردنیں اور پاؤں ایک سیدھ میں ہوں۔) اور اگر مقتدی اکیلا ہو تو اِمام کے برابر دہنی جانب اس طرح کھڑا ہو کہ اِس کے پاؤں کا گٹا امام کے گٹے سے آگے نہ ہو، بائیں طرف یا

پیچھے کھڑا ہونا مکروہ ہے اور صفوں کی ترتیب یہ ہے کہ پہلے مَردوں کی صف ہو، پھر بچّوں کی اور اگر بچّہ تنہا ہو تو مردوں کی صف میں داخل ہو جائے۔ امام کو چاہیے کہ مقتدیوں کے آگے وَسط میں کھڑا ہو اگر دائیں یا بائیں جانب کھڑا ہوا تو خلافِ سُنّت کیا اور امام کے عین پیچھے وہ شخص کھڑا ہو جو جماعت میں سب سے افضل ہے۔

(ہمارا اسلام،جماعت کا بیان،حصہ٤،ص٢٣٥)

سوال: پہلی صَف میں جگہ ہوتے ہوئے پیچھے کھڑا ہونا کیسا ہے؟

جواب: پہلی صَف میں جگہ ہوتے ہوئے مقتدی کا پچھلی صف میں کھڑا ہونا ترکِ واجب، ناجائز اور گناہ ہے۔(ماخوذ از فتاوىٰ رضویہ، باب الجماعۃ،ج٧،ص٢٢٣) اور اگر پچھلی صف بھر گئی ہو اور پہلی صف میں جگہ ہو تو اس کو چیر کر جائے اور خالی جگہ میں کھڑا ہو اس کے لئے حدیث شریف میں فرمایا کہ جو صف میں کشادگی دیکھ کر اسے بند کر دے اس کی مغفرت ہو جائے گی۔(المجمع الزوائد، کتاب الصلاۃ، بابِ صلۃ الصفوف وسد الفرج، الحدیث:٢٥٠٣، ج٢،ص٢٥١) مگر یہ حکم وہاں ہے جہاں فتنہ وفساد کا احتمال نہ ہو۔ (بہار شریعت،جماعت کے مسائل،حصہ٣،ج١،ص٥٨٦)

سوال: کونسی ایسی چیزیں ہیں کہ اگر امام نہ کرے تو مقتدی بھی نہ کرے؟

جواب: وہ پانچ چیزیں ہیں کہ امام چھوڑ دے تو مقتدی بھی نہ کرے اور امام کا ساتھ دے:

﴿١﴾ عیدَین کی تکبیریں ﴿٢﴾ قعدۂ اُولیٰ ﴿٣﴾ سجدۂ تلاوت ﴿٤﴾ سجدۂ سہو اور ﴿٥﴾ قنوت، جبکہ رُکوع فوت ہونے کا اندیشہ ہو ورنہ قنوت پڑھ کر رُکوع کرے اور اگر امام نے قعدۂ اُولیٰ نہ کیا اور ابھی سیدھا کھڑا نہ ہُوا ہو تو مقتدی ابھی نہ اُٹھے بلکہ اسے بتائے تاکہ وہ واپس آئے اور اگر سیدھا کھڑا ہو گیا تو نہ بتائے کہ اب اس بتانے والے

کی نماز جاتی رہے گی بلکہ خود بھی کھڑا ہو جائے۔

(ھمارا اسلام،جماعت کا بیان،حصہ ٤،ص٢٣٦)

سوال: وہ کیا کیا چیزیں ہیں کہ اگر امام کرے تو مقتدی نہ کرے؟

جواب: وہ چار چیزیں ہیں کہ اگر امام کرے تو مقتدی اس کا ساتھ نہ دے:﴿١﴾ نماز میں کوئی رُکن زائد اَدا کرے یعنی دو رُکوع یا دو سے زائد سجدے کرنا﴿٢﴾ عیدَین کی سولہ تکبیرات سے زائد کہے﴿٣﴾ نمازِ جنازہ میں پانچ تکبیریں کہے﴿٤﴾ قعدۂ آخیرہ کے بعد پانچویں رَکعت کیلئے بھول کر کھڑا ہو جائے پھر اس صورت میں اگر پانچویں کے سجدے سے پہلے لَوٹ آیا تو مقتدی اس کا ساتھ دے اور اس کے ساتھ سجدۂ سہو کر کے سلام پھیرے اور اگر پانچویں رَکعت کا سجدہ کر لیا تو مقتدی تنہا سلام پھیر لے۔

(بھارشریعت،جماعت کا بیان، مسئلہ ٥١، حصہ٣، ج١، ص٥٩٣ و ھمارا اسلام، جماعت کا بیان، حصہ٤، ص٢٣٦)

سوال: وہ کیا کیا چیزیں ہیں کہ اگر امام ترک کر دے تو مقتدی بجالائے؟

جواب: وہ چیزیں مندرجہ ذیل ہیں:﴿١﴾ تکبیرِ تحریمہ میں ہاتھ اٹھانا﴿٢﴾ ثناء پڑھنا جبکہ اِمام فاتحہ میں ہو اور آہستہ پڑھتا ہو﴿٣﴾ رُکوع اور﴿٤﴾ سُجود کے وقت کی تکبیریں﴿٥﴾ رُکوع و سُجود کی تسبیحات﴿٦﴾ تسمیع ،یعنی سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہنا﴿٧﴾ تشہُّد پڑھنا﴿٨﴾ سلام پھیرنا﴿٩﴾ تکبیراتِ تشریق۔

(بھار شریعت،جماعت کا بیان، مسئلہ ٥٢، حصہ٣،ج١،ص٥٩٤ وھمارا اسلام، جماعت کا بیان،حصہ٤،ص٢٣٦)

سوال: فرض نماز تنہا اَدا کرتے ہوئے اگر جماعت قائم ہو جائے تو کیا کرنا چاہیے؟

جواب: اگر تنہا فرض نماز ابھی شروع ہی کی تھی یا فجر یا مغرب کی نماز ایک رَکعت پڑھ چکا تھا کہ اسی اَثناء میں جماعت شروع ہوگئی تو فوراً اپنی نماز توڑ کر جماعت میں شامل ہوجائے البتہ اگر دوسری رکعت کا سجدہ کرلیا تو اب ان دونمازوں یعنی فجر ومغرب میں توڑنے کی اجازت نہیں نماز پوری کرلے اور چار رکعت والی نماز میں واجب ہے کہ پہلی والی کے ساتھ ایک اور ملاکر پڑھے اور پھر توڑ دے اور اگر دو پڑھ لی ہوں تو تَشَہُّد پڑھ کر سلام پھیر دے کہ یہ دونوں رکعتیں نفل ہوجائیں، البتہ اگر تین پڑھ لی ہیں تو واجب ہے کہ نہ توڑے ورنہ گناہگار ہوگا بلکہ پوری کرکے نفل کی نیّت سے جماعت میں شامل ہوجائے تو جماعت کا ثواب پالے گا مگر عصر میں جماعت میں شامل نہیں ہوسکتا کہ عصر کے بعد نفل جائز نہیں۔(ھمارا اسلام، جماعت کا بیان،حصه ٤،ص ٢٣٧)

سوال: سُنَّت ونفل پڑھتے وقت اگر جماعت شروع ہوجائے تو کیا حکم ہے؟

جواب: نفل شروع کر لئے تھے تو قطع نہ کرے بلکہ دورَکعت پوری کرے اور اگر تیسری پڑھ رہا تھا تو چار پوری کرلے اور اگر جُمُعَہ اور ظہر کی سُنَّتیں پڑھ رہا تھا کہ اسی دوران میں خطبہ یا جماعت شروع ہوگئی تو اب قطع نہ کرے بلکہ چار پوری کرلے۔

(ھمارا اسلام، جماعت کا بیان،حصه ٤،ص ٢٣٧)

سوال: حاجت کے وقت نماز توڑنے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: نماز توڑنا بغیر عُذْر ہوتو حرام ہے اور ضرورتاً نماز توڑنے کے لئے بیٹھنے کی حاجت نہیں، کھڑے کھڑے ایک طرف سلام پھیر کر توڑ دے۔

(ھمارا اسلام، جماعت کا بیان،حصه ٤،ص ٢٣٧)

اِمَامَت کا بیان

سوال: امامت کے کیا معنی ہیں؟

جواب: امامت سرداری کو کہتے ہیں اور اِمام قوم کے سردار اور پیشوا کو کہتے ہیں، امامت نماز کے معنی ہیں ''مقتدی کی نماز کا امام کی نماز سے چند شرطوں کے ساتھ وابستہ ہونا۔'' جیسا کہ حدیثِ مبارکہ میں آیا ہے کہ اِمام ضامن ہوتا ہے۔ (سنن الترمذی، ابواب الصلاۃ، باب ماجاء ان الامام ضامن...الخ، الحدیث۲۰۷، ج۱، ص۲۴۹) یعنی نماز میں اِمام کے سَر پر بڑی ذِمہ داری ہوتی ہے مقتدیوں کی نمازوں کا صحیح وفاسد ہونا سب اِسی کے سَر ہے لہٰذا کسی کو مولوی صورت دیکھ کر اِمامت کیلئے آگے بڑھا دینا نادانی اور احکامِ شرع سے لاپرواہی ہے، شریعتِ مُطَہَّرہ نے اِمامت کیلئے کچھ شرطیں بھی رکھی ہیں جن کا ہر اِمام میں پایا جانا ضروری ہے۔ (ھمارا اسلام، امامت کا بیان، حصه ٤، ص۲۲۷)

سوال: شرائطِ اِمامت کیا ہیں؟

جواب: اِمام کیلئے چھ شرطیں ہیں:

﴿۱﴾ اسلام ﴿۲﴾ بلوغ ﴿۳﴾ عاقل ہونا ﴿۴﴾ مَرد ہونا ﴿۵﴾ اتنی قِراءَت جانتا ہو کہ جس سے نماز صحیح ہو جائے ﴿۶﴾ عُذر سے محفوظ ہو یعنی اسے کوئی ایسا مرض نہ ہو جس کی وجہ سے اسے معذور کہا جائے۔ (ھمارا اسلام، امامت کا بیان، حصه ٤، ص۲۲۸)

معذور کی تعریف: قطرہ آنے، رِیح خارج ہونے، زخم بہنے، دُکھتی آنکھ سے بوجہ مرض آنسو بہنے، کان، ناف، ناک، پِستان سے پانی نکلنے، پھوڑے یا ناسُور سے رَطوبت بہنے اور دَست آنے سے وُضو ٹوٹ جاتا ہے اگر کسی کو اس طرح کا مرض مسلسل جاری رہے کہ شروع سے آخر تک نماز کا پورا ایک وقت گزر گیا اور وُضو کے ساتھ نمازِ

فرض اَدا نہ کرسکا وہ شرعاً معذور ہے۔(نماز کے احکام، وضو کا طریقہ،ص۴۳)

سوال: کِن لوگوں کے پیچھے نماز مکروہِ تنزیہی ہے؟

جواب: غلام،دہقانی(کسان یا دیہاتی)،اندھے،وَلَدُ الزِّنا،اَمْرَدْ(وہ بالغ جس کی ابھی داڑھی مونچھ نہ آئی ہو)،کوڑھی،فالج کی بیماری والے،بَرَص والے جس سے لوگ کراہت و نفرت کرتے ہوں اور سَفِیْہ(یعنی ایسا بیوقوف کہ خرید وفروخت میں اکثر دھوکہ کھاتا ہو)اس قسم کے لوگوں کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہِ تنزیہی اور خلافِ اَوْلیٰ ہے اور پڑھ لیں تو حرج نہیں بلکہ اگر حاضرین میں یہی لوگ سب سے زائد مسائلِ نماز وطہارت کا علم رکھتے ہوں اور اس جماعت میں کوئی اور ان سے بہتر نہ ہو تو یہی مستحقِ اِمامت ہیں ان کی اِمامت میں کوئی کراہت نہیں اور نابینا کی اِمامت میں تو بہت ہی خفیف کراہت ہے۔

(ھمارا اسلام،امامت کا بیان،حصه٤،ص٢٢٨ و بھار شریعت،امامت کا زیادہ حقدار کون ھے،مسئله ٤٤،حصه٣،ج١،ص٥٦٩)

سوال: کن لوگوں کے پیچھے نماز مکروہِ تحریمی ہے؟

جواب: وہ بدمذہب جس کی بدمذہبی حدِّ کفر تک نہ پہنچی ہو اور فاسقِ مُعْلِن جو اِعلانیہ کبیرہ گناہ کرتا ہو جیسے شرابی، جواری، زِناکار،سودخور،چغل خور،داڑھی منڈانے والا یا خشخشی رکھنے والا یا کُتَروا کر ایک مٹھی سے کم کرنے والا یا ناچ رَنگ دیکھنے والا ،یا مولائے کائنات حضرتِ سیِّدنا مولا علی مشکل کشا کرم اللہ وجہہ الکریم کو شیخین کریمین یعنی حضرتِ سیِّدنا صدیق اکبر اور حضرتِ سیِّدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے افضل بتانے والا یا کسی صحابی مثلاً حضرت سیِّدنا امیر معاویہ وحضرت سیِّدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بُرا کہنے والا، ان میں سے کسی کو امام بنانا گناہ ہے اور ان کے پیچھے نماز مکروہِ تحریمی واجب الاعادہ ہے

یعنی جتنی پڑھی ہوں سب کا دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔

(ھمارا اسلام،امامت کا بیان،حصہ ٤،ص٢٢٨)

سوال: کن لوگوں کے پیچھے نماز بالکل نہیں ہوتی ؟

جواب: جو قِرَاءَت ایسی غلَط پڑھتا ہو جس سے معنیٰ فاسد ہوں یا وُضو یا غسل صحیح نہ کرتا ہو یا ضروریاتِ دین میں سے کسی چیز کا منکر ہو یعنی وہ بدمذہب جس کی بدمذہبی کفر کی حد تک پہنچ چکی ہو یا وہ شفاعت یا دیدارِ الٰہی عزوجل یا عذابِ قبر یا کراماً کاتبین کا انکار کرتا ہے تو ان کے پیچھے نماز باطلِ محض ہے کیونکہ نہ ان کی نماز، نماز ہے نہ اُن کے پیچھے نماز ہوتی ہے حتی کہ جُمُعہ وعیدَین میں بھی ان کی اِقتدا درست نہیں۔

(ھمارا اسلام،امامت کا بیان،حصہ ٤،ص٢٢٩)

سوال: اقتدا کی شرطیں کتنی ہیں؟

جواب: اِقتدا یعنی کسی امام کی نماز کے ساتھ اپنی نماز وابستہ کر دینا، اس کی تیرہ شرطیں ہیں اور وہ یہ ہیں:

﴿١﴾ مقتدی کو اِقتدا کی نِیَّت کرنا ﴿٢﴾ نِیَّتِ اِقتدا کا تکبیرِ تحریمہ کے ساتھ ہونا یا تحریمہ پر مقدَّم ہونا، بشرطیکہ اس صورت میں نِیَّت وتحریمہ کے درمیان کوئی فعلِ اجنبی (ایسا عمل جو منافی نماز ہو مثلاً کھانا، پینا، گفتگو وغیرہ) نہ پایا جائے ﴿٣﴾ امام و مقتدی دونوں کا ایک مکان (جگہ) میں ہونا خواہ مسجد ہو یا کوئی اور مقام ﴿٤﴾ دونوں کی نماز ایک ہو یا امام کی نماز مقتدی کی نماز کو مُتَضَمِّن ہو ﴿٥﴾ امام کی نماز کا مقتدی کے مذہب میں صحیح ہونا ﴿٦﴾ امام ومقتدی دونوں کا اُسے صحیح سمجھنا ﴿٧﴾ عورت کا نماز میں مرد کے برابر نہ ہونا (اس کی صورتیں مخصوص ہیں) ﴿٨﴾ مقتدی کا امام سے آگے نہ ہونا

﴿۹﴾امام کے اِنتقالات کاعلم ہونا یعنی امام کے ایک رُکن سے دوسرے رُکن میں جانے کو جاننا خواہ دیکھ کر یا کسی اور طرح ﴿۱۰﴾ مقتدی کو امام کا مقیم یا مسافر ہونا معلوم ہونا اگرچہ بعدِ نماز ہو﴿۱۱﴾ارکانِ نماز کی اَدامیں شریک ہونا﴿۱۲﴾ اَرکان کی بجا آوری میں مقتدی کا امام کی مانند یا کم ہونا﴿۱۳﴾اور شرائط میں مقتدی کا امام سے زائد نہ ہونا۔

(ھمارا اسلام،امامت کا بیان،حصہ ٤،ص۲۲۹)

سوال: کیا تراویح میں نابالغ بچے کو امام بنانا درست ہے؟

جواب : بالغ مرد کسی نماز میں نابالغ لڑکے کی اِقتداءنہیں کرسکتا اگرچہ نمازِ جنازہ وتراوِیح ونوافل ہی ہوں یہی صحیح ہے، ہاں ! نابالغ دوسرے نابالغوں کی اِمامت کرسکتا ہے جبکہ سمجھدار ہو۔(ھمارا اسلام،امامت کا بیان،حصہ ٤،ص ۲۳۰)

سوال: امامت کا زیادہ حقدار کون ہے؟

جواب: سب سے زیادہ مستحقِ امامت وہ سُنّی شخص ہے جو نماز وطہارت کے اَحکام کو سب سے زیادہ جانتا ہو بشرطیکہ اسے اتنا قرآن شریف یاد ہو کہ بطور مسنون پڑھے اور صحیح پڑھ سکے یعنی مخارج وغیرہ دُرست ہوں اور فَواحش یعنی بے حیائیوں اور ایسے کاموں سے بچتا ہو جو مُرُوَّت کے خلاف ہیں۔

اس کے بعد وہ شخص جو قِراءَت کا زیادہ علم رکھتا ہو اور اس کے موافق اَدا بھی کرتا ہو،اس کے بعد وہ کہ جو زیادہ پرہیز گار ہو یعنی حرام تو حرام شبہات سے بھی بچتا ہو، اس کے بعد زیادہ عمر والا ،اس کے بعد وہ جس کے اَخلاق زیادہ اچھے ہوں،اس کے بعد تہجد گزار اور اگر چند شخص ان تمام باتوں میں برابر ہوں تو ان میں جو شرعی ترجیح رکھتا ہو وہ زیادہ حقدار ہے یا پھر ان میں سے جماعت جس کو منتخب کرلے۔

ہاں! اگر کسی جگہ امام مخصوص ہو تو وہی امامت کا حقدار ہے اگرچہ حاضرین میں کوئی اس سے زیادہ علم اور زیادہ تجوید جاننے والا ہو یعنی جبکہ امام مخصوص میں شرائطِ امامت بھی پائی جاتی ہوں ورنہ وہ امامت کا اہل ہی نہیں۔

(ھمارا اسلام،امامت کا بیان،حصہ ٤،ص ٢٣٠)

سوال: جس سے لوگ ناراض ہوں اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: جس شخص کی امامت سے لوگ کسی شرعی وجہ سے ناراض ہوں تو اس کا امام بننا مکروہِ تحریمی ہے اور اگر ناراضگی کسی شرعی وجہ سے نہ ہو تو کوئی کراہت نہیں بلکہ اگر وہی اَحَق ہو تو اسی کو امام ہونا چاہیے۔(ھمارا اسلام،امامت کا بیان،حصہ ٤،ص ٢٣١)

سوال: کیا معذور بھی امامت کرسکتا ہے؟

جواب: معذور اپنے جیسوں کی یا اپنے سے زائد عُذْر والے کی امامت کرسکتا ہے کم عُذْر والے کی امامت نہیں کرسکتا اور اگر امام ومقتدی دونوں کو دو قسم کے عُذْر ہوں مثلاً ایک کو رِیاح کا مرض ہے دوسرے کو نکسیر کا تو ایک، دوسرے کی امامت نہیں کرسکتا اور اُمّی (یعنی جس کو کوئی آیت یاد نہیں اور اگر آیتیں تو یاد ہیں مگر حروف صحیح اَدا نہیں کرسکتا جس کی وجہ سے معنی فاسد ہو جاتے ہیں تو وہ بھی امی کے مثل ہے) اُمّی کا امام ہوسکتا ہے، قاری کا نہیں اور قاری سے مراد وہ شخص ہے کہ بقدر فرض قرآن صحیح پڑھ سکتا ہو، چنانچہ اگر اُمّی نے اُمّی اور قاری کی امامت کی تو کسی کی نماز نہ ہوئی، اگرچہ قاری درمیان نماز میں شریک ہُوا ہو۔

(ھمارا اسلام،امامت کا بیان،حصہ ٤،ص ٢٣١)

سوال: مقتدی کسے کہتے ہیں اور اس کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: امام کی اِقتدا میں نماز ادا کرنے والے کو مقتدی کہتے ہیں اور اس کی چار قسمیں

ہیں:

﴿۱﴾ مُدْرِک: یعنی وہ جس نے اوّل رکعت سے تشہُّد تک امام کے ساتھ نماز پڑھی۔

﴿۲﴾ لاحِق: یعنی وہ کہ امام کے ساتھ پہلی رکعت میں شریک ہوا مگر اِقتداء کے بعد اس کی کُل رکعتیں یا بعض فوت ہو گئیں، خواہ عُذْر سے ہو یا بلا عُذْر۔

﴿۳﴾ مَسْبُوْق: یعنی وہ کہ امام کی بعض رکعتیں پڑھنے کے بعد جماعت میں شامل ہوا اور آخر تک شامل رہا۔

﴿۴﴾ لاحق مسبوق: یعنی وہ کہ جسے شروع کی کچھ رکعتیں امام کے ساتھ نہ ملیں پھر جماعت میں شامل ہوا اور اس کے بعد لاحق ہو گیا۔

(ہمارا اسلام،امامت کا بیان،حصہ ٤،ص ٢٣١)

سوال: لاحق کا حکم کیا ہے؟

جواب: لاحق، مدرک کے حکم میں ہے کہ جب اپنی فوت شدہ نماز پڑھے گا تو اس میں نہ قراءَت کرے گا نہ سہو ہونے کی صورت میں سجدۂ سہو کرے گا اور اگر مسافر تھا تو نماز میں نیت اقامت سے اس کا فرض مُتغَیَّر نہ ہوگا کہ دو سے چار ہو جائے اور اپنی فوت شدہ کو پہلے پڑھے گا۔ یہ نہ ہوگا کہ امام کے ساتھ پڑھے، پھر جب امام فارغ ہو جائے تو اپنی پڑھے، مثلاً اس کو حدث ہوا اور وُضو کر کے آیا تو امام کو قعدۂ اخیرہ میں پایا تو یہ قعدہ میں شریک نہ ہوگا، بلکہ جہاں سے باقی ہے وہاں سے پڑھنا شروع کرے اس کے بعد اگر امام کو پالے تو ساتھ ہو جائے اور اگر ایسا نہ کیا بلکہ امام کے ساتھ ہو لیا پھر امام کے سلام پھیرنے کے بعد فوت شدہ پڑھی تو نماز ہو گئی مگر گناہ گار ہوا۔

(بہار شریعت،جماعت کا بیان،مسئلہ ٢٨،حصہ ٣،ج ١،ص ٥٨٩)

سوال: مسبوق کا کیا حکم ہے؟

جواب: مسبوق پہلے امام کے ساتھ ہولے پھر امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی فوت شدہ نماز پڑھے، اپنی فوت شدہ رَکعات کی اَدا میں یہ منفرد (تنہا) کے حکم میں ہے کہ جو رَکعتیں جاتی رہی تھیں ان میں قِراءَت کرے اور اگر کسی وجہ سے پہلے ثناء نہ پڑھی تھی تو اب پڑھے، قِراءَت سے پہلے اَعُوْذُ بِاللّٰہ اور بِسْمِ اللّٰہ پڑھے اور اگر فوت شدہ میں سہو ہو تو سجدۂ سہو کرے اور تَشَہُّد کے حق میں یہ رکعت، پہلی رکعت قرار نہ دی جائے گی بلکہ دوسری، تیسری، چوتھی جو شمار میں آئے، مثلاً چار رکعت والی نماز میں اسے ایک رکعت ملی تو حقِ قراءَت میں یہ جواَب پڑھتا ہے وہ پہلی ہے اور حقِ تَشَہُّد میں دوسری لہٰذا ایک رکعت فاتحہ اور سورت کے ساتھ پڑھ کر قعدہ کرے اور اس کے بعد والی میں بھی فاتحہ کے ساتھ سورت ملائے اور اس میں نہ بیٹھے، پھر اس کے بعد والی میں فاتحہ پڑھ کر رُکوع کردے اور تَشَہُّد وغیرہ پڑھ کر نماز ختم کردے اور مسبوق کو چاہیے کہ امام کے سلام پھیرتے ہی فوراً کھڑا نہ ہو بلکہ امام کے دوسری طرف سلام پھیرنے تک صبر کرے تاکہ معلوم ہو جائے کہ امام کو سجدۂ سہو تو نہیں کرنا ہے۔

(ہمارا اسلام،امامت کا بیان،حصہ ٤،ص ٢٣٢)

سوال: مسبوق اگر امام کیساتھ سلام پھیر دے تو کیا حکم ہے؟

جواب: مسبوق نے یہ گمان کر کے کہ مجھے بھی امام کے ساتھ سلام پھیرنا چاہیئے قصداً سلام پھیر دیا تو نماز فاسد ہوگئی اور اگر بُھول کر سلام پھیرا تو اگر امام کے بعد پھیرا تو سجدۂ سہو لازم ہے، اپنی نماز پوری کر کے سجدۂ سہو کرے اور اگر بالکل ساتھ ساتھ پھیرا تو پھر سجدۂ سہو نہیں فوراً کھڑا ہو جائے اور اپنی نماز پوری کرلے۔

(ہمارا اسلام،امامت کا بیان،حصہ ٤،ص ٢٣٣)

سوال: مسبوق کھڑا ہو گیا، اب امام نے سجدۂ سہو کیا تو مسبوق کیا کرے؟

جواب: اگر امام نے سلام پھیرا اور مسبوق اپنی نماز پوری کرنے کھڑا ہوا، اب امام نے سجدۂ سہو کیا تو جب تک مسبوق نے اُس رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو لَوٹ آئے اور امام کے ساتھ سجدۂ سہو کرے اور پھر اپنی پڑھے اور پہلے جو اَفعال کر چکا تھا اس کا شمار نہ ہوگا اور اگر نہ لَوٹا اور اپنی پڑھ لی تو آخر میں سجدۂ سہو کرے اور اگر اس رکعت کا سجدہ کر چکا ہے تو اب نہ لَوٹے کیونکہ اب لَوٹے گا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

(ہمارا اسلام، امامت کا بیان، حصہ ٤، ص ٢٣٣)

مفسداتِ نماز کا بیان

سوال: مفسداتِ نماز سے کیا مراد ہے؟

جواب: مفسداتِ نماز وہ چیزیں ہیں کہ اگر دورانِ نماز پائی جائیں تو انکے باعث نماز فاسد ہو جاتی ہے یعنی ٹوٹ جاتی ہے اور اسے دوبارہ صحیح طور پر اَدا کرنا ذِمّہ پر باقی رہتا ہے۔(ہمارا اسلام، مفسدات نماز کا بیان، حصہ ٤، ص ٢٣٨)

سوال: وہ کونسے اَقوال ہیں جنہیں نماز کے دوران کہنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے؟

جواب: ایسے اَقوال جنہیں نماز کے دوران کہنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے، مندرجہ ذیل ہیں ﴿١﴾ کلام کرنا، چاہے جان بوجھ کر ہو یا بھول سے، سوتے میں ہو یا بیداری میں، اپنی خوشی سے کلام کیا ہو یا کسی مجبوری کے باعث، تھوڑا ہو یا بہت ﴿٢﴾ کسی کو سلام کرنا ﴿٣﴾ زبان سے سلام کا جواب دینا ﴿٤﴾ چھینک کا جواب دینا یعنی کسی کو چھینک آنے پر یَرْحَمُکَ اللّٰہُ کہنا ﴿٥﴾ خوشی کی خبر سُن کر جواب میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہنا ﴿٦﴾ کوئی تعجب خیز چیز دیکھ کر بقصدِ جواب سُبْحَانَ اللّٰہِ یا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنا ﴿٧﴾ بُری خبر

سن کر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہنا﴿۸﴾ اَلفاظِ قرآن سے کسی کو جواب دینا یا مخاطب کرنا﴿۹﴾ اللہ عزوجل کا نامِ پاک سن کر جَلَّ جَلَالُہٗ کہنا﴿۱۰﴾ نبیٔ پاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم کا نامِ نامی اسمِ گرامی سن کر دُرُود شریف پڑھنا﴿۱۱﴾ امام کی قِراءت سن کر صَدَقَ اللّٰہُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہٗ کہنا جبکہ تینوں صورتوں میں بقصد جواب ہو﴿۱۲﴾ اَذان کا جواب دینا﴿۱۳﴾ شیطان کا نام سُن کر اس پر لعنت کرنا﴿۱۴﴾ چاند دیکھ کر رَبِّیْ وَرَبُّكَ اللّٰہُ پڑھنا ﴿۱۵﴾ بخار وغیرہ کی وجہ سے کچھ قرآن پڑھ کر دَم کرنا﴿۱۶﴾ قرآنِ کریم کی کوئی عبارت بہ نیّت شعر پڑھنا﴿۱۷﴾ دَرد یا مصیبت کی وجہ سے آہ، اُوہ، اُف وغیرہ الفاظ کہنا﴿۱۸﴾ نماز میں قرآن شریف سے دیکھ کر قرآن پڑھنا﴿۱۹﴾ صرف توریت و اِنجیل کو نماز میں پڑھنا﴿۲۰﴾ نمازی کا اپنے امام کے سوا کسی دوسرے کو لقمہ دینا﴿۲۱﴾ اپنے مقتدی کے سوا امام کا کسی دوسرے کا لقمہ لینا﴿۲۲﴾ نماز میں ایسی چیز کی دعا کرنا جس کا بندوں سے سوال کیا جاسکتا ہے﴿۲۳﴾ قرآنِ مجید یا﴿۲۴﴾ اَذکارِ نماز مثلاً تسمیع (سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ) اور تحمید (رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ) پڑھنے میں، یا تشہُّد میں ایسی غلطی کرنے سے کہ جس سے معنیٰ بگڑتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

(ھمارا اسلام، مفسدات نماز کا بیان، حصہ ٤، ص ٢٣٨)

سوال: وہ اَفعال کون کون سے ہیں جو نماز کو فاسد کر دیتے ہیں؟

جواب: وہ اَفعال مندرجہ ذیل ہیں جو نماز کو فاسد کر دیتے ہیں:

﴿۱﴾ عملِ کثیر یعنی جس کام کے کرنے والے کو دُور سے دیکھ کر گمانِ غالب ہو کہ وہ نماز میں نہیں﴿۲﴾ نماز کے دوران کُرتا یا پاجامہ پہننا یا تہ بند باندھنا ﴿۳﴾ ناپاک جگہ پر کسی حائل شے کے بغیر سجدہ کرنا﴿۴﴾ ہاتھ یا گھٹنے سجدے میں ناپاک جگہ پر رکھنا

﴿۵﴾ سِتر کھولے ہوئے نماز پڑھنا یا ﴿٦﴾ بقدرِ مانع نجاست کے ساتھ پورا رُکن ادا کرنا ﴿۷﴾ اس حالت میں تین تسبیح کا وقت گزر جانا ﴿۸﴾ نماز کے دوران اِمام سے آگے بڑھ جانا ﴿۹﴾ نماز کے اندر کھانا پینا خواہ جان بوجھ کر ہو یا بھول کر، تھوڑا ہو یا بہت، یہاں تک کہ اگر تِل بغیر چبائے نگل گیا یا کوئی قطرہ اس کے منہ میں گرا اور اُس نے نگل لیا تو نماز جاتی رہی ﴿۱۰﴾ سینہ کو (بلاعذر) قبلہ سے پھیرنا یعنی اتنا پھیرنا کہ سینہ خاص جہتِ کعبہ سے پینتالیس دَرَجے ہٹ جائے ﴿۱۱﴾ دو صفوں کی مقدار کے برابر یعنی تین قدم بِلا ضرورت ایک بار چلنا یا ہٹنا ﴿۱۲﴾ ایک نماز سے دوسری کی طرف تکبیر کہہ کر منتقل ہونا، مثلاً ظہر پڑھ رہا تھا اور عصر یا نفل کی نیّت سے اللہ اکبر کہا تو ظہر کی نماز جاتی رہی ﴿۱۳﴾ تین کلمات اِس طرح لکھنا کہ حُروف ظاہر ہوں۔ ﴿۱٤﴾ ایک رُکن میں تین بار کھجانا یا ﴿۱۵﴾ پَے دَر پَے تین بال اُکھاڑنا ﴿۱٦﴾ دَرْد اور مصیبت میں آواز سے رونا ﴿۱۷﴾ جنون یا بیہوشی کا طاری ہونا ﴿۱۸﴾ (جاگتے میں) رُکوع وسُجود والی نماز میں بالغ آدمی قہقہہ مار کر اس طرح ہنسا کہ آس پاس والوں نے سُن لیا تو اس صورت میں وُضو بھی ٹوٹ جائے گا اور نماز بھی اور اگر خود اپنی ہنسی کی آواز سُنی، آس پاس والوں نے نہ سُنی تو اس صورت میں صرف نماز ٹوٹے گی، وُضو باقی رہے گا ﴿۱۹﴾ تکبیراتِ انتقال میں اَللّٰہُ اَکْبَرُ کے اَلِف کو دَراز کرنا یعنی آللہ کہنا یا آکبر کہنا یا اَکبار کہنا اور اگر تکبیرِ تحریمہ میں ایسے کہا تو نماز شروع ہی نہ ہوئی، وغیرہ۔

(همارا اسلام، مفسدات نماز کا بیان، حصه ٤، ص ۲۳۹ و بهار شریعت، وضو توڑنے والی چیزوں کا بیان، مسئله ٤١، ٤٣، حصه ٢، ج ١، ص ٣٠٨)

سوال: مریض کی زبان سے بے اختیار آہ نکل جائے تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں؟

جواب: مریض کی زبان سے بے اختیار آہ، اُوہ وغیرہ نکلی تو نماز فاسد نہ ہوگی اِسی طرح چھینک، کھانسی، جمائی، ڈکار وغیرہ میں جتنے حروف مجبوراً نکلتے ہیں معاف ہیں یونہی جنت ودَوزخ یا مدینہ کو یاد کرتے ہوئے یہ الفاظ کہے تو نماز فاسد نہ ہوئی۔

(ھمارا اسلام، مفسدات نماز کا بیان، حصہ ٤، ص ٢٤٠)

سوال: کھنکارنے سے نماز کس وقت فاسد ہوگی؟

جواب: کھنکارنے میں جب دو حروف ظاہر ہوں جیسے ''اُحْ'' تو نماز فاسد ہوجائے گی جبکہ نہ کوئی عُذْر ہو نہ غرضِ صحیح، تو اگر عُذْر سے ہو مثلاً طبیعت کا تقاضہ ہے یا کسی صحیح غرض کیلئے ہو مثلاً آواز صاف کرنے کیلئے یا امام سے غلطی ہوگئی ہے، یا اس لئے کھنکارتا ہے کہ دوسرے شخص کو اس کا نماز میں ہونا معلوم ہوجائے تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

(ھمارا اسلام، مفسدات نماز کا بیان، حصہ ٤، ص ٢٤٠)

سوال: کیا لقمہ دینا تراوِیح کے سوا اَور نمازوں میں بھی دُرست ہے؟

جواب: جی ہاں! تراوِیح اور غیر تراوِیح سب نمازوں میں اپنے امام کو لقمہ دینا اور امام کا اپنے مقتدی سے لقمہ لینا درست ہے مگر امام کے رُکتے ہی فوراً لقمہ دینا مکروہ ہے، تھوڑی دیر ٹھہرنا چاہیئے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ امام اپنی غلطی خود دُرست کرلے، اسی طرح امام کیلئے مکروہ ہے کہ مقتدیوں کو لقمہ دینے پر مجبور کرے یعنی بار بار پڑھے یا خاموش کھڑا رہے، یہ نہ چاہیئے بلکہ چاہیئے کہ کسی دوسری سورت کی طرف منتقل ہوجائے یا کوئی دوسری آیت شروع کردے بشرطیکہ اس کا یہ وَصل (ملانا) نماز کو فاسد نہ کرے اور اگر بقدرِ حاجت پڑھ چکا ہو تو رُکوع کردے۔(ھمارا اسلام، مفسدات نماز کا بیان، حصہ ٤، ص ٢٤٠)

سوال: نمازی کے آگے سے گزرنے سے نماز فاسد ہوگی یا نہیں؟

جواب: نمازی کے آگے سے کسی کا گزرنا نماز کو فاسد نہیں کرتا خواہ گزرنے والا مَرد ہو یا عورت یا کتّا، مگر نمازی کے آگے سے گزرنا بہت سخت گناہ ہے جیسا کہ سرکارِ مدینہ، سلطانِ باقرینہ، قرارِ قلب وسینہ، فیض گنجینہ، صاحبِ معطّر پسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر کوئی جانتا کہ اپنے بھائی کے سامنے نماز میں آڑے ہوکر گزرنے میں کیا ہے تو سو برس کھڑا رہنا اِس ایک قدم چلنے سے بہتر سمجھتا۔(المؤطا للامام مالك، كتاب قصر الصلاة في السفر، باب التشديد...الخ، الحديث: ٣٧١، ج ١، ص ١٥٤)

ایک اور رِوَایت میں حضرتِ سیّدنا کعبُ الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اِرشاد ہے: نمازی کے سامنے سے گزرنے والا اگر جانتا کہ اس پر کیا گناہ ہے تو زمین میں دھنس جانے کو گزرنے سے بہتر جانتا۔(سنن ابن ماجه، كتاب اقامة الصلاة، باب المرور بين يدي المصلي، الحديث: ٩٤٦، ج ١، ص ٥٠٦ و بهار شريعت، مفسدات نماز کا بیان، مسئله ٦٩، ٧٠، حصه ٣، ج ١، ص ٦١٤)

سوال: سُتْرہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: نمازی کے آگے کسی ایسی چیز کا ہونا جس سے آڑ ہوجائے، اُسے سُتْرہ کہتے ہیں، نمازی کے آگے سُتْرہ ہو اور سُتْرہ کے آگے سے گزرا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ سُتْرہ کی مقدار یہ ہے کہ ایک ہاتھ (درمیانی انگلی کے سرے سے لے کر کہنی تک) اونچا اور انگلی کے برابر موٹا ہو اور اگر سامنے دیوار یا درخت وغیرہ ہو تو وہی سُتْرہ ہے۔

(همارا اسلام، مفسدات نماز کا بیان، حصه ٤، ص ٢٤١)

نمازِ مریض کا بیان

سوال: بیمار کیلئے کس حالت میں بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے؟

جواب: ایسا بیمار آدمی جو بیماری کی وجہ سے کھڑے ہوکر نماز نہ پڑھ سکتا ہو، یا کھڑے ہو کر پڑھنے سے ضَرر لاحق ہوگا یا مرض بڑھ جائے گا یا دیر میں اچھا ہوگا یا چکّر آتا ہے یا کھڑے ہوکر نماز پڑھنے سے قطرہ آئے گا یا بہت شدید ناقابلِ برداشت دَرْد پیدا ہوجائے گا تو ان سب صورتوں میں بیٹھ کر رُکوع وسُجُود کے ساتھ نماز پڑھے۔

(بہار شریعت،نماز مریض کا بیان،مسئلہ ۱،حصہ۳،ج ۱،ص ۷۲۰)

سوال: ایسا بیمار جو کسی چیز کا سہارا لے کر کھڑا ہوسکتا ہو، کیا وہ بھی بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہے؟

جواب: اگر کھڑے ہونے سے محض کچھ تکلیف ہوتی ہو تو یہ عُذْرِ شرعی نہیں بلکہ قیام اس وقت ساقِط ہوگا کہ جب بالکل کھڑا نہ ہوسکے لہٰذا اگر عصا کے ذریعے یا خادِم یا دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑا ہوسکتا ہے تو فرض ہے کہ کھڑا ہوکر پڑھے بلکہ اگر کچھ دیر بھی کھڑا ہوسکتا ہے اگرچہ اتنا ہی کہ کھڑا ہوکر اللہ اکبر کہہ لے تو فرض ہے کہ کھڑا ہوکر اتنا کہہ لے پھر بیٹھ جائے۔

آج کل عموماً یہ بات دیکھی جاتی ہے کہ جہاں ذرا سا بخار آیا یا خفیف سی تکلیف ہوئی فوراً بیٹھ کر نماز شروع کردی، ایسے لوگوں کو ان مسائل سے سبق حاصل کرنا چاہیے اور جتنی نمازیں باوُجود قدرتِ قیام بیٹھ کر پڑھیں اِن کا اعادہ (دوبارہ پڑھنا) فرض ہے۔

(ھمارا اسلام،نماز مریض کا بیان،حصہ ۵،ص ۳۳۰)

سوال: جو شخص بیٹھ کر بھی نماز پڑھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو وہ کیا کرے؟

جواب: اگر مریض اپنے آپ تو نہ بیٹھ سکتا ہو مگر کوئی دوسرا وہاں ہے کہ بٹھادے گا تو بیٹھ کر پڑھنا ضروری ہے اور اگر بیٹھا نہیں رہ سکتا تو تکیہ یا دِیوار یا کسی شخص پر ٹیک لگا کر پڑھے اور بیٹھ کر پڑھنے میں جس طرح آسانی ہو اُسی طرح بیٹھے اور اگر یہ بھی نہ ہوسکے تو اب

لیٹ کر نماز پڑھے۔(ھمارا اسلام،نماز مریض کا بیان،حصہ ۵،ص ۳۳۱)

سوال: مریض لیٹے لیٹے نماز کس طرح ادا کرے؟

جواب: لیٹ کر پڑھنے کی صورت یہ ہے کہ خواہ دہنی یا بائیں کروٹ پر لیٹ کر قبلہ کو منہ کرے خواہ چت لیٹ کر قبلہ کو پاؤں کرے مگر اِس صورت میں پاؤں نہ پھیلائے کہ قبلہ کی طرف پاؤں پھیلانا مکروہ ہے بلکہ گھٹنے کھڑے رکھے اور سر کے نیچے تکیہ وغیرہ رکھ کر سر کو اُونچا کرلے تاکہ منہ قبلہ کی طرف ہو جائے اور یہ صورت یعنی چت لیٹ کر پڑھنا افضل ہے اور رُکوع وسُجُود کیلئے سَر سے اِشارہ کرے اور سجدے کا اِشارہ رُکوع سے پست کرے، سجدہ کیلئے تکیہ وغیرہ کوئی چیز پیشانی کے قریب اٹھا کر اس پر سجدہ کرنا مکروہِ تحریمی ہے بلکہ اِس صورت میں اگر سجدے کیلئے رُکوع کی نسبت زیادہ سَر نہ جھکایا تو سجدہ ہوا ہی نہیں۔(ھمارا اسلام،نماز مریض کا بیان،حصہ ۵،ص ۳۳۱)

سوال: اگر بیمار سَر سے بھی اشارہ نہ کرسکے تو کیا کرے؟

جواب: اگر سَر سے بھی اِشارہ نہ کرسکے تو نماز ساقِط ہے آنکھ یا بھنْووں یا دِل کے اِشارے سے پڑھنے کی ضرورت نہیں، پھر اگر اِسی حالت میں چھ نمازوں کا وقت گزر گیا تو اُن چھ کی قضا بھی ساقِط ہے، فدیہ دینے کی بھی حاجت نہیں اور اگر چھ نمازوں کا وقت گزرنے سے پہلے صحت مند ہو گیا تو اب ان نمازوں کی قضا لازم ہے اگرچہ اتنی ہی صحت ہو کہ سَر کے اشارے سے پڑھ سکے۔(ھمارا اسلام،نماز مریض کا بیان،حصہ ۵،ص ۳۳۲)

سوال: اِشارے سے جو نمازیں پڑھی ہیں ان کا اِعادہ ہے یا نہیں؟

جواب: اِشارے سے جو نمازیں پڑھیں ہیں، صحت کے بعد ان کا اِعادہ نہیں، یونہی اگر زبان بند ہو گئی اور گونگے کی طرح نماز پڑھی پھر زبان کُھل گئی تو ان نمازوں کا بھی

اِعادہ نہیں۔(ھمارا اسلام،نماز مریض کا بیان،حصہ ۵،ص ۳۳۲)

سوال: بیماری میں جونمازیں فوت ہوئیں ان کی قضا کس طرح کرے؟

جواب: بیماری میں جونمازیں قضا ہوگئیں اب اچھا ہوکرانہیں پڑھنا چاہتاہے تو ویسے ہی پڑھے جیسے تندرست پڑھتے ہیں اور اگر صحت کی حالت میں قضا ہوئیں اور بیماری میں اُنہیں پڑھنا چاہتاہے تو جس طرح پڑھ سکتاہے پڑھے ہوجائیں گی۔صحت کی سی پڑھنا اس وقت واجب نہیں۔(ھمارا اسلام،نماز مریض کا بیان،حصہ ۵،ص ۳۳۲)

نمازِ مسافر کا بیان

سوال: شریعت میں مسافر کسے کہتے ہیں؟

جواب: شرعاً مسافر وہ شخص ہے جوتین دن کی راہ تک جانے کے اِرادے سے بستی سے باہر ہوا تین دن سے مراد یہ نہیں کہ صبح سے شام تک چلے بلکہ مراد دِن کا اکثر حصّہ ہے اسلئے کہ کھانے پینے،نماز اور دیگر ضروریات کیلئے ٹھہرنا تو ضروری ہے اور چلنے سے مراد معتدل چال ہے یعنی نہ تیز ہو نہ سُست۔(ھمارا اسلام،نماز مسافر کا بیان،حصہ ۵،ص ۳۳۲)

سوال: شرعاً مسافتِ سفر کیا ہے؟

جواب: سیدی ومرشدی اعلیٰ حضرت،امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کی تحقیق کے مطابق شرعاً سفر کی مقدار ساڑھے ستاون میل (یعنی تقریباً 92 کلو میٹر) ہے جو کوئی اتنی مقدار کا فاصلہ طے کرنے کی غرض سے اپنے شہر یا گاؤں کی آبادی سے باہر نکل آیا وہ اب شرعاً مسافر ہے۔(فتاویٰ رضویه،باب صلوة المسافر،ج۸،ص ۲۷۰)

سوال: بستی سے باہر ہونے کا کیا مطلب ہے؟

جواب: بستی سے باہر ہونے سے مراد یہ ہے کہ بستی کی آبادی سے باہر ہوجائے یعنی شہر

میں ہے تو شہر کی آبادی سے اور گاؤں میں ہے تو گاؤں کی آبادی سے باہر ہو جائے، شہر والے کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ شہر کے آس پاس جو آبادی شہر سے متصل ہے اس سے بھی باہر ہو جائے اور اگر اسٹیشن آبادی سے باہر ہوں تو اسٹیشن پر پہنچنے سے پہلے مسافر ہو جائیگا جبکہ تین دن کا اِرادہ متصل سفر کا ہو۔

(همارا اسلام، نماز مسافر کا بیان، حصه ۵، ص ۳۳۳)

سوال: وہ کیا اَحکام ہیں جو مسافر کیلئے بدل جاتے ہیں؟

جواب: نماز کا قصر ہو جانا، روزہ نہ رکھنے کا مباح ہو جانا، موزوں کے مسح کی مدّت کا تین دن تک بڑھ جانا، جُمُعَہ، عیدَین اور قربانی کا اس کے ذِمَّہ لازم نہ رہنا وغیرہ۔

(همارا اسلام، نماز مسافر کا بیان، حصه ۵، ص ۳۳۳)

سوال: نماز میں قصر کا کیا مطلب ہے؟

جواب: قصر یعنی چار رَکعت والے فرض کو دو پڑھنا، کیونکہ مسافر کے حق میں یہ دو رَکعتیں ہی پوری نماز ہے اگر قصداً چار رَکعت پڑھے گا گناہ گار ہوگا اور مستحقِ عذاب ہے کہ واجب ترک کیا لہٰذا توبہ کرے اور سُنَّت و نفل میں قصر نہیں بلکہ پوری پڑھی جائیں گی، البتہ خوف اور رَوَارَوِی (یعنی خوف اور گھبراہٹ) کی حالت میں معاف ہیں اور اَمن کی حالت میں پڑھی جائیں۔ (همارا اسلام، نماز مسافر کا بیان، حصه ۵، ص ۳۳۳)

سوال: مسافر کب تک مسافر رہتا ہے؟

جواب: مسافر اس وقت تک مسافر ہے جب تک اپنی بستی میں پہنچ نہ جائے یا آبادی میں پورے پندرہ دن ٹھہرنے کی نیّت نہ کرلے اور یہ اُس وقت ہے جب تین دن کی راہ چل چکا ہو اور اگر تین منزل پہنچنے سے پہلے اپنے وطن واپسی کا ارادہ کرلیا تو اب مسافر نہ رہا

اگرچہ جنگل میں ہو۔(بھارشریعت،نماز مسافر کا بیان،مسئلہ ۲۱،حصہ ٤،ج ۱،ص ٧٤٤)

سوال: وطن کتنی قسم کے ہوتے ہیں؟

جواب: وطن دو قسم کے ہوتے ہیں:《۱》وطنِ اصلی 《۲》وطنِ اقامت۔

وطن اصلی وہ جگہ ہے جہاں اس کی پیدائش ہے یا اس کے گھر کے لوگ وہاں رہتے ہیں یا وہاں سُکونت اِختیار کرلی اور یہ اِرادہ ہے کہ یہاں سے نہ جائے گا اور **وطن اقامت** وہ جگہ ہے جہاں مسافر نے پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کا اِرادہ کیا ہو۔

(بھارشریعت،نماز مسافر کا بیان،مسئلہ ۵۲،حصہ ٤،ج ۱،ص ٧٥٠)

سوال: کسی شخص کا اِرادہ اگر کسی جگہ پندرہ روز سے کم رہنے کا ہے،مگر کام پورا نہ ہوا اور اس نے پھر چار چھ دن اقامت کی نِیَّت کرلی تو اب اس پر قصر واجب ہے یا نہیں؟

جواب: مسافر جب کسی کام کیلئے یا ساتھیوں کے انتظار میں دو چار دن یا تیرہ چودہ دن کی نِیَّت سے ٹھہرا یا یہ ارادہ ہے کہ کام ہوجائے گا تو چلا جائے گا اور اسی طرح آجکل آجکل کرتے برسوں گزر جائیں جب بھی مسافر ہی ہے،نماز قصر پڑھے جب تک کہ اکٹھے پندرہ دن کی نیّت نہ کرے۔

(بھار شریعت، نماز مسافر کا بیان، مسئلہ ۳٦، حصہ ٤،ج ۱،ص ٧٤٧)

سوال: اگر مسافر نے چار رَکعت والی نماز پوری پڑھ لی تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر سہواً (بھول سے) ایسا ہوگیا تو آخر میں سجدۂ سہو کرلے،دو فرض ہوجائیں گے اور دو نفل اور اگر قصداً چار پڑھیں اور دو پر قعدہ کیا تو فرض اَدا ہوگئے اور آخری دو رَکعتیں نفل ہوئیں مگر گناہ گار ہوا اور اگر دو رَکعت پر قعدہ نہ کیا تو فرض اَدا نہ ہوئے اور وہ نماز نفل ہوگئی فرض دوبارہ پڑھے۔(ھمارا اسلام، نماز مسافر کا بیان،حصہ ۵،ص ۳۳٤)

سوال: مسافرمقیم کی اِقتداء کرسکتا ہے یانہیں؟

جواب: نماز کا وَقت ختم ہونے پر مسافر مقیم کی اِقتداء نہیں کرسکتا وقت میں کرسکتا ہے اور اِس صورت میں مسافر کے فرض بھی چار ہوجائیں گے، یہ حکم صرف چار رَکعت والی نماز کا ہے لہٰذا جن نمازوں میں قصر نہیں ان میں وقت اور بعدِ وقت دونوں صورتوں میں اِقتداء کرسکتا ہے۔(ہمارا اسلام،نماز مسافر کا بیان،حصہ ۵،ص ۳۳۵)

سوال: مقیم مسافر کی اَقتداء کرسکتا ہے یانہیں؟

جواب: اَداوقضاء دونوں میں مقیم مسافر کی اِقتداء کرسکتا ہے وہ اس طرح کہ چار رَکعت والی نماز میں امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی دو رَکعتیں پڑھ لے اوران رَکعتوں میں قِرَاءَت بالکل نہ کرے بلکہ بقدرِ فاتحہ چپ کھڑا رہے،البتہ اس صورت میں امام کو چاہیے کہ نماز شروع کرتے وقت اپنا مسافر ہونا ظاہر کردے اوراگر شروع میں نہ کہا تو بعد میں کہہ دے اور شروع میں کہہ دیا ہے جب بھی بعد میں کہہ دے کہ اپنی نمازیں پوری کرلو میں مسافر ہوں تاکہ جولوگ اس وقت موجود نہ تھے انہیں بھی امام کا مسافر ہونا معلوم ہوجائے۔(ہمارا اسلام،نماز مسافر کا بیان،حصہ ۵،ص ۳۳۵)

سوال: مسافر چلتی ریل گاڑی میں نماز پڑھ سکتا ہے یانہیں؟

جواب: چلتی رَیل گاڑی پر فرض وواجب وسُنَّتِ فجر نہیں ہوسکتے، ہاں نفل اوردوسری نمازیں ہوسکتی ہیں اس لئے کہ فرائض وغیرہ میں جگہ کا ایک رہنا اور نمازی کا قبلہ رُخ ہونا شرط ہے اور چلتی ہوئی رَیل میں یہ دونوں باتیں مفقود ہیں لہٰذا جب گاڑی اسٹیشن پر ٹھہر جائے اس وقت یہ نمازیں پڑھے،وُضو وغیرہ کا اِہتمام پہلے سے رکھے اوراگر دیکھے کہ وقت جاتا ہے تو جس طرح بھی ممکن ہو پڑھ لے پھر جب موقع ملے اِعادہ کرلے کہ جہاں

مِنْ جِھَۃِ الْعِبَاد (بندوں کی طرف سے) کوئی رُکن یا شرط مفقود ہو اُس کا یہی حکم ہے، رَیل گاڑی کو جہاز اور کشتی کے حکم میں تصور کرنا غلَطی ہے کیونکہ کشتی اگر ٹھہرائی بھی جائے جب بھی زمین پر نہ ٹھہرے گی جبکہ رَیل گاڑی ایسی نہیں اور کشتی پر بھی اُسی وقت نماز جائز ہے جب وہ بیچ دریا میں ہو، اگر کنارے پر ہو اور آدمی خشکی پر آ سکتا ہو تو اس (کشتی) پر بھی نماز جائز نہیں ہے۔(ھمارا اسلام،نماز مسافر کا بیان،حصہ۵،ص۳۳۵)

نمازِ جُمُعَہ کا بیان

سوال: جُمُعَہ کی نماز فرضِ عین ہے یا فرضِ کفایہ؟

جواب: جُمُعَہ کی نماز فرضِ عین ہے اور اس کی فرضیت ظہر سے زیادہ مؤکَّد ہے یعنی ظہر کی نماز سے اس کی تاکید زیادہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو تین جُمُعے سُستی کی وجہ سے چھوڑے اللہ عزوجل اس کے دل پر مہر کر دے گا۔(سنن الترمذی، کتاب الجمعة، باب ما جاء فی ترك الجمعة...الخ،الحدیث ۵۰۰،ج۲،ص۳۸) ایک رِوایت میں ہے کہ وہ منافق ہے اور اللہ عزوجل سے اُسے کوئی تعلق نہیں (الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الایمان،باب ماجاء فی الشرك والنفاق، الحدیث ۲۵۸، ج۱، ص۲۳۷) چونکہ اس کی فرضیت کا ثبوت دلیلِ قطعی سے ہے لہٰذا اس کو فرض نہ ماننے والا کافر ہے۔

(ھمارا اسلام،نماز مسافر کا بیان،حصہ۵،ص۳۳۶ وپ۲۸،الجمعة:۹)

سوال: جُمُعَہ ادا کرنے کیلئے کتنی شرطیں ہیں؟

جواب: جُمُعَہ پڑھنے کیلئے چھ شرطیں ہیں کہ اِن میں سے ایک شرط بھی مفقود ہو (نہ پائی جائے) تو جُمُعَہ نہ ہوگا ﴿۱﴾ شہر یا شہر کے قائم مقام بڑے گاؤں یا قصبہ یعنی وہ جگہ جہاں متعدد کُوچے اور بازار ہوں اور وہ ضلع یا ضلع کا حصہ ہو اور وہاں کوئی ایسا حاکم مقرر ہو جو

کہ ظالم سے مظلوم کیلئے انصاف لے سکے، اسی طرح شہر کے آس پاس کی وہ جگہ جو شہر کی مصلحتوں کیلئے بنائی جاتی ہے جسے فِنائے مصر کہتے ہیں جیسے قبرستان، فوج کے رہنے کی جگہ، کچہریاں، اسٹیشن وغیرہ، وہاں جُمُعَہ جائز ہے اور چھوٹے گاؤں میں جُمُعَہ جائز نہیں تو جولوگ شہر کے قریب گاؤں میں رہتے ہیں انہیں چاہیے کہ شہر میں آکر جُمُعَہ پڑھیں ﴿۲﴾ سلطانِ اِسلام یااس کا نائب جسے جُمُعَہ قائم کرنے کا حکم دیا، تو جہاں اسلامی سلطنت نہ ہو وہاں جو سب سے بڑا فقیہ سُنّی صحیح العقیدہ ہو، اَحکامِ شریعت جاری کرنے میں سلطانِ اسلام کے قائم مقام ہوتا ہے لہٰذا وہی جُمُعَہ قائم کرے اور یہ بھی نہ ہو تو عام لوگ جس کو امام بنائیں وہی جُمُعَہ قائم کرے، ہاں! عالمِ دین کے ہوتے ہوئے عوام بطورِ خود کسی کو امام نہیں بنا سکتے، نہ ہی یہ ہوسکتا ہے کہ دو چار شخص کسی کو امام مقرر کرلیں، ایسا جُمُعَہ کہیں سے ثابت نہیں ﴿۳﴾ وقتِ ظہر ہونا یعنی وقتِ ظہر میں نماز پوری ہو جائے تو اگر نماز کے دوران اگرچہ تَشَہُّد کے بعد سلام پھیرنے سے پہلے عصر کا وقت آگیا تو جُمُعَہ باطل ہو گیا لہٰذا اَب ظہر کی قضا پڑھیں ﴿۴﴾ خطبۂ جُمُعَہ کا ہونا اور اِس میں شرط یہ ہے کہ وقت میں ہو اور نماز سے پہلے ہو اور ایسی جماعت کے سامنے ہو جو جُمُعَہ کیلئے شرط ہے اور اتنی آواز سے ہو کہ پاس والے سن سکیں اگر کوئی اَمر مانع نہ ہو اور خطبہ و نماز میں اگر زیادہ فاصلہ ہو جائے تو وہ خطبہ کافی نہیں ﴿۵﴾ جماعت، یعنی خطیب کے علاوہ کم سے کم تین مرد ہوں ﴿۶﴾ عام اجازت ہونا یعنی مسجد کا دروازہ کھول دیا جائے کہ جس مسلمان کا جی چاہے آئے کسی کی روک ٹوک نہ ہو۔ (ھمارا اسلام، نماز جمعه کا بیان، حصه ٥، ص ٣٣٦)

سوال: خطبہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: خطبہ ذکرِ الٰہی عزوجل کا نام ہے اگرچہ صرف ایک بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ یا سُبْحٰنَ اللّٰہِ یا

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کہا فرض اَدا ہوگیا مگر اتنے ہی پر اِکتفاء کرنا مکروہ ہے اور چھینک آئی اور اس پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہا یا تعجب کے طور پر سُبْحَانَ اللہ یا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کہا تو فرض اَدا نہ ہوا۔(بہار شریعت، جمعہ کا بیان، مسئلہ ۲۱،۲۲، حصہ ٤، ج ۱، ص ۷٦۷)

سوال: خطبہ کی سُنَّتیں کیا ہیں بیان کریں؟

جواب: خطبہ میں یہ چیزیں سنت ہیں﴿۱﴾خطیب کا پاک ہونا﴿۲﴾کھڑا ہونا﴿۳﴾خطبہ سے پہلے خطیب کا بیٹھنا﴿٤﴾خطیب کا منبر پر ہونا اور﴿۵﴾سامعین کی طرف مونھ اور﴿٦﴾قبلہ کو پیٹھ کرنا اور بہتر یہ ہے کہ منبر محراب کی بائیں جانب ہو﴿۷﴾حاضرین کا متوجہ بامام ہونا﴿۸﴾خطبہ سے پہلے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ آہستہ پڑھنا﴿۹﴾اتنی بلند آواز سے خطبہ پڑھنا کہ لوگ سنیں﴿۱۰﴾اَلْحَمْدُ سے شروع کرنا﴿۱۱﴾اللہ عزوجل کی ثنا کرنا﴿۱۲﴾اللہ عزوجل کی وحدانیت اور رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی شہادت دینا﴿۱۳﴾حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا﴿۱٤﴾کم سے کم ایک آیت کی تلاوت کرنا﴿۱۵﴾پہلے خطبہ میں وعظ و نصیحت ہونا﴿۱٦﴾دوسرے میں حمد وثنا و شہادت و درود کا اعادہ کرنا﴿۱۷﴾دوسرے میں مسلمانوں کے لیے دُعا کرنا﴿۱۸﴾دونوں خطبے ہلکے ہونا﴿۱۹﴾دونوں کے درمیان بقدر تین آیت پڑھنے کے بیٹھنا۔

(بہار شریعت، جمعہ کا بیان، مسئلہ ۲۵، حصہ ٤، ج ۱، ص ۷٦۷)

سجدۂ تلاوت کا بیان

سوال: سجدۂ تلاوت کسے کہتے ہیں اور اس کا مسنون طریقہ کیا ہے؟

جواب: قرآنِ کریم میں چودہ مقامات ایسے ہیں جن کی تلاوت کرنے یا کسی تلاوت کرنے والے سے سننے سے سجدہ واجب ہوجاتا ہے، اسے سجدۂ تلاوت کہتے ہیں اور اس

کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ کھڑا ہو کر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتا ہوا سجدہ میں جائے اور کم سے کم تین بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہے پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتا ہوا کھڑا ہو جائے۔ اگر سجدہ سے پہلے یا بعد میں کھڑا نہ ہوا یا اَللّٰہُ اَکْبَرُ نہ کہا یا سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی نہ پڑھا تو اس صورت میں سجدہ تو ہو جائے گا مگر تکبیر نہ چھوڑنا چاہئے کیونکہ اس طرح کرنا ہمارے سلف کے طریقہ کے خلاف ہے اور سجدۂ تلاوت کیلئے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے وقت ہاتھ اٹھانا نہیں ہے اور نہ ہی اس میں تَشَہُّد ہے اور نہ سلام اور اس کی نِیَّت اس طرح کرے کہ میں اللہ عزوجل کے لیے سجدۂ تلاوت کرتا ہوں۔

(ھمارا اسلام، سجدہ تلاوت کا بیان، حصہ ۵، ص ۳۲۷، ۳۲۸)

سوال: سجدۂ تلاوت کب اور کس پر واجب ہوتا ہے اور اس کی شرائط کیا ہیں؟

جواب: ایسا عاقل و بالغ مسلمان جو کہ نماز کا اہل ہو یعنی اَدا یا قضا کا اُسے حکم ہو، تو آیت سجدہ پڑھنے یا سننے سے اس پر سجدۂ تلاوت واجب ہو جاتا ہے بشرطیکہ یہ پڑھنا یا سننا اتنی آواز سے ہو کہ اگر کوئی عُذْر نہ ہو تو خود سن سکے اور سننے والے پر بلا قصد سننے سے بھی واجب ہو جاتا ہے۔

سجدۂ تلاوت کیلئے تکبیرِ تحریمہ کے سوا وہی تمام شرائط ہیں جو نماز کیلئے ہیں مثلاً طہارت، استقبالِ قبلہ، نِیَّت، سِترِ عورت اور اگر نماز میں آیتِ سجدہ پڑھی تو اس کا سجدہ نماز ہی میں فوراً واجب ہے، یہ سجدہ نماز کے باہر نہیں ہو سکتا اور اگر جان بوجھ کے نہ کیا تو گناہ گار ہوا، توبہ لازم ہے، ہاں! اگر آیت پڑھنے کے فوراً بعد نماز کا سجدہ کر لیا یعنی آیتِ سجدہ پڑھنے کے بعد تین آیت سے زیادہ نہ پڑھا اور رُکوع کر کے سجدہ کر لیا تو اگرچہ سجدۂ تلاوت کی نیت نہ ہو اَدا ہو جائے گا۔

(ھمارا اسلام، سجدہ تلاوت کا بیان، حصہ ۵، ص ۳۲۷، ۳۲۸)

سوال: وہ کونسے مقامات ہیں جن کی تلاوت یا سماعت سے سجدۂ تلاوت واجب ہوتا ہے؟

جواب: ہم حَنفیوں کے نزدیک تمام قرآن شریف میں سجدہ کی چودہ آیتیں ہیں چار نصفِ اوّل میں اور دس نصفِ آخر میں اور وہ جو سورۂ حج کی آخر آیت جس میں سجدے کا ذکر ہے، اس کے پڑھنے یا سننے سے سجدہ واجب نہیں کیونکہ اس میں سجدہ سے نماز کا سجدہ مراد ہے۔ وہ چودہ مقامات یہ ہیں:

﴿۱﴾(پ۹،الاعراف:۲۰۶) ﴿۲﴾(پ۱۳،الرعد:۱۵) ﴿۳﴾(پ۱۴،النحل:۵۰)
﴿۴﴾(پ۱۵، بنیٓ اسرآءیل:۱۰۹) ﴿۵﴾(پ۱۶، مریم: ۵۸) ﴿۶﴾(پ۱۷، الحج:۱۸)
﴿۷﴾(پ۱۹، الفرقان: ۶۰) ﴿۸﴾(پ۱۹، النمل:۲۶) ﴿۹﴾ (پ۲۱، السجدۃ:۱۵)
﴿۱۰﴾(پ۲۳،صٓ:۲۵)﴿۱۱﴾(پ۲۴،حٰمٓ السجدۃ:۳۸)﴿۱۲﴾(پ۲۷،النجم:۶۲)
﴿۱۳﴾(پ۳۰،الانشقاق:۲۱) ﴿۱۴﴾(پ۳۰، العلق:۱۹)

(ھمارا اسلام، سجدہ تلاوت کا بیان، حصہ۵، ص۳۲۷ و بھار شریعت، سجدہ تلاوت کا بیان،مسئلہ ۱،حصہ۴،ج۱،ص۷۲۶)

سوال: سجدۂ تلاوت میں تاخیر جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اگر آیتِ سجدہ نماز کے علاوہ پڑھی تو فوراً سجدہ کر لینا واجب نہیں، ہاں! بہتر ہے کہ فوراً کر لے اور وُضو ہو تو تاخیر کرنا مکروہِ تنزیہی ہے لیکن اگر کسی وجہ سے اُس وقت سجدہ نہ کر سکے تو تلاوت کرنے والے اور سننے والے کو یہ کہہ لینا مستحب ہے: **سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۤ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَیْكَ الْمَصِیْرُ** ﴿۲۸۵﴾ (پ۳،البقرۃ:۲۸۵)(بھار شریعت، سجدہ تلاوت کا بیان،مسئلہ ۲۸،۲۹،حصہ۴،ج۱،ص۷۳۳)

سوال: سجدۂ تلاوت کن چیزوں سے فاسد ہو جاتا ہے؟

جواب: جو چیزیں نماز کو فاسد کرتی ہیں ان سے سجدہ بھی فاسد ہو جائے گا مثلاً قہقہہ لگانا، کلام وغیرہ کرنا۔(بهار شريعت،سجده تلاوت كا بيان،مسئله ۲۱،حصه٤،ج١،ص ۷۳۱)

سوال: آیتِ سجدہ بار بار تلاوت کی جائے تو کتنے سجدے واجب ہوں گے؟

جواب: ایک مجلس میں سجدہ کی ایک آیت کو بار بار سنا، یا پڑھا تو ایک ہی سجدہ واجب ہوگا اگر چہ چند لوگوں سے سنا ہو اور اگر پڑھنے والے یا سننے والے کی مجلس بدل جائے تو جس کی مجلس بدل جائے اس پر اتنے ہی سجدے واجب ہوں گے، جتنی بار آیتِ سجدہ پڑھی جائے اور ایک مجلس میں سجدے کی چند آیتیں پڑھیں یا سنیں تو اتنے ہی سجدے کرے، ایک کافی نہیں۔(همارا اسلام،سجده تلاوت كا بيان،حصه٥،ص۳۲۹)

سوال: تلاوت میں آیتِ سجدہ کو چھوڑ دینا کیسا ہے؟

جواب: پوری سورت پڑھنا اور سجدۂ تلاوت والی آیت کو چھوڑ دینا مکروہِ تحریمی ہے صرف آیتِ سجدہ پڑھنے میں کراہت نہیں۔ علماءِ کرام فرماتے ہیں کہ کسی مقصد کیلئے ایک مجلس میں سجدہ کی سب آیتیں پڑھ کر سجدہ کرے اللہ عزوجل اس کا مقصد پورا فرمائے گا خواہ ایک ایک آیت پڑھ کر سجدہ کرتا جائے یا سب کو پڑھ کر آخر میں چودہ سجدے کرلے۔

(همارا اسلام،سجده تلاوت كا بيان،حصه٥،ص۳۲۹)

سوال: اگر آیتِ سجدہ ہجّے کر کے پڑھی تو سجدہ واجب ہوگا یا نہیں؟

جواب: آیت کے ہجّے کرنے یا ہجّے سننے سے سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوتا یونہی جنگل یا پہاڑ وغیرہ میں آواز گونجی اور بالکل ویسی ہی آواز کان میں آئی جیسی کہ آیت کی تھی تو سجدہ واجب نہیں ہوگا۔(همارا اسلام،سجده تلاوت كا بيان،حصه٥،ص۳۲۹)

سوال: تلاوت کرنے والا آیتِ سجدہ آہستہ پڑھے تو کیسا ہے؟

جواب: اگر سننے والوں کے بارے میں یہ معلوم نہ ہو کہ سجدہ کرنے پر آمادہ ہیں یا نہیں تو آہستہ پڑھنا جائز ہے، بلکہ یہی بہتر ہے اور اگر سجدہ ان پر بَار نہ ہو تو آیتِ سجدہ بلند آواز سے پڑھنا بہتر ہے۔(ھمارا اسلام، سجدہ تلاوت کا بیان، حصہ ٥، ص ٣٣٠)

سوال: سجدۂ شکر کسے کہتے ہیں اور اس کا حکم کیا ہے؟

جواب: سجدۂ شکر مثلاً اَولاد پیدا ہوئی یا مال پایا یا گمشدہ چیز مل گئی یا مریض نے شفا پائی یا مُسافر واپس آیا، غرض کسی نعمت پر سجدہ کرنا مستحب ہے اور اس کا وہی طریقہ ہے جو سجدۂ تلاوت کا ہے۔(بہار شریعت، سجدہ تلاوت کا بیان، مسئلہ ٦٣، حصہ ٤، ج ١، ص ٧٣٨)

روزی کا ایک سبب

نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کی حیاتِ ظاہری کے دَورِ اقدس میں دو بھائی تھے، جن میں ایک کسب (کام کاج) کرتے اور دوسرے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کی خدمتِ بابرکت میں (علم دین سیکھنے کیلئے) حاضر ہوتے، (ایک روز) کمانے والے بھائی نے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم سے اپنے بھائی کی شکایت کی (یعنی اس نے سارا بوجھ مجھ پر ڈال دیا ہے، اس کو میرے کام کاج میں ہاتھ بٹانا چاہیے) تو مدینے کے سلطان، رحمتِ عالمیان، سرورِ ذیشان صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: لَعَلَّكَ تُرْزَقُ بِهٖ ''کیا عجب کہ تجھے اس کی برکت سے رزق ملے۔''

(سنن الترمذی، حدیث ٢٣٤٥، ص ١٨٨٧ و اشعة اللمعات، ج ٤، ص ٢٦٢)

مَیِّت کا بیان

سوال: موت کسے کہتے ہیں اور موت کے وقت کیا نظر آتا ہے؟

جواب: ہر شخص کی جتنی عمر مقرر ہے اس سے کچھ بھی کم یا زیادہ نہ ہوگی جب وہ عمر پوری ہوجاتی ہے تو مَلَکُ الموت (موت کا فرشتہ) یعنی حضرت سیِّدنا عزرائیل علیہ السلام قبضِ روح کیلئے تشریف لاتے ہیں اور اس کی روح نکال لیتے ہیں اِسی کا نام مَوْت ہے اور جہاں تک نظر کام کرتی ہے مرنے والے کو اپنے دائیں بائیں فرشتے ہی فرشتے دکھائی دیتے ہیں۔ مسلمان کے آس پاس رحمت کے فرشتے نظر آتے ہیں جبکہ کافر کے دائیں بائیں عذاب کے فرشتے ہوتے ہیں۔ مسلمان آدمی کی روح فرشتے عزت کے ساتھ لے جاتے ہیں اور کافر کی روح کو ذِلّت اور حقارت (نفرت) سے لے جاتے ہیں۔

(ہمارا اسلام، موت و قبر کا بیان، حصہ ۲، ص ۶۳)

سوال: جان کنی کی علامات کیا ہیں اور اس وقت کیا کرنا چاہیے؟

جواب: جاں کنی کی کچھ علامات یہ ہیں: پاؤں کا سُست ہوجانا کہ کھڑا نہ ہوسکے، ناک کا ٹیڑھا ہوجانا، دونوں کنپٹیوں کا بیٹھ جانا، منہ کی کھال کا سخت ہوجانا وغیرہ۔

پھر جب موت کا وقت قریب آجائے اور مذکورہ علامات نظر آنا شروع ہوجائیں تو سُنَّت یہ ہے کہ مَیِّت کا منہ قبلہ کی طرف کردیں اور اگر قبلہ کی طرف کرنا دشوار ہو یعنی اس کو تکلیف ہوتی ہو تو جس حالت پر ہے چھوڑ دیں اور جب تک روح گلے تک نہ آئے اُسے تلقین کریں یعنی اُس کے پاس بلند آواز سے کلمۂ طیّبہ یا کلمۂ شہادت پڑھیں مگر اُس مرنے والے کو اس کے کہنے کا حکم نہ کریں پھر جب اس نے کلمہ پڑھ لیا تو اب تلقین موقوف کردیں، ہاں! اگر کلمہ پڑھنے کے بعد اُس نے پھر کوئی بات کی تو پھر تلقین کریں تا کہ

اس کا آخری کلام: "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہو۔

خوشبو اُس کے پاس رکھیں مثلاً لوبان یا اگربتیاں سلگا دیں، سورۂ یٰسین شریف کی تلاوت کریں، مکان میں کوئی تصویر یا کتا وغیرہ ہو تو اس کو فوراً نکال دیں کیونکہ جہاں یہ چیزیں ہوتی ہیں وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آتے، اس وقت اُس کے پاس نیک اور پرہیزگار لوگ رہیں تو بہت بہتر ہے تاکہ نزع کے وقت اپنے اور اس کیلئے دعائے خیر کرتے رہیں، کوئی بُرا کلمہ زبان سے نہ نکالیں، نزع میں سختی دیکھیں تو سورۂ یٰسین اور سورۂ رعد کی تلاوت کریں۔ (ھمارا اسلام، میت کا بیان، حصہ ۵، ص ۳۴۵)

سوال: جب دم نکل جائے تو کیا کرنا چاہئے؟

جواب: جب روح نکل جائے تو ایک چوڑی پٹی جبڑے کے نیچے سے سر پر لے جا کر گرہ لگا دیں تاکہ منہ کھلا نہ رہے۔ نہایت نرمی اور شفقت سے میّت کی آنکھیں بند کر دیں۔ انگلیاں اور ہاتھ پاؤں سیدھے کر دیں۔ آنکھیں بند کرتے وقت یہ دعا پڑھیں:

بِسْمِ اللّٰہِ وَ عَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ یَسِّرْ عَلَیْہِ اَمْرَہٗ وَ سَھِّلْ عَلَیْہِ مَا بَعْدَہٗ وَ اَسْعِدْہُ بِلِقَآئِکَ وَ اجْعَلْ مَا خَرَجَ اِلَیْہِ خَیْرًا مِّمَّا خَرَجَ عَنْہُ

اللہ عزوجل کے نام کے ساتھ اور رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مِلّت پر، اے اللہ! عزوجل تو اس کے کام کو اس پر آسان کر اور اس کے مابعد کو اس پر سہل کر اور اپنی ملاقات سے تو اسے نیک بخت کر اور اس کی آخرت اس کیلئے دنیا سے بہتر کر۔

پھر اسکے پیٹ پر لوہا یا گیلی مٹی یا کوئی اور بھاری چیز رکھ دیں تاکہ پیٹ پھول نہ جائے مگر وہ زیادہ وزنی نہ ہو کہ باعثِ تکلیف ہے۔ میّت کو چارپائی وغیرہ کسی اونچی چیز پر رکھیں کہ زمین کی سیل نہ پہنچے۔ اگر اسکے ذِمّہ قرض وغیرہ ہو تو جلد از جلد اَدا کر دیں۔

پڑوسیوں اور اس کے دوست اَحباب کو اطلاع دیں تا کہ نمازیوں کی کثرت ہو اور غُسل وکفن ودَفن میں جلدی کریں کیونکہ حدیث شریف میں اس کی بہت تاکید آئی ہے۔

(بھارشریعت،موت آنے کا بیان،مسئلہ ۵تا۸،۱۰، ۱۲،۱۳،حصہ ٤، ج ۱، ص۸۰۸تا۸۱۰

وھمارا اسلام،میت کا بیان،حصہ ۵،ص ۳٤٦)

سوال: مِیّت کے پاس تلاوتِ قرآن مجید وغیرہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب: مِیّت کے پاس تلاوتِ قرآن مجید اس وقت جائز ہے جب کہ اس کا تمام بدن کپڑے سے چھپا ہوا ہو اور تسبیح اور دوسرے اَذکار میں تو کوئی حرج نہیں۔

(بھار شریعت،موت آنے کا بیان،مسئلہ ۱۱،حصہ ٤،ج ۱،ص ۸۰۹)

سوال: مِیّت کو غُسل دینے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: مِیّت کو غُسل دینا یعنی نہلانا فرضِ کفایہ ہے کہ اگر بعض لوگوں نے غُسل دے دیا تو سب سے ساقِط ہو گیا اور باوجود علم کسی نے غُسل نہ دیا تو سب پر گناہ ہوا۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ جس چارپائی یا تخت یا تختہ پر نہلانے کا اِرادہ ہو اُس کو تین یا پانچ یا سات بار خوشبودار دُھونی دیں یعنی جس چیز میں وہ خوشبو سلگتی ہو اُسے اتنی بار اس کے گرد پھرائیں اور پھر اُس پر مِیّت کو لٹادیں اور ناف سے لے کر گھٹنوں سمیت حصۂ بدن کسی کپڑے سے چھپادیں۔ مستحب یہ ہے کہ جس جگہ غسل دیں وہاں پردَہ کرلیں کہ نہلانے والے اور اس کے مدَدگار کے سوا کوئی نہ دیکھے۔ اب نہلانے والا جو باطہارَت ہو اپنے ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر پہلے مِیّت کو اِستنجاء کرائے پھر نماز کا سا وُضو کرائے مگر مِیّت کے وُضو میں پہنچوں تک ہاتھ دھونا، کلّی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا نہیں ہے لہٰذا پہلے مِیّت کا منہ اور پھر کہنیوں سمیت دونوں ہاتھ دھوئیں پھر مِیّت کے سر کا مسح کریں پھر پاؤں دھوئیں اور

کسی کپڑا یا روئی کی پھریری بھگو کر میِّت کے دانتوں، مسوڑھوں، ہونٹوں اور نتھنوں پر پھیر دیں پھر سر اور داڑھی کے بال ہوں تو گُل خیرو (ایک نیلے رنگ کا پھول جو بطور دوا استعمال ہوتا ہے) یا بیسن یا کسی اور پاک چیز مثلاً اِسلامی کارخانے کے بنے ہوئے صابن سے دھوئیں ورنہ خالی پانی بھی کافی ہے پھر میِّت کو بائیں کروٹ پر لٹا کر سَر سے پاؤں تک بیری کے پتّوں کا جوش دیا ہوا پانی اس طرح بہائیں کہ تختہ تک پہنچ جائے پھر داہنی کروٹ پر لٹا کر اسی طرح کریں اور بیری کے پتے جوش دیا ہوا پانی نہ ہو تو خالص پانی نیم گرم کافی ہے پھر میِّت کو ٹیک لگا کر بٹھائیں اور نرمی کے ساتھ پیٹ پر نیچے کو ہاتھ پھیریں اگر کچھ نکلے تو دھو ڈالیں وُضو و غُسل کا اِعادہ نہ کریں پھر آخر میں سر سے پاؤں تک کافور کا پانی بہائیں پھر اس کے بدن کو کسی پاک کپڑے سے آہستہ پونچھ لیں۔ یاد رَہے کہ ایک مرتبہ سارے بدن پر پانی بہانا فرض ہے اور تین بار سُنَّت۔

(بھار شریعت،میت کے نھلانے کا بیان،مسئلہ ۱،۲،حصہ ٤،ج ۱،ص ۸۱۰ وھمارا اسلام،میت کا بیان،حصہ ۵،ص ۳٤۷)

مد ینہ: مزید معلومات کیلئے امیرِ اہلسنت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا **محمد الیاس** عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ کا تحریر کردہ رسالہ **''مدنی وصیت نامہ''** ملاحظہ فرمائیں۔

سوال: میِّت کو غُسل دینے والا شخص کیسا ہونا چاہیے؟

جواب: سب سے بہتر یہ ہے کہ غُسل دینے والا میِّت کا اِنتہائی قریبی رِشتہ دار ہو، وہ نہ ہو یا نہلانا نہ جانتا ہو تو کوئی اور ایسا شخص جو متّقی اور اَمانت دار ہو پوری طرح غُسل دے اور جو اچھی بات دیکھے تو اُسے لوگوں کے سامنے بیان کرے اور بُری بات دیکھے تو اسے کسی سے نہ کہے، ہاں! اگر کوئی بد مذہب بدعقیدہ مرا اور اُس کی کوئی بری بات ظاہر ہوئی

تو اس کو بیان کر دینا چاہئے تا کہ لوگوں کو عبرت ہو، مَرد کو مَرد نہلائے، عورت کو عورت، اگر میّت چھوٹے بچّے کی ہے تو اُسے عورت بھی نہلا سکتی ہے اور اسی طرح چھوٹی بچّی کو مرد بھی غُسل دے سکتا ہے چھوٹے سے یہ مراد کہ حدِ شہوت کو نہ پہنچے ہوں۔

(ھمارا اسلام، میت کا بیان، حصہ ۵، ص ۳۴۸)

سوال: مِیّت کے غُسل کیلئے استعمال ہونے والے برتن، ٹب یا بالٹی وغیرہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: مِیّت کے غُسل کیلئے نئے برتن وغیرہ لینے کی ضرورت نہیں بلکہ جو عام استعمال میں ہیں انہیں سے غسل دیا جائے اور غسل کے بعد ان کو ناپاک یا نحوست سمجھنا حماقت ہے دھو کر اپنے استعمال میں لائیں انہیں پھینک دینا اسراف اور حرام ہے، میت کے ایصال ثواب کی نیت سے کسی ضرورت مند کو بھی دے سکتے ہیں۔

(بھار شریعت، میت کے نھلانے کا بیان، مسئلہ ۳۲، حصہ ۴، ج ۱، ص ۸۱۶)

سوال: مِیّت کو کفن دینا کیسا ہے؟

جواب: مِیّت کو کفن دینا فرضِ کفایہ ہے کہ ایک کے دینے سے سب پر سے گناہ اٹھ جائے گا ورنہ سب گناہگار ہوں گے۔ کفن اچھا ہونا چاہئے یعنی مرد عیدَین اور جُمُعَہ کیلئے جیسے کپڑے پہنتا تھا اور عورت جیسے کپڑے پہن کر میکے جاتی تھی اُس قیمت کا ہونا چاہیے۔ چنانچہ حدیثِ مبارکہ میں ہے کہ مُردوں کو اچھا کفن دو کیونکہ وہ باہم ملاقات کرتے ہیں اور اچھے کفن پر تفاخُر کرتے ہیں (یعنی خوش ہوتے ہیں) (فردوس الاخبار، الحدیث: ۳۱۶، ج ۱، ص ۶۶) اور بہتر یہ ہے کہ کفن سفید ہو۔ کسم یا زَعفران کا رَنگا ہوا، یا ریشم کا کفن مرد کو ممنوع ہے اور عورت کیلئے جائز یعنی جو کپڑا زندگی میں پہن سکتا ہے اس کا کفن بھی دیا جا سکتا ہے اور جو زندگی میں ناجائز اُس کا کفن بھی ناجائز۔

(ھمارا اسلام، میت کا بیان، حصہ ۵، ص ۳۴۹، ۳۵۰)

سوال: مرداورعورت کیلئے کفن میں کتنے کتنے کپڑے سُنَّت ہیں؟

جواب: **مرد کیلئے تین کپڑے سُنَّت ہیں**:﴿۱﴾لفافہ یعنی چادر جومیّت کے قد سے اس قدر زیادہ ہو کہ دونوں طرف باندھ سکیں۔﴿۲﴾اِزار یعنی تہہ بند، چوٹی سے قدم تک یعنی لفافہ سے قدرے چھوٹا ہو۔﴿۳﴾قمیص جسے کفنی کہتے ہیں، گردن سے گھٹنوں کے نیچے تک اور یہ آگے اور پیچھے دونوں طرف برابر ہواس میں چاک اور آستینیں نہ ہوں۔
عورت کیلئے کفن میں پانچ کپڑے سُنَّت ہیں: تین تو یہی ہیں اسکے علاوہ﴿۴﴾اَوڑھنی، اس کی مقدار تین ہاتھ یعنی ڈیڑھ گز ہے۔﴿۵﴾سینہ بند، سینہ سے ناف تک اور بہتر یہ ہے کہ رَان تک ہو، ہاں! مرداورعورت کی کفنی میں فرق ہے، مرد کی کفنی کندھے سے چیریں اور عورت کی سینہ کی طرف سے، یعنی مرد کی کفنی کا گریبان کندھے کی طرف ہوگا اور عورت کی کفنی کا سینے کی طرف۔(ہمارا اسلام،میت کا بیان،حصہ ۵،ص ۳۴۹)

سوال: اگر کسی کو سُنَّت کے مطابق کفن میسّر نہ ہوتو اس کیلئے کتنا کفن کافی ہے؟

جواب: کفنِ کفایت، مرد کیلئے دو کپڑے ہیں، لفافہ اور اِزار اور عورت کیلئے تین، لفافہ، اِزار، اوڑھنی یالفافہ، قمیص، اَوڑھنی اور یہ بھی نہ ہوسکے تو کفنِ ضرورت دونوں کے لئے یہ کہ جومیسر آئے اور کم ازکم اتنا تو ہو کہ جس سے سارا بدن ڈھک جائے۔

(ہمارا اسلام،میت کا بیان،حصہ ۵،ص ۳۴۹)

سوال: کفن پہنانے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: کفن پہنانے کا طریقہ یہ ہے کہ مِیّت کو غُسل دینے کے بعد بدن کسی پاک کپڑے سے آہستہ سے پونچھ لیں تا کہ کفن گیلا نہ ہو پھر کفن کو ایک یا تین یا پانچ یا سات بار دھونی دے لیں اس سے زیادہ نہیں پھر کفن اس طرح بچھائیں کہ سب سے پہلے بڑی

چادر پھر تہبند اور پھر کفنی پھر میّت کو اس کے اُوپر لٹائیں اور سب سے پہلے کفنی پہنائیں اور داڑھی اور تمام بدن پر خوشبو ملیں اور مواضعِ سجُود یعنی ماتھے، ناک، ہاتھ، گھٹنے، قدم پر کافور لگائیں پھر ازار یعنی تہبند لپیٹیں پہلے بائیں جانب سے پھر داہنی جانب سے پھر لفافہ لپیٹیں پہلے بائیں پھر دائیں طرف سے تاکہ داہنا اُوپر رہے اور پھر سَر اور پاؤں کی طرف سے باندھ دیں تاکہ اُڑنے کا اندیشہ نہ رہے اور عورت کو کفنی پہنا کر اُس کے بالوں کے دو حصّے کرکے کفنی کے اوپر سینہ پر ڈال دیں پھر اَوڑھنی نصف پشت کے نیچے سے بچھا کر سر پر لا کر منہ پر مثلِ نقاب اس طرح ڈال دیں کہ سینے پر بھی رہے اور اس کی لمبائی نصف پشت سے سینہ تک ہے اور چوڑائی ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک ہے، پھر بدستور اِزار اور لفافہ لپیٹیں پھر سب کے اوپر سینہ بند، سینہ کے اوپر سے ران تک لاکر باندھیں۔(بہار شریعت، کفن کا بیان، مسئلہ ۱۸، حصہ ٤، ج ۱، ص ۸۲۰)

سوال: جنازہ کو قبرستان لے جانے کا مسنون طریقہ کیا ہے؟

جواب: سُنَّت یہ ہے کہ چار شخص جنازہ اٹھائیں اور ہر ایک یکے بعد دیگرے چاروں پایوں کو کندھا دے اور ہر بار دس دس قدم چلے اور پوری سُنَّت یہ ہے کہ پہلے میّت کے دائیں کندھے کی طرف سے کندھا دے اور دس قدم چلے پھر داہنی پائنتی پھر بائیں کندھے کی طرف اور پھر بائیں پائنتی ہر مرتبہ دس قدم چلے تو یہ کُل چالیس قدم ہوئے۔ حدیث میں حضور، آقائے دو جہان، رَحمتِ عالمیان، سرورِ کون ومکان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ جو چالیس قدم جنازہ لے کر چلے اس کے چالیس کبیرہ گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں۔(جمع الجوامع للسیوطی، حرف المیم، الحدیث: ۲۰۵۸۳، ج۷، ص۱۹)

چلنے میں چارپائی کا سرہانا آگے رکھیں۔ چلنے کی رفتار مُعْتَدِل رکھیں اس طرح کہ میّت کو

جھٹکا نہ لگے اور اگر چھوٹا شِیر خوار بچّہ ہو، یا اس سے کچھ بڑا تو اس کو اگر ایک شخص ہاتھوں پر اٹھا کر چلے تو حَرَج نہیں اور یکے بعد دیگرے لوگ ہاتھوں ہاتھ لیتے رہیں ورنہ چھوٹے کھٹولے یا چارپائی پر لے جائیں۔ جنازے کے ساتھ جانے والوں کیلئے افضل یہ ہے کہ جنازے کے پیچھے چلیں دائیں بائیں نہ چلیں اور اگر کوئی آگے چلے تو اتنی دُور رَہے کہ ساتھ والوں میں شمار نہ ہو نیز ساتھ چلنے والوں کو سُکوت کی حالت میں ہونا چاہئے، موت اور قبر کو پیشِ نظر رکھیں، نہ دنیا کی باتیں کریں اور نہ ہی ہنسیں بلکہ ذکر اللہ عزوجل کرتے رہیں۔ (همارا اسلام،میت کا بیان،حصه۵،ص ۳۵۰)

سوال: جو شخص جنازہ کے ساتھ ہے دفن سے پہلے واپس آسکتا ہے یا نہیں؟

جواب: جو شخص جنازہ کے ساتھ ہو اُسے بغیر نماز پڑھے واپس نہ ہونا چاہئے پھر نماز کے بعد اَولیاءِ مَیّت سے اجازت لے کر واپس ہوسکتا ہے اور دفن کے بعد اولیاء سے اِجازت کی بھی ضرورت نہیں۔

(بهار شریعت،جنازه لے چلنے کا بیان،مسئله۱۵،حصه۴،ج۱،ص۸۲۵)

سوال: نمازِ جنازہ فرض ہے یا واجب اور اس کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: نمازِ جنازہ فرضِ کفایہ ہے کہ ایک نے بھی پڑھ لی تو سب بُری الذِمّہ ہوگئے ورنہ جس جس کو خبر پہنچی اور نہ پڑھی گناہگار ہوا، اس کی فرضیت کا جو انکار کرے وہ کافر ہے اور جماعت اس کیلئے شرط نہیں ایک شخص بھی پڑھ لے تو فرض ادا ہوگیا اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ مَیّت کے سینہ کے سامنے مَیّت سے قریب امام کھڑا ہو اور بہتر یہ ہے کہ مقتدی نمازِ جنازہ میں تین صفیں کرلیں اور کُل سات ہی شخص ہوں تو ایک امام ہو اور تین پہلی صف میں اور دو دوسری میں اور ایک تیسری میں، اب امام اور مقتدی اس طرح نیّت کریں کہ

نِیّت کی میں نے نمازِ جنازہ مع چار تکبیروں کے واسطے اللہ عزوجل کے، دعا واسطے اس مِیّت کے، منہ میرا کعبہ شریف کی طرف۔

امام امامت کی اور مقتدی اِقتداء کی نِیّت کرے پھر کانوں تک ہاتھ اٹھا کر اَللّٰہُ اَکْبَر کہتا ہوا ہاتھ نیچے لائے اور ناف کے نیچے حسبِ دستور باندھ لے اور ثناء پڑھے اس میں "وَ تَعَالٰی جَدُّكَ" کے بعد "وَجَلَّ ثَنَاءُكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ" پڑھیں پھر اَللّٰہُ اَکْبَر کہے مگر ہاتھ نہ اٹھائے اور دُرود شریف پڑھے، بہتر وہ دُرود ہے جو نماز میں پڑھا جاتا ہے۔ پھر اَللّٰہُ اَکْبَر کہے اور ہاتھ نہ اٹھائے اور اپنے اور مِیّت اور تمام مسلمان مَردوں اور عورتوں کے لئے دعا کرے، یہ تین تکبیریں ہوئیں، چوتھی تکبیر کے بعد بغیر کوئی دعا پڑھے ہاتھ کھول کر سلام پھیر دے، تکبیر اور سلام کو امام جہر (اونچی آواز) کے ساتھ کہے اور مقتدی آہستہ، باقی تمام دعائیں آہستہ پڑھی جائیں گی پھر صفیں توڑ کر مِیّت کیلئے مغفرت کی دعا مانگنی چاہیے۔(ھمارا اسلام،میت کا بیان، حصہ۵، ص۳۵۱، ۳۵۳ و بھار شریعت، جنازہ لے چلنے کا بیان،مسئلہ۵ ،حصہ۴،ج۱،ص۸۳۵)

سوال: نمازِ جنازہ کے اَرکان، واجبات، سُنَّتیں اور مفسدات کیا ہیں؟

جواب: نمازِ جنازہ میں دو رُکن ہیں: ﴿۱﴾ چار بار اللہ اکبر کہنا ﴿۲﴾ قیام کرنا اور تین چیزیں سُنّتِ مؤکّدہ ہیں: ﴿۱﴾ اللہ عزوجل کی حمد و ثناء کرنا ﴿۲﴾ پیارے آقا، میٹھے مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم پر دُرود شریف پڑھنا اور ﴿۳﴾ مِیّت کیلئے دعا۔ بعض علماء اسے واجب بھی کہتے ہیں اور جن چیزوں سے تمام نمازیں فاسد ہوتی ہیں نمازِ جنازہ بھی ان سے فاسد ہو جاتی ہے۔(ھمارا اسلام،میت کا بیان،حصہ۵،ص۳۵۲)

سوال: نمازِ جنازہ کی شرائط کیا ہیں؟

جواب: نمازِ جنازہ میں دوطرح کی شرطیں ہیں، ایک نماز پڑھنے والے سے متعلق اور دوسری مَیِّت سے متعلق۔ نماز پڑھنے والے کے لحاظ سے تو وہی شرطیں ہیں جو مطلق نماز کی ہیں اور مَیِّت سے تعلق رکھنے والی چند شرطیں ہیں جو یہ ہیں: ﴿۱﴾ مَیِّت کا مسلمان ہونا ﴿۲﴾ مَیِّت کے بدن اور کفن کا پاک ہونا ﴿۳﴾ جنازہ کا وہاں موجود ہونا لہٰذا غائبانہ نمازِ جنازہ نہیں ہوسکتی اور وہ جو نجاشی کی نماز حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پڑھائی وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص میں سے ہے، دوسروں کو جائز نہیں ﴿۴﴾ جنازہ زمین پر رکھا ہونا، یا ہاتھ پر ہو مگر قریب ہو ﴿۵﴾ جنازہ، نماز پڑھنے والے کے آگے قبلہ رُو ہونا ﴿۶﴾ مَیِّت کا وہ حصّۂ بدن جس کا چھپانا فرض ہے چھپا ہوا ہونا ﴿۷﴾ مَیِّت کا امام کے مُحاذِی (سامنے) ہونا۔ (ھمارا اسلام، میت کا بیان، حصہ ۵، ص ۳۵۲)

سوال: وہ کون لوگ ہیں جن کی نمازِ جنازہ نہیں؟

جواب: ﴿۱﴾ باغی، جو بغاوت میں مارا جائے ﴿۲﴾ ایسا ڈاکو جو کہ ڈاکہ ڈالتے ہوئے مارا گیا ﴿۳﴾ جو ناحق پاسداری سے لڑیں اور وہیں مرجائیں ﴿۴﴾ جس نے کئی شخص گلا گھونٹ کر مار ڈالے ﴿۵﴾ جو شہر میں رات کو ہتھیار لے کر لوٹ مار کرے اور اسی حالت میں مارا جائے ﴿۶﴾ جس نے اپنی ماں یا باپ کو مار ڈالا ﴿۷﴾ جو کسی کا مال چھین رہا تھا اور اسی حالت میں مارا گیا۔ ان کے علاوہ ہر مسلمان کی نمازِ جنازہ پڑھی جائے گی اگرچہ وہ کیسا ہی گناہگار اور مرتکبِ کبائر ہو یہاں تک کہ جس نے خود کُشی کی حالانکہ یہ بہت بڑا گناہ ہے مگر اُس کی بھی نماز پڑھی جائے گی یونہی بے نمازی کی بھی جنازہ کی نماز پڑھنا ہم پر فرض ہے۔ (ھمارا اسلام، میت کا بیان، حصہ ۵، ص ۳۵۲)

سوال: جنازہ میں کونسی دعا پڑھی جاتی ہے؟

جواب: میّت بالغ ہوتو یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَ مَیِّتِنَا وَ شَاھِدِنَا وَ غَآئِبِنَا وَ صَغِیْرِنَا وَ کَبِیْرِنَا وَ ذَکَرِنَا وَ اُنْثٰنَا ط اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَ مَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ

ترجمہ: الٰہی! عزوجل بخش دے ہمارے ہر زندہ کواور ہمارے ہر فوت شدہ کواور ہمارے ہر حاضر کواور ہمارے ہر غائب کواور ہمارے ہر چھوٹے کواور ہمارے ہر بڑے کواور ہمارے ہر مَرد کواور ہماری ہر عورت کو، الٰہی عزوجل تو ہم میں سے جس کو زندہ رکھے تو اس کو اسلام پر زندہ رکھ اور ہم میں سے جس کو موت دے تو اس کو ایمان پر موت دے۔

نابالغ لڑکے کی دعا:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا فَرَطًا وَّ اجْعَلْہُ لَنَآ اَجْرًا وَّ ذُخْرًا وَّ اجْعَلْہُ لَنَا شَافِعًا وَّ مُشَفَّعًا

ترجمہ: الٰہی! عزوجل اس (لڑکے) کو ہمارے لئے آگے پہنچ کر سامان کرنے والا بنادے اوراس کو ہمارے لئے اجر (کا موجب) اور وقت پر کام آنے والا بنادے اوراس کو ہماری سفارش کرنے والا بنادے اور وہ جس کی سفارش منظور ہو جائے۔

نابالغ لڑکی کی دعا:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا لَنَا فَرَطًا وَّ اجْعَلْھَا لَنَآ اَجْرًا وَّ ذُخْرًا وَّ اجْعَلْھَا لَنَا شَافِعَۃً وَّ مُشَفَّعَۃً

ترجمہ: الٰہی! عزوجل اس (لڑکی) کو ہمارے لئے آگے پہنچ کر سامان کرنے والی بنادے اوراس کو ہمارے لئے اجر (کی موجب) اور وقت پر کام آنے والی بنادے اوراس کو ہمارے لیے سفارش کرنے والی بنادے اور وہ جس کی سفارش منظور ہو جائے۔ جو شخص اچھی طرح یہ دعائیں نہ پڑھ سکے تو جو دعا چاہے پڑھے مگر وہ دعا ایسی ہو جس میں اُمورِ آخرت کا

ذکر ہو۔جیسے : رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۲۰۱﴾

(پ ۲، البقرۃ: ۲۰۱) ترجمۂ کنزالایمان: اے رب ہمارے ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور ہمیں آخرت میں بھلائی دے اور ہمیں عذابِ دوزخ سے بچا۔

(ھمارا اسلام، میت کا بیان، حصہ ۵، ص ۳۵۳)

سوال: اگر کئی جنازے ہوں تو سب کی نماز ایک ساتھ پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: کئی جنازے جمع ہوں تو ایک ساتھ سب کی نماز پڑھ سکتے ہیں وہ اس طرح کہ ایک نماز میں سب کی نیّت کرلے اور افضل یہ ہے کہ سب کی علیحدہ علیحدہ پڑھے اور اس صورت میں پہلے اس کی پڑھے جو اُن میں افضل ہو پھر اس کی جو اُس کے بعد سب میں افضل ہو، وعلیٰ ہذا القیاس اور جب ایک ساتھ پڑھیں تو اختیار ہے کہ سب کو آگے پیچھے رکھیں یعنی سب کا سینہ امام کے مقابل ہو یا برابر برابر رکھیں یعنی ایک کی پائنتی دوسرے کے سرہانے۔ (بھار شریعت، نماز جنازہ کا بیان، مسئلہ ۲۷، ۲۸، حصہ ٤، ج ۱، ص ۸۳۹)

سوال: میّت کی قبر پر نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: میّت اگر بغیر نماز پڑھے دفن کردی گئی اور مٹی بھی دے دی گئی تو اب اسی صورت میں قبر پر نماز پڑھی جاسکتی ہے جب تک لاش کے پھٹنے کا گمان نہ ہو اور اگر مٹی نہ دی گئی ہو تو میّت کو قبر سے نکال لیں اور نماز پڑھ کر دفن کریں اور قبر پر نماز پڑھنے میں دِنوں کی کوئی تعداد مقرر نہیں بلکہ یہ موسم اور زمین اور مِیّت کے جسم اور مرض کے حالات پر موقوف ہے مثلاً گرمیوں میں جسم جلد پھٹے گا اور سردیوں میں دیر سے، اسی طرح فربہ جسم جلد اور لاغر دیر میں، تر زمین میں جلد اور خشک میں دیر سے۔

(بھار شریعت، نماز جنازہ کون پڑھائے، مسئلہ ۳۱، حصہ ٤، ج ۱، ص ۸٤۰)

سوال: مسجد میں نمازِ جنازہ پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: مسجد میں نمازِ جنازہ پڑھنا مطلقاً مکروہِ تحریمی ہے خواہ میّت مسجد کے اندر ہو یا باہر سب نمازی اندر ہوں یا بعض کیونکہ حدیثِ پاک میں نمازِ جنازہ مسجد میں پڑھنے کی ممانَعت آئی ہے۔

(سنن ابی داود، کتاب الجنائز،باب الصلاة علی الجنازة فی المسجد، الحدیث:۳۱۹۱، ج۳،ص۲۷۸ و بھار شریعت،نمازجنازہ کون پڑھائے، مسئلہ۳۳،حصہ٤،ج۱،ص۸٤۰)

سوال: مِیّت کوقبر میں کس طرح رکھا جائے؟

جواب: مِیّت کوقبلہ کی جانب سے قبر میں اتاریں اوردہنی طرف کی کروٹ پرلٹائیں اور اس کا منہ قبلہ کو کریں،عورت کا جنازہ اُتارنے والے اس کے محارم ہوں، یہ نہ ہوں تو دوسرے رِشتہ والے، یہ بھی نہ ہوں تو پرہیز گاراَجنبی اتارے،اگرعورت کا جنازہ ہوتو قبر میں اتارنے سے تختہ لگانے تک قبر کو کپڑے وغیرہ سے چھپائے رکھیں،مِیّت کوقبر میں رکھتے وقت یہ دعا پڑھیں: بِسْمِ اللّٰہِ وَ بِاللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ترجمہ: اللہ عزوجل کے نام کے ساتھ اور اللہ عزوجل کی مدد کے ساتھ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی ملت پر۔ پھر قبر میں رکھنے کے بعد کفن کی بندش کھول دیں اور لَحَد کو کچّی اینٹوں سے بند کریں۔ اگر زمین نرم ہو تو تختے لگانا بھی جائز ہے۔تختوں کے درمیان جھری رہ گئی ہو تو اُسے مٹّی کے ڈھیلے وغیرہ سے بند کردیں اور صندوق ہو تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔

(ھمارا اسلام،میت کا بیان،حصہ۵،ص۳۵۵)

سوال: قبر کو مٹی دینے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: مستحب یہ ہے کہ سرہانے کی طرف سے دونوں ہاتھوں سے تین بار مٹی ڈالیں

پہلی بار یہ کہیں: مِنۡهَا خَلَقۡنٰكُمۡ (اسی سے ہم نے تم کو پیدا کیا) دوسری بار کہیں: وَ فِيۡهَا نُعِيۡدُكُمۡ (اور اسی میں تم کو لوٹائیں گے) اور تیسری بار کہیں: وَ مِنۡهَا نُخۡرِجُكُمۡ تَارَةً اُخۡرٰى (اور اسی سے تم کو دوبارہ نکالیں گے۔)

باقی مٹی ہاتھ یا بیلچے وغیرہ سے قبر پر ڈالیں۔ جتنی مٹی قبر سے نکلی اُس سے زیادہ ڈالنا مکروہ ہے۔ ہاتھ میں جو مٹی لگی ہے اسے جھاڑ دیں یا دھوڈالیں اور قبر چوکھونٹی (چوکور) نہ بنائیں بلکہ اس میں ڈھلان رکھیں جیسے اونٹ کا کوہان لیکن اونچائی میں ایک بالشت یا کچھ زیادہ ہو اور اس پر پانی چھڑکنے میں بھی کچھ حرج نہیں بلکہ بہتر ہے۔

(ہمارا اسلام، میت کا بیان، حصہ ۵، ص ۳۵۵)

سوال: قبر پر کتنی دیر تک ٹھہرنا چاہیے؟

جواب: دفن کے بعد قبر کے پاس اتنی دیر تک ٹھہرنا مستحب ہے جتنی دیر میں اونٹ کو ذِبح کرکے گوشت تقسیم کردیا جائے کہ ان کے رہنے سے مَیِّت کا دل لگا رہے گا اور نکیرین کا جواب دینے میں وَحشت نہ ہوگی۔ اتنی دیر تک تلاوتِ قرآنِ مجید اور مَیِّت کے لیے اِستغفار کریں اور یہ دعا کریں کہ منکر نکیر کے سوالات کے جواب دینے میں ثابت قدم رہے اور مستحب یہ ہے کہ دفن کے بعد قبر پر سورۂ بقرہ کا اوّل و آخر پڑھیں سرہانے الٓمّٓ ۚ ﴿۱﴾ سے هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ﴿۵﴾ تک اور پائنتی کی طرف اٰمَنَ الرَّسُوۡلُ سے آخر تک۔

(ہمارا اسلام، میت کا بیان، حصہ ۵، ص ۳۵۶)

سوال: قبر پر قرآن پڑھنے کے لئے حافظ کو مقرر کرنا کیسا ہے؟

جواب: قبر پر قرآن پڑھنے اور اس کا ثواب مَیِّت کو بخشنے کے لئے حافظ مقرر کرنا جائز ہے جبکہ پڑھنے والے بِلا اُجرت پڑھیں کیونکہ اُجرت پر قرآنِ کریم پڑھنا اور پڑھوانا

جائز نہیں، ہاں! اگر بلا اُجرت پڑھنے والا ملتا ہی نہ ہو اور اُجرت پر پڑھوانا ہو تو اسے پہلے اپنے کام کاج کیلئے نوکر رکھے پھر یہ کام لے (یعنی اتنے وقت کے لیے اجرت پر ٹھہرائے اور اب اس وقت میں قرآن وغیرہ پڑھوائے)۔ (ھمارا اسلام، میت کا بیان، حصہ ٥، ص ٣٥٦ و بھار شریعت، قبر و دفن کا بیان، مسئلہ ٣٣، حصہ ٤، ج ١، ص ٨٤٨)

سوال: شجرہ یا عہد نامہ قبر میں رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: شجرہ یا عہد نامہ قبر میں رکھنا جائز ہے اور بہتر یہ ہے کہ میّت کے منہ کے سامنے قبلہ کی جانب طاق کھود کر اس میں رکھیں بلکہ درمختار میں کفن پر عہد نامہ لکھنے کو جائز کہا ہے اور فرمایا کہ اس سے مغفرت کی امید ہے اور میّت کے سینہ اور پیشانی پر بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لکھنا جائز ہے، ایک شخص نے اس کی وصیّت کی تھی، انتقال کے بعد سینہ اور پیشانی پر بسم اللہ شریف لکھ دی گئی پھر کسی نے انھیں خواب میں دیکھا، حال پوچھا۔ کہا: جب میں قبر میں رکھا گیا، عذاب کے فرشتے آئے، فرشتوں نے جب پیشانی پر بسم اللہ شریف دیکھی کہا تو عذاب سے بچ گیا۔ یوں بھی ہوسکتا ہے کہ پیشانی پر بسم اللہ شریف لکھیں اور سینہ پر کلمہ طیبہ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مگر نہلانے کے بعد کفن پہنانے سے پیشتر کلمہ کی انگلی سے لکھیں روشنائی سے نہ لکھیں۔

(بھار شریعت، قبر و دفن کا بیان، مسئلہ ٣٤، حصہ ٤، ج ١، ص ٨٤٨)

سوال: جنازہ یا قبر پر پھول ڈالنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: جنازہ پر پھولوں کی چادر ڈالنے میں حرج نہیں، یونہی قبر پر پھول ڈالنا بہتر ہے کہ جب تک تر رہیں گے، تسبیح کریں گے اور میّت کا دل بہلے گا اسی لیے قبر پر سے تر گھاس نہیں نوچنا چاہیے کہ اُس کی تسبیح سے رَحمت اترتی ہے اور میّت کو اُنس ہوتا ہے جبکہ نوچنے

میں میّت کا حق ضائع کرنا ہے۔(ھمارا اسلام،میت کا بیان،حصه ٥،ص٣٥٧ و بھار شریعت،دفن کے بعد تلقین، مسئله٤٣،حصه ٤،ج ١،ص (٨٥١)

سوال: قبر پر اذان دینے سے میّت کو کیا فائدہ پہنچتا ہے؟

جواب: اَحادیثِ کریمہ میں آیا ہے کہ جب بندہ قبر میں رکھا جاتا ہے اور مردے سے سوال ہوتا ہے کہ تیرا ربّ کون ہے تو شیطان اس پر ظاہر ہوتا ہے اور اپنی طرف اشارہ کرتا ہے کہ میں تیرا ربّ ہوں،اس لیے حکم آیا کہ مِیّت کیلئے جواب میں ثابت قدم رہنے کے لئے دعا کریں،خود حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مِیّت کو دفن کرتے وقت دعا فرماتے:''الٰہی!عزوجل اسے شیطان سے بچا''اور صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ جب مؤذِن اذان کہتا ہے تو شیطان پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتا ہے لہٰذا قبر پر اذان دینے کا پہلا فائدہ تو ظاہر ہے کہ بفضلہٖ تعالیٰ مِیّت کو شیطانِ رَجیم کے شر سے پناہ مل جاتی ہے اور پھر اسی اذان کی بَرَکت سے مِیّت کو سوالاتِ نکیرین کے جوابات بھی یاد آجاتے ہیں،یہ دوسرا فائدہ ہوا پھر اذان ذکرِ الٰہی عزوجل ہے اور جہاں ذکرِ الٰہی عزوجل ہوتا ہے وہاں رَحمت نازل ہوتی ہے،آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں،عذابِ الٰہی عزوجل اُٹھا لیا جاتا ہے اور یہ تو ظاہر ہے کہ ذکرِ الٰہی عزوجل وَحشت کو دور کرتا ہے اور دل کو اطمینان بخشتا ہے تو قبر پر اذان سے مِیّت سے عذاب اٹھ جانے اور اس کی وَحشت دور ہو جانے کی قوی امید ہے اس لیے اذان زندوں کی طرف سے مِیّت کیلئے ایک عجیب نفع بخش تحفہ ہے۔(ھمارا اسلام،میت کا بیان،حصه ٥،ص٣٥٧)

سوال: قبرستان میں کون کونسی چیزیں ممنوع و ناجائز ہیں؟

جواب: قبر پر سونا،چلنا،پاخانہ پیشاب کرنا حرام ہے۔قبرستان میں جو نیا راستہ نکالا گیا

ہے اس سے گزرنا ناجائز ہے اور اپنے کسی رشتہ دار کی قبر تک پہنچنے کے لئے دوسروں کی قبروں پر سے گزرنا منع ہے۔ بہتر یہ ہے کہ دُور ہی سے فاتحہ پڑھ دے۔ قبرستان میں جوتیاں پہن کر بھی نہ جائے اسی طرح وہ تمام باتیں ممنوع ہیں جو باعثِ غفلت ہوں جیسے کھانا پینا، ہنسنا، دنیا کا کوئی کلام کرنا وغیرہ۔ (ھمارا اسلام،میت کا بیان،حصہ ۵،ص ۳۵۸ وبھار شریعت،قبر و دفن کا بیان، مسئلہ ۳۱، ۳۲،حصہ ٤،ج ۱،ص ۸٤۷)

سوال: تعزیت کسے کہتے ہیں، اس کا طریقہ اور حکم کیا ہے؟

جواب: کسی مسلمان کی موت پر اپنے اُس مسلمان بھائی کو جو میّت کے قریبی رشتہ داروں میں سے ہے صبر کی تلقین کرنا تعزیت کہلاتا ہے۔ تعزیت مسنون اور کارِ ثواب ہے اس کا وقت موت سے تین دن تک ہے اور اگر کوئی عُذر ہو تو بعد میں بھی حرج نہیں۔ تعزیت میں یہ کہنا چاہئے کہ اللہ عزوجل میّت کی مغفرت فرمائے اور اس کو اپنی رَحمت میں ڈھانکے اور تم کو صبر عطا فرمائے اور اس مصیبت پر ثواب عطا فرمائے۔

(ھمارا اسلام،میت کا بیان،حصہ ۵،ص ۳۵۸)

سوال: نَوحہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: نَوحہ یعنی میّت کے اَوصاف مبالغہ کے ساتھ بیان کر کے اُونچی آواز سے رونا اسے ''بَین'' کہتے ہیں اور یہ حرام ہے یونہی گریبان پھاڑنا، منہ نوچنا، بال کھولنا، سر پر خاک ڈالنا، سینہ کوٹنا، ران پر ہاتھ مارنا وغیرہ، یہ سب جاہلیت کے کام ہیں اور حرام ہیں۔ اسی طرح سوگ منانے کیلئے سیاہ کپڑے پہننا مَردوں کو ناجائز ہے، یونہی سیاہ بِلّے (بَیج badge وغیرہ) لگانا بھی منع ہے کہ اس میں نصاریٰ (عیسائیوں) کی مشابہت بھی ہے، ہاں! صرف رونے میں اگر آواز بلند نہ ہو تو اس کی ممانعت نہیں۔

(ھمارا اسلام،میت کا بیان،حصہ ۵،ص ۳۵۸ و بھار شریعت،سوگ اورنوحہ کرنا، مسئلہ ۱۷، ۱۸، ۲۰ ،حصہ ٤،ج ۱،ص ۸۵٤)

زِیارتِ قبور اور اِیصالِ ثواب کا بیان

سوال: زِیارتِ قبور کا حکم کیا ہے؟

جواب: زیارتِ قبور جائز ومستحب بلکہ مسنون ہے خود آقائے دوجہان، رَحمتِ عالمیان، مکّی مَدَنی سلطان صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم شہدائے اُحد کی زِیارت کو تشریف لے جاتے اور ان کیلئے دعا فرماتے۔(الد رالمنثور للسیوطی ، سورۃ الرعد ، تحت الآیۃ : ٢٤ ،ج ٤، ص ٦٤٠) اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ تم لوگ قبروں کی زیارت کرو، وہ دنیا میں بے رَغبتی کا سبب ہیں اور آخرت کی یاد دِلاتی ہیں۔

(سنن ابن ماجه، کتاب الجنائز،باب ماجاء فی زیارة القبور، الحدیث:١٥٧١ ،ج٢،ص٢٥٢ وھمارا اسلام،زیارت قبور اور ایصال ثواب کا بیان، حصه٥،ص٣٥٩)

سوال: زیارتِ قبور کا مستحب طریقہ کیا ہے؟

جواب: جب بھی زیارتِ قبور کا ارادہ ہو تو مستحب یہ ہے کہ پہلے اپنے مکان میں دو رَکعت نماز نفل پڑھے ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد آیۃُ الکرسی ایک بار اور قُلْ ھُوَ اللّٰہُ تین بار پڑھے اور اس نماز کا ثواب مِیّت کو پہنچائے ، اللہ عزوجل مِیّت کی قبر میں نور پیدا فرمائے گا اور اس شخص کو بہت بڑا ثواب عطا فرمائے گا۔اب قبرستان کو جائے ، راستہ میں فضول باتوں میں مشغول نہ ہو، جب قبرستان پہنچے جوتے اُتار لے اور پائنتی کی طرف سے جا کر اس طرح کھڑا ہو کہ قبلہ کو پیٹھ ہو اور مِیّت کے چہرے کی طرف منہ ہو۔مِیّت کے سرہانے سے نہ آئے کہ مِیّت کیلئے باعث تکلیف ہے یعنی مِیّت کو گردن پھیر کر دیکھنا پڑتا ہے کہ کون آیا ہے اور اس کے بعد یہ کہے:" اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ وَاَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ " ترجمہ: سلام ہو تم پر اے اہلِ قبرستان! اللہ

عزوجل ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے ،تم ہم سے پہلے گئے اور ہم تمہارے بعد آنے والے ہیں۔یا یوں کہے: ” اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ دَارِ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ اَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ وَّاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ “ترجمہ:سلام ہوتم پراے مسلمانوں کی قوم کے گھر والو!تم ہم سے پہلے گئے اور ہم تمہارے بعدتم سے ملنے والے ہیں، اِنْ شَآءَ اللّٰه عَزَّوَجَلَّ اور سورۂ فَاتِحَه و آیَةُ الْکُرْسِی اور سورۂ زِلْزَال و تَکَاثُر پڑھے۔سورۂ مُلْك اور دوسری سورتیں بھی پڑھ سکتا ہے اوراس کا ثواب مُردوں کو پہنچائے۔اگر بیٹھنا چاہے تو اتنے فاصلے سے بیٹھے جتنا زندگی میں دُوریا نزدیک بیٹھتا تھا۔

(ہمارا اسلام،زیارت قبور اور ایصال ثواب کا بیان،حصہ۵،ص۳۵۹)

سوال: زیارت کیلئے کونسا دن اور وقت بہتر ہے؟

جواب: چاردن زیارت کیلئے بہتر ہیں: پیر، جمعرات، جُمُعَہ اور ہفتہ اوراگر جُمُعَہ کے دن جانا ہوتو نمازِ جُمُعَہ سے پہلے جانا افضل ہے اور ہفتہ کے دن طلوعِ آفتاب تک اور جمعرات کو دن کے اوّل وقت اور بعض علماء نے فرمایا کہ آخر وقت میں افضل ہے۔اسی طرح متبرّک راتوں میں بھی زیارت قبور افضل ہے مثلاً شبِ برَاءت، شبِ قدْر وغیرہ۔یونہی عیدَین کے دن اور عشرۂ ذی الحجہ میں بھی بہتر ہے اور اَولیائے کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کے مزارات پر سفر کرکے جانا جائز ہے وہ اپنے زائر کو نفع پہنچاتے ہیں اور زیارت کرنے والے کو بڑی بَرَکات حاصل ہوتی ہیں، ہاں! عورتوں کو مزارات پر نہیں جانا چاہئے، مردوں کو چاہیے کہ انہیں منع کریں۔

(ہمارا اسلام،زیارت قبور اور ایصال ثواب کا بیان،حصہ۵،ص۳۶۰)

سوال: تیجہ، دَسواں، چالیسواں، ششماہی، برسی وغیرہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: ہم اَہلِ سُنَّت کے نزدیک زندوں کے ہر عملِ نیک اور ہر قسم کی عبادت خواہ مالی ہو یا بدَنی، فرض و نفل اور خیر خیرات کا ثواب مُردوں کو پہنچایا جاسکتا ہے اور اس میں کچھ شک نہیں کہ زِندوں کے اِیصالِ ثواب سے مُردوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ اب رہا دن مقرر کرنا مثلاً تیسرے دن یا دَسویں یا چالیسویں دن، تو یہ تخصیصات نہ شرعی ہیں نہ انہیں شرعی سمجھا جاتا ہے یعنی یہ کوئی بھی نہیں کہتا کہ صرف اِسی دن میں ثواب پہنچے گا، اگر کسی دوسرے دن کیا جائے تو نہیں پہنچے گا، یہ محض رَواجی اور عُرفی بات ہے جو لوگوں نے اپنی سہولت کیلئے بنا رکھی ہے لہٰذا اِنتقال کے بعد ہی سے قرآن مجید کی تلاوت اور خیر خیرات کا سلسلہ جاری کیا جاسکتا ہے بلکہ چاہیے تو یہ کہ زِندوں کو بھی اِیصالِ ثواب کیا جائے۔

الغرض یہ تیجہ اور چالیسواں وغیرہ سب اسی اِیصالِ ثواب کی صورتیں ہیں اور قطعی جائز ہیں مگر یہ ضروری ہے کہ سب کام اچھی نیّت سے کیے جائیں نمائشی نہ ہوں ورنہ نہ ثواب ہے نہ اِیصالِ ثواب بلکہ بعض صورتوں میں تو اُلٹا وَبال ہوتا ہے مثلاً بعض لوگ ایسے موقعوں پر اُدھار، قرض بلکہ سُودِی روپیہ سے محض اپنی برادری میں ناک اونچی رکھنے کے لیے یہ سب کچھ کرتے ہیں یہ ناجائز ہونے کے ساتھ ساتھ گناہ بھی ہے۔ یونہی رِشتہ دَاروں کی اس موقع پر دعوت کی جاتی ہے یہ غلط ہے یہ موقع دعوت کا نہیں بلکہ محتاجوں، فقیروں کو کھلانے کا ہے تاکہ میّت کو ثواب پہنچے۔ بااَثر اسلامی بھائیوں کو اپنی اپنی قوم و برادری میں اس کی اِصلاح کرنی چاہیے۔

(ھمارا اسلام، زیارت قبور اور ایصال ثواب کا بیان، حصہ ۵، ص ۳۶۰)

سوال: بزرگانِ دِین رحمہم اللہ المبین کی نیاز کا کھانا مالدار کھاسکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: بزرگانِ دِین رحمہم اللہ المبین کی نیاز کا کھانا نہ صرف یہ کہ جائز ہے بلکہ باعثِ بَرَکت

بھی ہے رجب شریف کے کونڈے، محرم کا شربت یا کھچڑا، ماہِ ربیع الآخر کی گیارھویں شریف جس میں حضرتِ سیّدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ الربانی کی فاتحہ دلائی جاتی ہے اور رجب کی چھٹی تاریخ حضور خواجہ غریب نواز حضرتِ سیّدنا مُعین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی فاتحہ دلائی جاتی ہے یونہی حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا توشہ یا حضرتِ سیّدنا شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا توشہ، یہ وہ چیزیں ہیں جو صدیوں سے مسلمانوں کے عوام وخواص وعلماء وفضلا میں جاری ہیں اور ان میں خاص اہتمام کیا جاتا ہے اور اُمراء بھی اس میں ذَوق وشوق سے شریک ہوتے ہیں اور طعامِ تبرک سے فیض پاتے ہیں۔ (ہمارا اسلام،زیارت قبور اور ایصال ثواب کا بیان،حصہ۵،ص ۳۶۱)

سوال: محرم الحرام میں شہدائے کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے سوا کسی اور کی فاتحہ دُرست ہے یا نہیں؟

جواب: جس طرح دوسرے دنوں میں سب کی فاتحہ ہوسکتی ہے اِن دنوں میں بھی ہوسکتی ہے، یہ خیال غلط ہے کہ محرَّم میں سوائے شہدائے کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے دوسروں کی فاتحہ نہ دلائی جائے۔

(ہمارا اسلام،زیارت قبور اور ایصال ثواب کا بیان،حصہ۵،ص ۳۶۱)

سوال: بزرگانِ دِین رحمہم اللہ المبین کا عرس جائز ہے یا نہیں؟

جواب: بزرگانِ دِین رحمہم اللہ المبین کا عرس جو ہر سال ان کے وِصال کے دن ہوتا ہے یعنی اس تاریخ میں لوگ جمع ہوتے ہیں، قرآن مجید پڑھتے اور دوسرے اَذکار، خیر خیرات کرتے ہیں، یا میلاد شریف وغیرہ کیا جاتا ہے، یہ بھی جائز ہے کیونکہ ایسے کام جو باعثِ خیر وبَرَکت ہیں جس طرح اور دنوں میں جائز ہیں، اِن دنوں میں بھی جائز ہیں۔ پھر

اَولیاءِ کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کے مزارات پر حاضری ہر مسلمان کیلئے سعادت اور باعثِ بَرَکت ہے، رہے ایسے کام جو شرعاً ممنوع ہیں وہ تو ہر حالت میں مذموم ہیں اور مزاراتِ طیبہ کے پاس تو اور زیادہ بُرے۔

(ھمارا اسلام،زیارت قبور اور ایصال ثواب کا بیان،حصہ ٥،ص ٣٦٢)

"دین خیر خواھی کا نام ھے" کے اٹھارہ حروف کی نسبت سے

ایصالِ ثواب کے 18 مدنی پھول

﴿1﴾ فرض، واجب، سنت، نفل، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، بیان، درس، مَدَنی قافلے میں سفر، مَدَنی انعامات، نیکی کی دعوت، دینی کتاب کا مطالعہ، مَدَنی کاموں کیلئے انفرادی کوشش وغیرہ ہر نیک کام کا ایصالِ ثواب کرسکتے ہیں۔

﴿2﴾ میّت کا تیجہ، دسواں، چالیسواں اور برسی کرنا اچھا ہے کہ یہ ایصالِ ثواب کے ہی ذرائع ہیں، شریعت میں تیجے وغیرہ کے عَدَمِ جواز (یعنی ناجائز ہونے) کی دلیل نہ ہونا خود دلیلِ جواز ہے اور میّت کیلئے زندوں کا دعا کرنا قرآنِ کریم سے ثابت ہے جو کہ ایصالِ ثواب کی اَصل ہے۔ چنانچہ

وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ (پ ٢٨،الحشر: ١٠)

ترجمۂ کنزالایمان: اور وہ جو ان کے بعد آئے عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے

﴿3﴾ تیجے وغیرہ کا کھانا صِرف اسی صورت میں میّت کے چھوڑے ہوئے مال سے کرسکتے ہیں جبکہ سارے وُرَثا بالغ ہوں اور سب کے سب اجازت بھی دیں، اگر ایک

بھی وارِث نابالغ ہے تو سخت حرام ہے۔ ہاں بالغ اپنے حصہ سے کر سکتا ہے۔

(ملخص از بہار شریعت، کفن کا بیان، ج ۱، حصہ ٤، ص ۸۲۲)

﴾4﴿ اگر تیجے کا کھانا پکایا جائے تو صِرْف فُقَراء کو کھلائیں مالداروں کو یہ کھانا نہیں کھانا چاہیے۔

(ملخص از بہار شریعت، تعزیت کا بیان، ج ۱، حصہ ٤، ص ۸۵۳)

﴾5﴿ ایک دن کے بچے کو بھی ایصالِ ثواب کر سکتے ہیں، اُس کا تیجہ وغیرہ بھی کرنے میں حرج نہیں۔

﴾6﴿ جو زندہ ہیں ان کو بھی بلکہ جو مسلمان ابھی پیدا نہیں ہوئے ان کو بھی پیشگی (ایڈوانس میں) ایصالِ ثواب کیا جا سکتا ہے۔

﴾7﴿ مسلمان جِنّات کو بھی ایصالِ ثواب کر سکتے ہیں۔

﴾8﴿ گیارھویں شریف، رَجَبی شریف (یعنی 22 رجب المرجّب کو سیِّدُنا امام جعفر صادِق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کونڈے کرنا) وغیرہ جائز ہے، کونڈے ہی میں کھیر کھِلانا ضروری نہیں دوسرے برتن میں بھی کھلا سکتے ہیں، اس کو گھر سے باہَر بھی لے جا سکتے ہیں۔

﴾9﴿ بزرگوں کی فاتحہ کے کھانے کو تعظیماً ''نذر و نیاز'' کہتے ہیں اور یہ نیاز تبرُّک ہے اسے امیر و غریب سب کھا سکتے ہیں۔

﴾10﴿ ایصالِ ثواب کے کھانے میں مہمان کی شرکت شرط نہیں، گھر کے افراد اگر خود ہی کھالیں جب بھی کوئی حرج نہیں۔

﴾11﴿ ہو سکے تو ہر (روز نَفْع پر نہیں بلکہ) اپنی بِکری کا ایک فیصد اور ملازَمت کرنے والے

تنخواہ کا ماہانہ کم از کم تین فیصد سرکارِ غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیاز کیلئے نکال لیا کریں، اِس رقم سے دینی کتابیں تقسیم کریں یا کسی بھی نیک کام میں خرچ کریں اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اِس کی برکتیں خود ہی دیکھیں گے۔

﴿12﴾ مسجد یا مدرسہ کا قیام صدقۂ جاریہ اور ایصالِ ثواب کا بہترین ذریعہ ہے۔

﴿13﴾ داستانِ عجیب، شہزادے کا سر، دس بیبیوں کی کہانی اور جنابِ سیّدہ کی کہانی وغیرہ سب من گھڑت قصّے ہیں انہیں ہرگز نہ پڑھا کریں اسی طرح ایک پمفلٹ بنام ''وصیت نامہ'' لوگ تقسیم کرتے ہیں جس میں کسی ''شیخ احمد'' کا خواب درْج ہے یہ بھی جعلی ہے اس کے نیچے مخصوص تعداد میں چھپوا کر بانٹنے کی فضیلت اور نہ تقسیم کرنے کے نقصانات وغیرہ لکھے ہیں ان کا بھی اعتبار نہ کریں۔

﴿14﴾ جتنوں کو بھی ایصالِ ثواب کریں اللہ عزوجل کی رَحْمت سے امید ہے کہ سب کو پورا ملے گا، یہ نہیں کہ ثواب تقسیم ہو کر ٹکڑے ٹکڑے ملے۔

(رد المحتار علی الدر المختار، ج۳، ص ۱۸۰ و بہارشریعت، زیارت قبور، ج۱، حصہ۴، ص ۸۵۰ ملخصاً)

﴿15﴾ ایصالِ ثواب کرنے والے کے ثواب میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی بلکہ یہ امید ہے کہ اس نے جتنوں کو ایصالِ ثواب کیا ان سب کے مجموعہ کے برابر اس کو ثواب ملے۔ مثلاً کوئی نیک کام کیا جس پر اس کو دس نیکیاں ملیں اب اس نے دس مُردوں کو ایصالِ ثواب کیا تو ہر ایک کو دس دس نیکیاں پہنچیں گی جبکہ ایصالِ ثواب کرنے والے کو ایک سو دس اور اگر ایک ہزار کو ایصالِ ثواب کیا تو اس کو دس ہزار دس

وَعَلٰی ھٰذَا الْقِیَاس۔

(ملخص از فتاوی رضویہ، ج۹، ص۶۲۹ رضا فاؤنڈیشن و بہارشریعت، زیارت قبور، ج۱، حصہ۴، ص۸۵۰)

﴿16﴾ ایصالِ ثواب صِرْف مسلمان کو کرسکتے ہیں، کافر یا مُرتد کو ایصالِ ثواب کرنا یا اس کو مرحوم کہنا کُفر ہے۔ (مدنی پنج سورہ، ص۴۰۳)

بھلائی کی مُہر اور گناہ معاف

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ فرماتے ہیں: جو یہ دعا کسی مجلس سے اٹھتے وقت تین مرتبہ پڑھے تو اس کی خطائیں مٹادی جاتی ہیں اور جو مجلسِ خَیر و مجلسِ ذِکر میں پڑھے تو اُس کیلئے خیر (یعنی بھلائی) پر مُہر لگادی جائے گی۔ وہ دعا یہ ہے:

سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ لَآ اِلٰـہَ اِلَّآ اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ

(سنن ابی داود، کتاب الادب، ص۶۶۷، ج۲)

بال مبارک کی برکت

حضرت سیدنا عمرو بن عاص رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ نے وصیت فرمائی تھی کہ میرے کفن میں تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بال شریف رکھ دیئے جائیں تاکہ قبر کی مشکل آسان ہو۔ اسی طرح حضرت سیدنا امیر معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ نے وصیت فرمائی کہ مجھے غسل دے کر میری آنکھوں اور لبوں پر سلطانِ دو جہاں صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ناخن اور بال شریف رکھ دیئے جائیں تاکہ حسابِ قبر میں آسانی ہو۔ معلوم ہوا کہ بال مبارک قبر کی مشکل آسان کرتے ہیں۔ (تفسیر صراط الجنان، ۲/۳۶۷، مکتبۃ المدینہ)

ایصالِ ثواب کا طریقہ

ایصالِ ثواب (یعنی ثواب پہنچانا) کیلئے دل میں نیّت کرلینا کافی ہے، مَثَلاً آپ نے کسی کوایک روپیہ خیرات دیایاایک بار دُرُود شریف پڑھایاکسی کوایک سنّت بتائی یا نیکی کی دعوت دی یاسنّتوں بھرابیان کیا، الغرض کوئی بھی نیکی کی۔ آپ دل ہی دل میں اس طرح نیّت کرلیں مَثَلاً ابھی میں نے جوسنّت بتائی اس کا ثواب سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کو پہنچے۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ثواب پہنچ جائے گا۔ مزید جن جن کی نیت کریں گے ان کو بھی پہنچے گا، دل میں نیت ہونے کے ساتھ ساتھ زبان سے کہہ لینا سنتِ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہے جیسا کہ حدیثِ سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں آیا کہ انہوں نے کنواں کھدوا کر فرمایا: ''یہ اُمِّ سعد کیلئے ہے۔''

(سنن ابی داود، کتاب الزکاۃ، باب فی فضل سقی الماء، الحدیث: ۱۶۸۱، ج۲، ص ۱۸۰)

ایصالِ ثواب کا مُروَّجہ طریقہ

آج کل مسلمانوں میں خُصُوصاً کھانے پر جوفاتحہ کا طریقہ رائج ہے وہ بھی بہت اچھا ہے جن کھانوں کا ایصالِ ثواب کرنا ہے وہ سارے یا سب میں سے تھوڑا تھوڑا کھانا نیز ایک گلاس میں پانی بھر کر سب کو سامنے رکھ لیں۔

اب اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھ کرایک بار

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَۙ﴿۱﴾ لَاۤ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَۙ﴿۲﴾ وَ لَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُۚ﴿۳﴾ وَ لَاۤ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْۙ﴿۴﴾ وَ لَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُؕ﴿۵﴾ لَكُمْ دِیْنُكُمْ وَلِیَ دِیْنِ۠﴿۶﴾

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قُلۡ ہُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ۚ﴿۱﴾ اَللّٰہُ الصَّمَدُ ۚ﴿۲﴾ لَمۡ یَلِدۡ ۬ۙ وَ لَمۡ یُوۡلَدۡ ۙ﴿۳﴾ وَ لَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ٪﴿۴﴾

ایک بار

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ الۡفَلَقِ ۙ﴿۱﴾ مِنۡ شَرِّ مَا خَلَقَ ۙ﴿۲﴾ وَ مِنۡ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۙ﴿۳﴾ وَ مِنۡ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الۡعُقَدِ ۙ﴿۴﴾ وَ مِنۡ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ٪﴿۵﴾

ایک بار

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ﴿۱﴾ مَلِکِ النَّاسِ ۙ﴿۲﴾ اِلٰہِ النَّاسِ ۙ﴿۳﴾ مِنۡ شَرِّ الۡوَسۡوَاسِ ۬ۙ الۡخَنَّاسِ ۪ۙ﴿۴﴾ الَّذِیۡ یُوَسۡوِسُ فِیۡ صُدُوۡرِ النَّاسِ ۙ﴿۵﴾ مِنَ الۡجِنَّۃِ وَ النَّاسِ ٪﴿۶﴾

ایک بار

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۙ﴿۱﴾ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۙ﴿۲﴾ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ؕ﴿۳﴾ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ؕ﴿۴﴾ اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ۙ﴿۵﴾ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۬ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ ٪﴿۷﴾

ایک بار

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الٓمّٓۚ﴿۱﴾ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَیْبَ ۛۚ فِیْهِ ۛۚ هُدًى لِّلْمُتَّقِیْنَۙ﴿۲﴾ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَۙ﴿۳﴾ وَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَ مَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَۚ وَ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ یُوْقِنُوْنَؕ﴿۴﴾ اُولٰٓىٕكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْۗ وَ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴿۵﴾

پڑھنے کے بعد یہ پانچ آیات پڑھیے:

﴿۱﴾ وَ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ۠﴿۱۶۳﴾ (پ۲،البقرة:۱۶۳)

﴿۲﴾ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ﴿۵۶﴾ (پ۸،الاعراف:۵۶)

﴿۳﴾ وَ مَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ﴿۱۰۷﴾ (پ۱۷،الانبیاء:۱۰۷)

﴿۴﴾ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا۠﴿۴۰﴾ (پ۲۲،الاحزاب:۴۰)

﴿۵﴾ اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓىٕكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِیِّؕ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا﴿۵۶﴾ (پ۲۲،الاحزاب:۵۶)

اب دُرُود شریف پڑھیے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ اٰلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ

صَلٰوۃً وَّ سَلَامًا عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَۚ﴿۱۸۰﴾ وَ سَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِیْنَۚ﴿۱۸۱﴾ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۠﴿۱۸۲﴾ (پ۲۳،الصّٰفّٰت:۱۸۰۔۱۸۲)

اب ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھانے والا بُلند آواز سے "اَلْفَاتِحَۃ" کہے، سب لوگ آہستہ سے سُوْرَۃُ الْفَاتِحَۃِ پڑھیں، اب فاتحہ پڑھانے والا اس طرح اعلان کرے: "میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ نے جو کچھ پڑھا ہے اُس کا ثواب مجھے دید یجئے۔" تمام حاضرین کہہ دیں: آپ کو دیا۔ اب فاتحہ پڑھانے والا ایصالِ ثواب کردے، ایصالِ ثواب کے الفاظ لکھنے سے قبل امامِ اہلسنت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ اللہ الرحمٰن فاتحہ سے قبل جو سورتیں وغیرہ پڑھتے تھے وہ تحریر کرتا ہوں:

اعلٰی حضرت رضی اللہ تعالٰی عنہ کا فاتحہ کا طریقہ

ایک بار

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَۙ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِۙ۝ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِؕ۝ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُؕ۝ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَۙ۝ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ ۙ۬ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّیْنَ۠۝

ایک بار

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ۬ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌؕ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِؕ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖؕ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْۚ وَ لَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَۚ وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَۚ وَ لَا یَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَاۚ وَ هُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ۝۲۵۵

تین بار

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قُلۡ ہُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ۚ﴿۱﴾ اَللّٰہُ الصَّمَدُ ۚ﴿۲﴾ لَمۡ یَلِدۡ ۬ۙ وَ لَمۡ یُوۡلَدۡ ۙ﴿۳﴾ وَ لَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ﴿۴﴾

ایصالِ ثواب کیلئے دعا کا طریقہ

یا اللہ! عزوجل جو کچھ پڑھا گیا (اگر کھانا وغیرہ ہے تو اس طرح سے بھی کہیں) اور جو کچھ کھانا وغیرہ پیش کیا گیا ہے بلکہ آج تک جو کچھ ٹوٹا پھوٹا عمل ہو سکا ہے اسکا ثواب ہمارے ناقص عمل کے لائق نہیں بلکہ اپنے کرم کے شایانِ شان مرحمت فرما اور اسے ہماری جانب سے اپنے پیارے محبوب، دانائے غُیُوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کی بارگاہ میں نذر پہنچا۔ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کے تَوَسُّط سے تمام انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام، تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تمام اولیائے عِظام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی جناب میں نذر پہنچا۔ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کے تَوَسُّط سے سَیِّدُنا آدم صَفِیُّ اللہ علیہ السلام سے لیکر اب تک جتنے انسان وجِنّات مسلمان ہوئے یا قیامت تک ہوں گے سب کو پہنچا، اس دَوران جن جن بزرگوں کو خُصُوصاً ایصالِ ثواب کرنا ہے ان کا نام بھی لیتے جائیں، اپنے ماں باپ اور دیگر رشتے داروں اور اپنے پیر و مرشد کو ایصالِ ثواب کریں۔ (فوت شدگان میں سے جن جن کا نام لیتے ہیں ان کو خوشی حاصل ہوتی ہے) اب حسبِ معمول دعا ختم کر دیں۔ (اگر تھوڑا تھوڑا کھانا اور پانی نکالا تھا تو وہ دوسرے کھانوں اور پانی میں ڈال دیں)

(نماز کے احکام، ص ۴۸۶۔۴۹۴)

امام کیلئے 30 مدنی پھول

از: بانیٔ دعوتِ اسلامی، عاشقِ اعلیٰ حضرت، شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ

اِمامت اسلام کی بہترین خدمت اور رزقِ حلال کے حصول کا عظیم ذریعہ ہے مگر لاپرواہی کے باعث مقتدیوں کی نمازوں کا بوجھ مَعَاذَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ جہنم میں پہنچا سکتا ہے لہٰذا ممکن ہو تو دعوتِ اِسلامی کے عالمگیر مرکز فیضانِ مدینہ محلّہ سوداگران پرانی سبزی منڈی کراچی (یا جہاں میسر آئے) میں اِمامت کورس ضرور ضرور ضرور کیجئے۔

﴿۱﴾ بہارِ شریعت کے ابتدائی چار حصّے پڑھ کر سمجھ لیجئے ضرورتاً علمائے اَہلسنت سے بھی رَہنمائی حاصل کر لیجئے۔

﴿۲﴾ نماز میں جو سورتیں اور اَذکار پڑھتے ہیں وہ لازماً کسی سُنّی قاری کو سنا دیں۔

﴿۳﴾ اگر معاشی پریشانی نہ ہو تو بلا اُجرت اِمامت اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ آپ کے لئے دونوں جہان میں باعثِ سعادت ہے۔

﴿٤﴾ بلا سخت مجبوری تنخواہ بڑھانے کا مطالبہ مناسب نہیں نیز زیادہ مُشاہَرے کے لالچ میں دوسری مسجد میں چلا جانا ایک اِمام کو کسی طرح زیب نہیں دیتا۔

﴿۵﴾ مہربانی کر کے پیشگی تنخواہ نہ لیں بلکہ پہلی تاریخ سے قبل بھی تنخواہ قبول نہ کریں کہ زندگی کا کیا بھروسہ!

﴿٦﴾ سوال کرنے، قرض مانگنے سے بچیں ورنہ اس کا نقصان خود ہی دیکھ لیں گے۔

﴿۷﴾ آجکل اِمام اپنے آپ کو خطیب اور موَذِّن خود کو نائب اِمام کہنا کہلوانا پسند کرنے لگے ہیں۔ اِمامُ الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے غلام کو اِمام اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و

سلم کے مؤذِّن سیِّدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دیوانے کو مؤذِّن کہلوانے میں شرم محسوس نہیں کرنی چاہئے۔

﴿۸﴾ لباسِ تقویٰ اِختیار کریں، جھوٹ، غیبت، چغلی، وعدہ خلافی وغیرہ گناہوں سے پرہیز کرتے رہیں اس سے آخرت کے خسارے کے ساتھ ساتھ دنیا میں بھی یہ نقصان ہوگا کہ لوگ آپ سے بدظن ہوں گے۔

﴿۹﴾ زیادہ بولنے، قہقہہ لگانے اور مذاق کرنے سے عزت اور رُعب میں کمی آتی ہے۔ مقتدیوں سے بے تکلف بھی نہ بنیں۔

﴿۱۰﴾ حُبِّ جاہ سے بچیں، شہرت وعزت بنانے کی خواہش آپ کیلئے باعثِ ہلاکت ثابت ہوسکتی ہے۔

﴿۱۱﴾ اِمام کا ملنسار ہونا بے حد ضروری ہے لہٰذا نمازوں کے بعد لوگوں سے ملاقات کریں پھر تھوڑی دیر کیلئے وہیں تشریف رکھیں مگر دنیا کی باتیں نہ کریں صرف دِینی گفتگو، وہ بھی آہستگی کے ساتھ ہو کہ نمازیوں وغیرہ کیلئے تشویش کا باعث نہ بنے۔

﴿۱۲﴾ جو اِمام ملنسار نہیں ہوتا لوگوں سے دُور دُور رہتا ہے، صرف اپنے جیسے یعنی داڑھی عمامے والوں ہی سے میل جول رکھتا ہے تو عام لوگ بھی اس سے دُور بھاگتے ہیں اور اگر اِمامت وغیرہ کے معاملے میں آڑا وقت آتا ہے تو تعاون حاصل نہیں ہوتا اور پھر...

﴿۱۳﴾ مؤذِّن صاحب اور خدّامِ مسجد سے بنا کر رکھیں، اِن پر حکم چلانے کے بجائے سعادت سمجھتے ہوئے مسجد کی صفائی اپنے ہاتھوں سے کرتے رہا کریں، دریاں خود بچھائیں، غیر ضروری پنکھے وغیرہ خود ہی بند کردیا کریں۔

﴿۱٤﴾ وُضو خانہ کی صفائی میں بھی خدّام کا ہاتھ بٹادیا کریں اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ محبت

بھری فضاء قائم ہوگی اور اِن کو مَدَنی قافلوں میں سفر کیلئے آمادہ کرنا آپ کیلئے آسان ہوگا۔

﴿۱۵﴾ مسجد انتظامیہ کے ساتھ ہرگز اُلجھاؤ پیدا نہ کریں، ان کے ساتھ حُسنِ سلوک سے پیش آئیں اور کوشش کرکے انہیں دعوتِ اسلامی کے قافلوں میں سفر کروائیں۔

﴿۱۶﴾ کسی بھی سُنّی امام وانتظامیہ سے ہرگز نہ بگاڑیں، اُن پر تنقیدیں کرکے انہیں اپنا مخالف نہ بنائیں اگر بالفرض آپ سے کبھی کوتاہی ہو بھی جائے تو فوراً معافی مانگ لیں۔ ہاں جس کی شَرعی غَلَطی ہو تو حُسنِ تدبیر کے ساتھ براہِ رَاست اس کی اِصلاح کریں۔

﴿۱۷﴾ اَطراف کی مساجد کے ائمَّۂ اَہلسُنَّت اور انتظامیہ سے مَراسم اُستوُار کریں اور انہیں دعوتِ اسلامی کے مَدَنی قافلوں میں سفر کا شرف دلوائیں۔

﴿۱۸﴾ جُمعہ وعیدَین کی شرائط میں سے یہ بھی ہے کہ اِنہیں قائم کرنے والا حاکمِ اسلام یا اس کا ماذُون (یعنی اِجازت یافتہ) ہو، فی زمانہ علمائے اَہلسُنَّت حاکمِ اسلام کے قائم مقام ہیں لہٰذا اپنے شہر کے سب سے بڑے سُنّی عالم (جس کی طرف لوگ شَرعی مسائل میں رُجوع کرتے ہوں) سے اجازت لے لیجئے، اب اجازت یافتہ اُسی مسجد وغیرہ میں جُمعہ وعیدَین قائم کرنے کیلئے دوسرے کو اجازت دے سکتا ہے۔ اگر پورے شہر میں کوئی بھی ایسا عالم نہ ہو تو عام لوگ جس کو چاہیں اپنے لئے جُمعہ وعیدَین کا امام بنا سکتے ہیں۔ (خصوصاً نئی تعمیر کردہ مسجد میں اس مسئلہ کا خیال رکھا جائے۔)

﴿۱۹﴾ جُمعہ وعیدَین میں خُطباتِ رَضَوِیَّہ ہی پڑھیں کہ یہ اللہ عزوجل کے وَلی اور عاشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور مجدِّدِ اعظم امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کے مُرتَّب شدہ ہیں، اُن کے الفاظ میں کمی بیشی نہ کریں کہ وَلی کی زبان وقلم سے نکلے ہوئے الفاظ بھی

تبرُّک ہوتے ہیں۔

﴿۲۰﴾ جُمُعہ کو عُمُوماً نمازیوں کی اکثریت خطبہ کے وقت پہنچتی ہے، ایسے میں لوگوں کی نفسیات کا خیال رکھنا ضروری ہے مثلاً مقرَّرہ وقت پر جماعت قائم ہونا، بیان میں دلچسپی کا سامان مُہیّا کرنا وغیرہ، بیان آسان اور سادہ الفاظ پر مشتمل ہو عوام میں اَدَق مضامین نہ چھیڑیں بلکہ اس اُصول کَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ عُقُوْلِهِمْ (یعنی لوگوں کی عقلوں کے مطابق کلام کرو) کو مدِّ نظر رکھیں، لوگ اَولیاءُ اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کی حکایات وکرامات عُمُوماً دلچسپی سے سنتے ہیں اور اگر اِن کو سُنَّتیں سکھائی جائیں تو ایک دم قریب آجاتے ہیں، قبر وآخرت کی تیاری کا ذہن بھی دیں، ہر بیان کا اِختتام دعوتِ اسلامی کے سُنَّتوں کی تربیت کے مَدَنی قافِلوں کی بَرَکتوں اور اُن میں سفر کی ترغیب پر ہو تو مدینہ مدینہ۔

﴿۲۱﴾ بیان، خطبہ، دعاء اور صلوٰۃ وسلام وغیرہ کیلئے حسبِ ضرورت اِسپیکر منہ کی سیدھ میں پہلے ہی سے جمالیں پھر اس کو آن (On) کریں ورنہ اِسکی کھڑ کھڑ کا انتہائی ناپسندیدہ شور مسجد میں گونجے گا۔

﴿۲۲﴾ عُلَمائے اَہلسُنَّت کے مابَین جن مسائل میں اِختلاف پایا جاتا ہے اُن کے بیان سے اِجتناب فرمائیں۔

﴿۲۳﴾ اگر آپ باصلاحیت عالِمِ دین ہیں تو روزانہ دَرسِ قرآن (ترجمہ کنزالایمان شریف سے) اور دَرسِ حدیث دینے کا شرف حاصل کریں۔

﴿۲۴﴾ بیان وغیرہ میں اپنے لیے عاجزانہ الفاظ کہتے وقت دل پر غور کرلیا کریں، اگر قلب عاجزی سے خالی ہو تو اِنکساری کے الفاظ سے آپ خود کو جھوٹ اور رِیاکاری کے گناہ سے کس طرح بچا سکیں گے۔

﴿۲۵﴾ دَرس وبیان سے قبل تیاری کی عادت بنائیں، ضرورتاً علمائے اَہلسنّت کی کتب سے فوٹو کاپیاں کروا کر اپنی ڈائری میں چسپاں کرلیں۔

﴿۲۶﴾ دیگر کتبِ دینیہ کے ساتھ ساتھ حُسَّامُ الحَرَمَین، اِحیاءُ العلوم، منہاج العابدین وغیرہ بھی مطالعہ میں رکھیں۔

﴿۲۷﴾ روزانہ فیضانِ سُنَّت کے دَرس میں شرکت فرمایا کریں اور ضرورتاً خود بھی دَرس دے دیا کریں۔

﴿۲۸﴾ آپ کی مسجد سے ہفتہ وار علاقائی دَورہ برائے نیکی کی دعوت ضرور ہونا چاہئے، اُس میں آپ خود بھی شریک رہیں پھر دیکھیں آپ کی مسجد میں سُنَّتوں کی کیسی بہار آتی ہے، اِنْ شَآءَ اللّٰه عَزَّوَجَلَّ۔

﴿۲۹﴾ ہر ماہ کم از کم تین دن مَدَنی قافِلے میں سفر کو اپنا معمول بنائیں، اِنْ شَآءَ اللّٰه عَزَّوَجَلَّ آپ کی بیٹری چارج ہوتی رہے گی۔

﴿۳۰﴾ ہر ماہ مَدَنی اِنعامات کا فارم پُر کر کے ذِمّہ دار اِسلامی بھائی کو جمع کرواتے رہیں، اِنْ شَآءَ اللّٰه عَزَّوَجَلَّ تقویٰ پیدا ہوگا۔

اِقامت کے بعد امام صاحِب اعلان کریں

اپنی ایڑیاں، گردنیں اور کندھے ایک سیدھ میں کر کے صَف سیدھی کر لیجئے، دو آدمیوں کے بیچ میں جگہ چھوڑنا گناہ ہے، کندھے سے کندھا مَس یعنی ٹچ(Touch) کیا ہوا رکھنا واجب، صف سیدھی رکھنا واجب اور جب تک اگلی صَف کونے تک پوری نہ ہو جائے جان بوجھ کر پیچھے نَماز شروع کر دینا ترکِ واجب، ناجائز اور گناہ ہے، 15 سال سے چھوٹے نابالِغ بچّوں کو صَفوں میں کھڑا نہ رکھئے، انہیں کونے میں بھی نہ بھیجئے

چھوٹے بچّوں کی صَف سب سے آخر میں بنایئے۔(نماز کے احکام،ص ۲۶۷،تفصیلی معلومات کیلئے دیکھئے: فتاویٰ رضویہ،ج۷،ص ۲۱۹۔۲۲۵)

نیکی کی دعوت

ہم اللہ عزوجل کے عاجز بندے اوراس کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ادنیٰ غلام ہیں، یقیناً زندگی بے حد مختصر ہے، ہم لمحہ بہ لمحہ موت کے قریب ہوتے جارہے ہیں، عنقریب ہمیں اندھیری قبر میں اُتار دیا جائے گا۔نجات تمام جہانوں کے پالنےوالے خدائے اَحکَمُ الحاکِمین جَلَّ جَلالُہٗ کی اطاعت اور مؤمنین پر رحم وکرم فرمانے والے رسولِ کریم رء وف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سُنّتوں کے اِتباع میں ہے۔دعوتِ اسلامی کا ایک مَدَنی قافلہ........شہر سے آپ کے علاقے کی........مسجد میں آیا ہوا ہے، ہم نیکی کی دعوت کیلئے حاضر ہوئے ہیں، آپ سے عرض ہے کہ آپ بھی ہمارا ساتھ دیجئے........مسجد میں ابھی بیان جاری ہے، آپ ابھی تشریف لے چلئے اور چل کر بیان میں شرکت فرمالیجئے، ہم آپ کو لینے کے لیے آئے ہیں، آیئے تشریف لے چلئے۔۔۔اگر ابھی نہیں آسکتے تو نمازِ مغرب وہیں اَدا فرمالیجئے، نماز کے بعد اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سُنّتوں بھرا بیان ہوگا آپ سے عاجزانہ التجا ہے بیان ضرور سنئے گا، اللہ عزوجل آپ کو دونوں جہان کی بھلائیاں نصیب فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

دعائیں

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا　　عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

یَا رَبِّ بِالْمُصْطَفٰی بَلِّغْ مَقَاصِدَنَا　　وَاغْفِرْ لَنَا مَا مَضٰی یَا وَاسِعَ الْکَرَمٖ

اَللّٰھُمَّ رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ

ترجمہ: اے میرے رب! مجھے نماز کا قائم کرنے والا رکھ اور کچھ میری اولاد کو اے ہمارے رب، اور میری دعا سن لے۔ اے ہمارے رب! مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہوگا۔

اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا ھَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّۃَ اَعْیُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا

ترجمہ: اے ہمارے رب! ہمیں دے ہماری بیبیوں اور ہماری اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک اور ہمیں پرہیز گاروں کا پیشوا بنا۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَآئِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ

(نماز کے احکام، نماز جنازہ کا طریقہ، ص۳۸۳)

ترجمہ: الٰہی! عزوجل بخش دے ہمارے ہر زندہ کو اور ہمارے ہر مُتَوَفّٰی کو اور ہمارے ہر حاضر کو اور ہمارے ہر غائب کو اور ہمارے ہر چھوٹے کو اور ہمارے ہر بڑے کو اور ہمارے ہر مرد کو اور ہماری ہر عورت کو، الٰہی عزوجل تو ہم میں سے جس کو زندہ رکھے تو اسکو اسلام پر زندہ رکھ اور ہم میں سے جس کو موت دے تو اسکو ایمان پر موت دے۔

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ
تَبَارَکْتَ یَاذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ

(صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلوۃ ،باب استحباب الذکر بعد الصلاۃ...الخ،

الحدیث:۵۹۲،ص۲۹۸)

ترجمہ: اے اللہ! عزوجل تو سلام ہے اور تجھ ہی سے سلامتی ہے تو برکت والا

ہے اے جلال اور بزرگی والے۔

فَسَہِّلْ یَا اِلٰہِیْ کُلَّ صَعْبٍ بِحُرْمَتِ سَیِّدِ الْاَبْرَارِ سَہِّلْ

(مدنی پنج سورہ،ختم قادریہ،ص ۲۶۱)

ترجمہ:اے میرے اللہ! عزوجل نیکوں کے سردار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے

میں تمام مشکلات حل فرما۔

اَللّٰھُمَّ اَعِنَّا عَلٰی ذِکْرِكَ وَشُکْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ

(فردوس الاخبار للدیلمی،الحدیث:۱۷۲۲،ج۱،ص۲۴۲)

ترجمہ: اے ہمارے اللہ! عزوجل ہمیں اپنے ذکر وشکر اور اچھی طرح عبادت

کرنے کی توفیق عطا فرما۔

اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ کِتَابِیْ بِیَمِیْنِیْ وَحَاسِبْنِیْ حِسَاباً یَّسِیْرًا

(ھمارا اسلام،اچھی اچھی دعائیں،حصہ۳،ص۱۶۲)

ترجمہ: اے اللہ! عزوجل مجھے میرا نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں عطا فرما اور مجھ

سے آسان حساب لے۔

اَللّٰھُمَّ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ

ترجمہ: اے میرے رب! عزوجل بخش دے اور رحم فرما اور تو سب سے برتر رحم کرنے والا۔

اٰمِیْن اٰمِیْن یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ بِجَاہِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

غمخواری کا ثواب

فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم: جو شخص اپنے کسی (مسلمان) بھائی کی مصیبت میں تعزیت کرتا (یعنی تسلّی دیتا) ہے اللہ عزوجل بروز قیامت اسے عزّت کا لباس پہنائے گا۔ (الترغیب والترھیب، ج ٤، ص ٣٤٤)

مسجد میں ہنسنے کی سزا

حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: اَلضَّحِكُ فِی الْمَسْجِدِ ظُلْمَةٌ فِی الْقَبْرِ یعنی "مسجد میں ہنسنا قبر میں اندھیرا (لاتا) ہے۔"

(الفردوس بماثور الخطاب، ج ٢، ص ٤١، حدیث ٣٧٠٦)

نام کتاب	مصنف	مطبوعہ
کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بن نقی علی خان ۱۳۴۰ھ	برکات رضا ھند
التفسیر الکبیر	امام محمد بن عمر فخر الدین رازی ۶۰۶ھ	دار احیاء التراث العربی بیروت
الدر المنثور	امام جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر السیوطی ۹۱۱ھ	دار الفکر بیروت
المؤطا	امام مالک بن انس ۱۷۹ھ	دار المعرفۃ بیروت
الآثار	امام ابو یوسف یعقوب بن ابراھیم الانصاری ۱۸۲ھ	المکتبۃ الشاملۃ
صحیح البخاری	امام ابوعبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری ۲۵۶ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت
صحیح مسلم	امام ابو الحسین مسلم بن الحجاج القشیری ۲۶۱ھ	دار ابن حزم بیروت
سنن ابن ماجہ	امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ ۲۷۳ھ	دار المعرفۃ بیروت
سنن ابی داود	امام ابو داود سلیمان بن اشعث ۲۷۵ھ	دار الفکر بیروت
سنن الترمذی	امام ابو عیسٰی محمد بن عیسٰی ترمذی ۲۷۹ھ	دار الفکر بیروت
المصنف	الحافظ عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبۃ ۲۳۵ھ	دار الفکر بیروت
المسند	امام احمد بن حنبل ۲۴۱ھ	دار الفکر بیروت
سنن الدارمی	امام عبد اللہ بن عبد الرحمن الدارمی ۲۵۵ھ	دار الفکر بیروت
السنن الکبری	امام ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب النسائی ۳۰۳ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت
المعجم الکبیر	امام ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی ۳۶۰ھ	دار احیاء التراث العربی بیروت
المعجم الاوسط	امام ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی ۳۶۰ھ	دار الفکر بیروت
المستدرک	امام محمد بن عبد اللہ الحاکم النیشاپوری ۴۰۵ھ	دار المعرفۃ بیروت
حلیۃ الاولیاء	امام ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصبہانی ۴۳۰ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت

شعب الایمان	امام ابو بکر احمد بن الحسین البیھقی۴۵۸ھ	دار الکتب العلمیة بیروت
فردوس الاخبار	امام حافظ ابوشجاع شیرویه بن شهر دار الدیلمی ۵۰۹ھ	دارالفکر بیروت
الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان	امیر علاء الدین علی بن بلبان فارسی ۷۳۹ھ	دار الکتب العلمیة بیروت
مشکاة المصابیح	امام محمد بن عبد اللّٰہ الخطیب التبریزی ۷۴۲ھ	دار الکتب العلمیة بیروت
مجمع الزوائد	امام نور الدین علی بن ابی بکر۸۰۷ھ	دار الفکر بیروت
الجامع الصغیر	امام جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر السیوطی ۹۱۱ھ	دار الکتب العلمیة بیروت
جمع الجوامع	امام جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر السیوطی ۹۱۱ھ	دار الفکر بیروت
کشف الخفاء	امام اسماعیل بن محمد جراحی ۱۱۶۲ھ	دار الکتب العلمیة بیروت
مرقاة المفاتیح	امام نور الدین علی بن سلطان (ملا علی قاری) ۱۰۱۴ھ	دار الفکر بیروت
رد المحتار	محمد امین بن عمر المعروف ابن عابدین۱۲۵۲ھ	دارالمعرفة بیروت
فتاوی رضویه	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بن نقی علی خان۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن مرکزالاولیاء
بهار شریعت	محمد امجد علی اعظمی ۱۳۶۷ھ	مکتبة المدینه باب المدینه
همارا اسلام	مفتی محمد خلیل خان برکاتی۱۴۰۵ھ	فرید بک سٹال مرکز الاولیاء
نماز کے احکام	امیر اهلسنت محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتهم العالیه	مکتبة المدینه باب المدینه
الصواعق المحرقة	امام احمد بن حجر الهیتمی المکی ۹۷۴ھ	مدینة الاولیاء (ملتان)
قصیدة البردة	امام شرف الدین محمد بن سعید البوصیری۶۹۵ھ	ضیاء القرآن پبلکشنزلاهور
حدائق بخشش	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بن نقی علی خان۱۳۴۰ھ	مکتبة المدینه باب المدینه
ذوق نعت	علامه مولانا حسن رضا بن نقی علی خان ۱۳۲۶ھ	برکات رضا هند
مدنی پنج سوره	امیر اهلسنت محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتهم العالیه	مکتبة المدینه باب المدینه
فرهنگ آصفیه (لغت)	سید احمد دهلوی۱۹۱۶ء	مرکز الاولیاء(لاهور)
اردو لغت	اردو لغت بورڈ	باب المدینه(کراچی)

مجلس المدینة العلمیة کی طرف سے پیش کردہ190کتب ورسائل مع عنقریب آنے والی 14 کتب ورسائل

﴿شعبہ کُتُبِ اعلیٰ حضرت علیه رحمة رب العزت﴾

اردو کتب:

1......الملفوظ المعروف بہ ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت (حصہ اول) (کل صفحات250)

2......کرنسی نوٹ کے شرعی احکامات (کِفْلُ الْفَقِیْہِ الْفَاھِمِ فِیْ اَحْکَامِ قِرْطَاسِ الدَّرَاھِمِ) (کل صفحات199)

3......فضائلِ دعا (اَحْسَنُ الْوِعَاءِ لِآدَابِ الدُّعَاءِ مَعَہٗ ذَیْلُ الْمُدَّعَا لِاَحْسَنِ الْوِعَاءِ) (کل صفحات326)

4......والدین، زوجین اور اساتذہ کے حقوق (اَلْحُقُوْقُ لِطَرْحِ الْعُقُوْقِ) (کل صفحات125)

5......اعلیٰ حضرت سے سوال جواب (اِظْھَارُ الْحَقِّ الْجَلِیْ) (کل صفحات100)

6......ایمان کی پہچان (حاشیہ تمہیدِ ایمان) (کل صفحات:74)

7......ثبوتِ ہلال کے طریقے (طُرُقُ اِثْبَاتِ ھِلَالٍ) (کل صفحات:63)

8......ولایت کا آسان راستہ (تصورِ شیخ) (اَلْیَاقُوْتَۃُ الْوَاسِطَۃُ) (کل صفحات:60)

9......شریعت وطریقت (مَقَالُ الْعُرَفَاءِ بِاِعْزَازِ شَرْعٍ وَعُلَمَاءِ) (کل صفحات:57)

10......عیدین میں گلے ملنا کیسا؟ (وِشَاحُ الْجِیْدِ فِیْ تَحْلِیْلِ مُعَانَقَۃِ الْعِیْدِ) (کل صفحات:55)

11......حقوق العباد کیسے معاف ہوں (اعجب الامداد) (کل صفحات47)

12......معاشی ترقی کا راز (حاشیہ وتشریح تدبیرِ فلاح ونجات واصلاح) (کل صفحات:41)

13......راہِ خدا عزَّوجلَّ میں خرچ کرنے کے فضائل (رَادُّ الْقَحْطِ وَالْوَبَاءِ بِدَعْوَۃِ الْجِیْرَانِ وَمُوَاسَاۃِ الْفُقَرَاءِ) (کل صفحات:40)

14......اولاد کے حقوق (مشعلة الارشاد) (کل صفحات31)

15......الملفوظ المعروف بہ ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت (حصہ دوم) (کل صفحات226)

عربی کتب:

16، 17، 18، 19، 20......جَدُّ الْمُمْتَارِ عَلٰی رَدِّالْمُحْتَارِ (المجلد الاوّل والثانی والثالث والرابع والخامس) (کل صفحات570، 672، 713، 650، 483)

21...... اَلزَّمْزَمَۃُ الْقَمَرِیَّۃِ (کل صفحات:93) 22...... تَمْھِیْدُ الْاِیْمَانِ۔ (کل صفحات:77)

23......کِفْلُ الْفَقِیْہِ الْفَاھِمِ (کل صفحات:74) 24...... اَجْلَی الْاِعْلَامِ (کل صفحات:70)

25......اِقَامَۃُ الْقِیَامَۃِ (کل صفحات:60) 26...... اَلْاِجَازَاتُ الْمَتِیْنَۃُ (کل صفحات:62)

27......اَلْفَضْلُ الْمَوْھَبِیُ (کل صفحات:46) 28......التعلیق الرضوی علی صحیح البخاری (کل صفحات458)

عنقریب آنے والی کتب

1......جَدُّ الْمُمْتَارِ عَلٰی رَدِّالْمُحْتَارِ (المجلد السادس) 2......اولاد کے حقوق کی تفصیل (مشعلة الارشاد)

﴿شعبہ تراجم کتب﴾

عنقریب آنے والی کتب

1......راہ نجات و مہلکات جلد اوّل (الحدیقۃ الندیۃ)
2......حلیۃ الاولیاء (مترجم، جلد 2، قسط 1)

﴿شعبہ درسی کتب﴾

1......اتقان الفراسة شرح ديوان الحماسه(کل صفحات:325)

2......نصاب الصرف (کل صفحات:343)

3......اصول الشاشي مع احسن الحواشي(کل صفحات:299)

4......نحو میرمع حاشیہ نحو منیر(کل صفحات:203)

5......دروس البلاغة مع شموس البراعة(کل صفحات:241)

6......گلدستہ عقائد واعمال (کل صفحات :180)

7......مراح الارواح مع حاشيةضياء الاصباح (کل صفحات:241)

8......نصاب التجويد (کل صفحات:79)

9......نزهة النظر شرح نخبة الفكر (کل صفحات:280)

10......صرف بہائی مع حاشیہ صرف بنائی(کل صفحات:55)

11......عناية النحو في شرح هداية النحو(کل صفحات:175)

12......تعریفاتِ نحویہ (کل صفحات:45)

13......الفرح الكامل على شرح مئة عامل(کل صفحات: 158)

14......شرح مئة عامل(کل صفحات:44)

15......الاربعين النووية في الأحاديث النبوية (کل صفحات:155)

16......المحادثة العربية(کل صفحات:101)

17......نصاب النحو(کل صفحات:288)

18......نصاب المنطق(کل صفحات:168)

19......مقدمةالشيخ مع التحفةالمرضية (کل صفحات:119)

20......تلخیص اصول الشاشی(کل صفحات144)

21......نورالايضاح مع حاشيةالنوروالضياء (کل صفحات392)

22......نصاب اصولِ حدیث(کل صفحات 95)

23......شرح العقائد مع حاشيةجمع الفرائد(کل صفحات384)

24......خاصیات ابواب(کل صفحات:141)

عنقریب آنے والی کتب

1......قصیدہ بردہ مع شرح خرپوتی　2......انوارالحدیث(مع تخریج وتحقیق)　3......نصاب الادب

﴿شعبہ تخریج﴾

عنقریب آنے والی کتب

﴿شعبہ اصلاحی کتب﴾

شعبہ امیر اہلسنت دامت برکاتھم العالیہ

عنقریب آنے والے رسائل

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ہر جُمُعہ کو خطیب قبل از اذانِ خطبہ منبر پر چڑھنے سے پہلے یہ اعلان کرے:

''بِسمِ اللّٰہ'' کے سات حُرُوف کی نِسبت سے خُطبے کے 7 مَدَنی پھول

❁ **حدیثِ پاک** میں ہے: ''جس نے جُمُعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگیں اُس نے جہنَّم کی طرف پُل بنایا۔'' (ترمذی ج ۲ ص ۴۸ حدیث ۵۱۳) اس کے ایک معنٰی یہ ہیں کہ اس پر چڑھ چڑھ کر لوگ جہنَّم میں داخل ہونگے۔ (حاشیۂ بہارِ شریعت ج ۱ ص ۷۶۱، ۷۶۲)

❁ **خطیب** کی طرف منہ کرکے بیٹھنا سنّتِ صَحابہ ہے۔

❁ **بزرگانِ دین** رَحِمَہُمُ اللّٰہُ المُبِین فرماتے ہیں: دوزانو بیٹھ کر خطبہ سنے، پہلے خطبے میں ہاتھ باندھے، دوسرے میں زانو پر ہاتھ رکھے تو اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ دو رَکعت کا ثواب ملے گا۔

(مِراٰۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۳۸)

❁ **اعلٰی حضرت امام احمد رضاخان** عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحمٰن فرماتے ہیں: خُطبے میں حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا نامِ پاک سُن کر دل میں دُرُود پڑھیں کہ زبان سے سُکوت (یعنی خاموشی) فرض ہے۔ (فتاوٰی رضویہ مُخَرَّجہ ج ۸ ص ۳۶۵)

❁ **''دُرِّ مختار''** میں ہے: خُطبے میں کھانا پینا، کلام کرنا اگرچہ سُبْحٰنَ اللّٰہ کہنا، سلام کا جواب دینا یا نیکی کی بات بتانا **حرام** ہے۔ (دُرِّمُختار ج ۳ ص ۳۹)

❁ **اعلٰی حضرت** رَحمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ **فرماتے ہیں**: بحالتِ خطبہ چلنا **حرام** ہے۔ یہاں تک عُلَمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السّلام **فرماتے ہیں** کہ اگر ایسے وقت آیا کہ خطبہ شروع ہو گیا تو مسجِد میں جہاں تک پہنچا وَہیں رُک جائے، آگے نہ بڑھے کہ یہ عمل ہوگا اور حالِ خطبہ میں کوئی عمل رَوا (یعنی جائز) نہیں۔ (فتاوٰی رضویہ مُخَرَّجہ ج ۸ ص ۳۳۳)

❁ **اعلٰی حضرت** رَحمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: خُطبے میں کسی طرف گردن پھیر کر دیکھنا (بھی) **حرام** ہے۔ (اَیضاً ص ۳۳۴)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

خُطبۂ جمعہ کے اَہم مَدَنی پھول

مسئلہ: خطبۂ جمعہ میں شرط یہ ہے کہ وقت میں ہو اور نماز سے پہلے اور ایسی جماعت کے سامنے ہو جو جمعہ کیلئے شرط ہے (یعنی کم سے کم خطیب کے سوا تین مرد) اور اتنی آواز سے ہو کہ پاس والے سُن سکیں اور اگر کوئی اَمرِ مانع نہ ہو تو اگر زوال سے پیشتر خطبہ پڑھ لیا یا نماز کے بعد پڑھا یا تنہا پڑھا یا عورتوں بچوں کے سامنے پڑھا تو ان سب صورتوں میں جمعہ نہ ہوا اور اگر بہروں یا سونے والوں کے سامنے پڑھا یا حاضرین دُور ہیں کہ سُنتے نہیں یا مسافر یا بیماروں کے سامنے پڑھا جو عاقل بالغ مَرد ہیں تو ہو جائے گا۔

مسئلہ: خطبہ و نماز میں اگر زیادہ فاصلہ ہو جائے تو وہ خطبہ کافی نہیں۔

مسئلہ: خطبہ میں یہ چیزیں سنّت ہیں: خطیب کا پاک ہونا، کھڑا ہونا، خطبۂ جمعہ سے پہلے خطیب کا بیٹھنا، خطیب کا منبر پر ہونا اور سامعین کی طرف مونھ اور قبلہ کو پیٹھ کرنا اور بہتر یہ ہے کہ منبر محراب کی بائیں جانب ہو، حاضرین کا امام کی طرف مُتوجِّہ ہونا، خطبے سے پہلے اعوذ باللہ آہستہ پڑھنا، اتنی بلند آواز سے خطبہ پڑھنا کہ لوگ سنیں، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ سے شروع کرنا، اللہ عزوجل کی ثناء کرنا، اللہ عزوجل کی وحدانیت اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم کی رسالت کی شہادت دینا، حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم پر درود بھیجنا، کم سے کم ایک آیت کی تلاوت کرنا، پہلے خطبے میں وعظ و نصیحت ہونا، دوسرے میں حمد و ثناء و شہادت و دُرُود کا اِعادہ کرنا، دوسرے میں مسلمانوں کیلئے دُعا کرنا، دونوں خطبے ہلکے ہونا، دونوں کے درمیان بقدر تین آیت پڑھنے کے بیٹھنا، مستحب یہ ہے کہ دوسرے خطبے میں آواز بہ نسبت پہلے کے پست ہو اور خلفائے راشدین و عمّین مکرّمین حضرت حمزہ اور عباس رضی اللہ تعالٰی عنہم کا ذکر ہو۔

مسئلہ: خطبے میں آیت نہ پڑھنا یا دونوں خطبوں کے درمیان جلسہ نہ کرنا یا اثنائے خطبہ میں کلام کرنا مکروہ ہے البتہ اگر خطیب نے نیک بات کا حکم کیا یا بری بات سے منع کیا تو اُسے اِس کی مُمانعت نہیں۔

مسئلہ: غیر عَرَبی میں خطبہ پڑھنا یا عَرَبی کے ساتھ دوسری زَبان خطبے میں خَلْط کرنا خلافِ سنّتِ متوارثہ ہے یوہیں خطبے میں اشعار پڑھنا بھی نہ چاہئیں اگرچہ عربی ہی کے ہوں ہاں دو ایک شعر عربی پند و نصائح کے اگر پڑھ دیئے تو حَرَج نہیں۔ (ماخوذ از بہارِ شریعت، ج 1، ص 766،769)

خُطباتِ رضویہ

از: امام اہلسنّت، مجدّدِ دین و ملّت، شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرّحمٰن

خُطبۂ اُولیٰ جُمُعہ

شروع میں بسم اللہ نہ پڑھئے صرف آہستہ سے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھ لیجئے (ماخوذ از فتاوٰی رضویہ ج ۸ ص ۳۰۲)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ فَضَّلَ سَیِّدَنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدًا

تمام تعریفیں اللہ کو جس نے فضیلت بخشی ہمارے سردار اور ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ جَمِیْعًا ط

تمام عالم پر

وَاَقَامَہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ لِلْمُذْنِبِیْنَ الْمُتَلَوِّثِیْنَ الْخَطَّائِیْنَ

اور انہیں روزِ قیامت گنہگاروں (برائیوں سے) آلودہ ہونیوالوں، سخت خطاکاروں،

الْهَالِكِيْنَ شَفِيْعًا ط فَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى وَسَلَّمَ وَبَارَكَ

ہلاک ہونیوالوں کیلئے شفاعت کا مقام عطا فرمایا پس اللہ تعالیٰ آپ پر درود وسلام اور برکت

عَلَيْهِ ط وَعَلٰى كُلِّ مَنْ هُوَ مَحْبُوْبٌ وَّ مَرْضِيٌّ لَّدَيْهِ

نازل فرمائے ۔ اور ان سب پر جو اس کے نزدیک اچھے اور پسندیدہ ہیں

صَلَاةً تَبْقٰى وَتَدُوْمُ بِدَوَامِ الْمَلِكِ الْحَيِّ الْقَيُّوْمِ ط

وہ درود کہ باقی رہے بادشاہ حی قیوم کے دوام کے ساتھ دائم رہے

وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ط وَ

اور میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے اس کا کوئی ساجھی نہیں اور

اَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ط

شہادت دیتا ہوں کہ بیشک ہمارے سردار اور ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اُس کے بندے اور اُسکے رسول ہیں

بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ اَرْسَلَهٗ ط صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ

اس نے ان کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا۔ ان پر اور ان کے جملہ آل و اصحاب پر اللہ تعالیٰ درود

وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ ط اَمَّا بَعْدُ

و برکت اور سلام نازل فرماتے ۔ لیکن بعد اس

فَيَا اَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ ط رَحِمَنَا وَرَحِمَكُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى ط اُوْصِيْكُمْ

کے پس اے ایمان والو! ہم پر اور تم پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔ وصیت کرتا ہوں تم کو

وَنَفْسِيْ بِتَقْوَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فِي السِّرِّ وَالْاِعْلَانِ ط

اور اپنے نفس کو پرہیزگاری کی اللہ عزوجل کے لئے تنہائی میں اور لوگوں کے سامنے

فَاِنَّ التَّقْوٰى سَنَامُ ذُرَى الْاِيْمَانِ ط وَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ

اس لئے کہ پرہیزگاری ایمان کی انتہائی بلندی ہے اور اللہ کو یاد کرو

كُلِّ شَجَرٍ وَّحَجَرٍ ط وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ط

ہر درخت اور پتھر کے نزدیک ۔ اور جان رکھو کہ اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے

وَاَنَّ اللّٰہَ لَیْسَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ط وَاقْتَفُوْا آثَارَ
اور اللہ تعالیٰ غافل نہیں ہے اس سے جو تم عمل کرتے ہو اور سید المرسلین

سُنَنِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط صَلَوَاتُ اللّٰہِ تَعَالٰی وَسَلَامُہٗ
(علیہ الصلوۃ والتسلیم) کی سنتوں کی پیروی کرو۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور اس کا سلام

عَلَیْہِ وَعَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ ط فَاِنَّ السُّنَنَ ھِیَ الْاَنْوَارُ ط
اُن پر اور ان سب پر (یعنی جملہ انبیاء کرام پر) اس لئے کہ سنتیں یہی انوار ہیں۔

وَزَیِّنُوْا قُلُوْبَکُمْ بِحُبِّ ھٰذَا النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ ط عَلَیْہِ وَعَلٰی
اور مزین کرو اپنے دلوں کو اس نبی کریم کی محبت سے آپ پر اور

اٰلِہٖ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَالتَّسْلِیْمِ ط فَاِنَّ الْحُبَّ ھُوَ الْاِیْمَانُ
آپ کی آل پر بہترین درود اور سلام اس لئے کہ محبت وہی ایمان ہے

کُلُّہٗ ط اَلَا لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا مَحَبَّۃَ لَہٗ ط اَلَا لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا
پورا، خبردار نہیں ہے ایمان اس کے لئے جسے آپ سے محبت نہیں خبردار نہیں ہے ایمان اس کے

مَحَبَّۃَ لَہٗ ط اَلَا لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا مَحَبَّۃَ لَہٗ ط رَزَقَنَا اللّٰہُ
لئے جسے آپ سے محبت نہیں خبردار نہیں ہے ایمان اس کے لئے جسے آپ سے محبت نہیں خدا ہمیں

تَعَالٰی وَاِیَّاکُمْ حُبَّ حَبِیْبِہٖ ھٰذَا النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ ط
اور تمہیں اپنے حبیب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نصیب فرمائے۔

عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ اَکْرَمُ الصَّلٰوۃِ وَالتَّسْلِیْمِ ط کَمَا یُحِبُّ
ان پر اور ان کی آل پر بزرگ ترین درود و سلام جیسا کہ محبوب رکھتا ہے

رَبُّنَا وَیَرْضٰی ط وَاسْتَعْمَلَنَا وَاِیَّاکُمْ بِسُنَّتِہٖ ط وَحَیَّانَا وَ
ہمارا رب اور راضی ہوتا ہے اور انکی سنت کے مطابق ہم سے اور تم سے عمل لے اور زندہ رکھے ہمیں اور

اِیَّاکُمْ عَلٰی مَحَبَّتِہٖ ط وَتَوَفَّانَا وَاِیَّاکُمْ عَلٰی مِلَّتِہٖ ط وَ
تمہیں ان کی محبت پر اور ان کے مذہب پر ہمکو اور تم کو وفات دے اور

حَشَرَنَا وَاِيَّاكُمْ فِيْ زُمْرَتِهٖ ط وَسَقَانَا وَاِيَّاكُمْ مِّنْ
ان کے گروہ میں ہمیں اور تمہیں اٹھائے اور پلائے ہم کو اور تم کو ان کے

شَرْبَتِهٖ ط شَرَابًا هَنِيْئًا مَّرِيْئًا سَائِغًا لَّا نَظْمَأُ بَعْدَهٗ
شربت سے وہ شربت کہ پسند اور مزیدار اور بآسانی گلے سے فرو ہونیوالا ہے نہیں پیاسے ہوں گے

اَبَدًا ط وَاَدْخَلَنَا وَاِيَّاكُمْ فِيْ جَنَّتِهٖ ط بِمَنِّهٖ وَرَحْمَتِهٖ
اس کے بعد کبھی۔ اور داخل کرے ہم کو اور تم کو اپنی جنت میں اپنے احسان اور اپنی رحمت سے

وَكَرَمِهٖ وَرَأْفَتِهٖ ط اِنَّهٗ هُوَ الرَّءُوْفُ الرَّحِيْمُ ط عَنِ النَّبِيِّ
اور اپنے کرم اور اپنی مہربانی سے بے شک وہی مہربان رحمت والا ہے۔ نبی

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ط اَلْبِرُّ لَا يَبْلٰى وَالذَّنْبُ
صلی اللہ علیہ وسلم سے (مروی ہے) نیکی پرانی نہ ہوگی اور گناہ

لَا يُنْسٰى وَالدَّيَّانُ لَا يَمُوْتُ ط اِعْمَلْ مَا شِئْتَ كَمَا
بھلایا نہ جائے گا اور بدلہ دینے والا نہ مرے گا کرجو کچھ چاہے تو جیسا

تَدِيْنُ تُدَانُ ط اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط
کرے گا بدلہ دیا جائے گا۔ اللہ کی پناہ چاہتا ہوں شیطان مردود سے

﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ﴿۷﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ
(ترجمۂ کنز الایمان: تو جو ایک ذرّہ بھر بھلائی کرے اسے دیکھے گا اور جو ایک ذرّہ

مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ﴿۸﴾﴾[1] بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ
بھر برائی کرے اسے دیکھے گا برکت دے اللہ تعالٰی ہمارے لئے اور تمہارے لئے عظمت

الْعَظِيْمِ ط وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ط
والے قرآن میں اور نفع دے ہمکو اور تمکو آیتوں اور حکمت والے ذکر کے ذریعہ

اِنَّهٗ تَعَالٰى مَلِكٌ كَرِيْمٌ جَوَادٌ بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ط اَقُوْلُ
بے شک وہ عالی ذات بادشاہ کریم جواد احسان فرمانے والا مہربان رحمت والا ہے۔ کہتا ہوں میں

---

[1] (پ ۳۰، الزلزال: ۷، ۸)

قَوْلِیْ ھٰذَا وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِیْ وَلَكُمْ وَلِسَآئِرِ الْمُؤْمِنِیْنَ
اپنی یہ بات اور مغفرت چاہتا ہوں اللہ سے اپنے لئے اور تمہارے لئے اور سارے مسلمان مردوں

وَالْمُؤْمِنَاتِ ط اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ط
اور عورتوں کے لئے بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے

خُطبۂ ثانیۂ جُمُعہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِیْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَ
تمام تعریفیں اللہ کو ہم اس کی ثنا کرتے ہیں اور اس سے مدد چاہتے ہیں اور اس سے بخشش چاہتے ہیں

نُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَیْهِ ط وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ
اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور اس پر بھروسا کرتے ہیں اور پناہ چاہتے ہیں اللہ کی اپنے

اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا ط مَنْ یَّهْدِهِ اللّٰهُ
نفسوں کی برائیوں سے اور اپنے اعمال کی تباہیوں سے جس کو ہدایت دے اللہ

فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ یُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ ط وَنَشْهَدُ
تو اس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جس کو راستہ سے ہٹادے تو اس کا کوئی ہادی نہیں اور ہم شہادت

اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ ط وَنَشْهَدُ اَنَّ
دیتے ہیں اس بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے اس کا کوئی ساجھی نہیں اور شہادت دیتے ہیں کہ

سَیِّدَنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ط بِالْهُدٰی
ہمارے سردار اور ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں اس نے ہدایت

وَدِيْنِ الْحَقِّ اَرْسَلَهٗ ط صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى
اور سچے دین کے ساتھ آپ کو بھیجا اللہ تعالیٰ آپ پر اور آپ کے جملہ

اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ اَبَدًا ط لَا
آل و اصحاب پر ہمیشہ درود و برکت و سلام نازل فرمائے خاص کر

سِيَّمَا عَلٰى اَوَّلِهِمْ بِالتَّصْدِيْقِ ط وَاَفْضَلِهِمْ بِالتَّحْقِيْقِ ط
ان پر جو ایمان لانے میں سب سے اوّل اور عند التحقیق سب سے افضل

اَلْمَوْلَى الْاِمَامِ الصِّدِّيْقِ ط اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِمَامِ
آقا پیشوا ہمیشہ سچ بولنے والے ایمان والوں کے امیر

الْمُشَاهِدِيْنَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ط سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا
اور رب العالمین کا دیدار کرنے والے (حضرات) کے قائد ہمارے سردار اور ہمارے آقا

الْاِمَامِ ط اَبِيْ بَكْرِ نِ الصِّدِّيْقِ ط رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ ط
مقتدیٰ حضرت ابوبکر صدیق ہیں اللہ تعالیٰ راضی ہوا ان سے

وَعَلٰى اَعْدَلِ الْاَصْحَابِ ط مُزَيِّنِ الْمِنْبَرِ وَالْمِحْرَابِ ط
اور (خاص کر) ان پر جو اصحاب میں عادل تر منبر و محراب کے زینت بخش

اَلْمُوَافِقِ رَاْيُهٗ لِلْوَحْيِ وَالْكِتَابِ ط سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا
جن کی رائے وحی و کتاب کے موافق ہمارے سردار اور ہمارے آقا

الْاِمَامِ ط اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَغَيْظِ الْمُنَافِقِيْنَ ط اِمَامِ
پیشوا مومنین کے امیر اور منافقین کے لئے باعث غیظ رب العالمین کی

الْمُجَاهِدِيْنَ فِيْ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ط اَبِيْ حَفْصٍ عُمَرَ بْنِ
رضا جوئی میں جہاد کرنے والے (حضرات) کے قائد ابو حفص عمر بن

الْخَطَّابِ ط رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ ط وَعَلٰى جَامِعِ الْقُرْاٰنِ
خطاب ہیں اللہ تعالیٰ راضی ہوا ان سے اور (خاص کر) جامع قرآن پر

كَامِلِ الْحَيَآءِ وَالْاِيْمَانِ ط مُجَهِّزِ جَيْشِ الْعُسْرَةِ فِيْ
جو حیا اور ایمان میں پورے تنگی کے وقت لشکر کا سامان کرنے والے

رِضَى الرَّحْمٰنِ ط سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا الْاِمَامِ ط اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ
خدا کی خوشنودی میں ہمارے سردار اور ہمارے آقا رہبر ایمان والوں کے امیر

وَاِمَامِ الْمُتَصَدِّقِيْنَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ط اَبِيْ عَمْرٍو عُثْمَانَ
اور رب العالمین کے لئے خیرات کرنے والوں کے مقتدیٰ ابو عمرو عثمان

بْنِ عَفَّانَ ط رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ ط وَعَلٰى اَسَدِ اللّٰهِ
بن عفان ہیں اللہ تعالیٰ راضی ہوا اُن سے اور خاصکر اللہ کے غالب شیر پر

الْغَالِبِ ط اِمَامِ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ ط حَلَّالِ الْمُشْكِلَاتِ
جو سارے مغرب و مشرق کے امام اور مشکلوں اور مصیبتوں کے حل فرمانے

وَالنَّوَآئِبِ ط دَفَّاعِ الْمُعْضِلَاتِ وَالْمَصَآئِبِ ط اٰخِ الرَّسُوْلِ
والے سختیوں اور پریشانیوں کے دفع فرمانے والے برادرِ رسول

وَزَوْجِ الْبَتُوْلِ ط سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا الْاِمَامِ ط اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ
اور شوہر بتول ہمارے سردار اور ہمارے آقا اور رہبر ایمان والوں کے امیر

وَاِمَامِ الْوَاصِلِيْنَ اِلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ط اَبِي الْحَسَنِ عَلِيِّ
اور رب العالمین تک پہنچنے والوں کے مقتدیٰ ابو الحسن علی

بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ ط كَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَجْهَهُ الْكَرِيْمَ ط وَعَلٰى
بن ابی طالب ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے بزرگ چہرے کو (مزید) بزرگی دے اور خاص کر

اِبْنَيْهِ الْكَرِيْمَيْنِ السَّعِيْدَيْنِ الشَّهِيْدَيْنِ ط الْقَمَرَيْنِ
آپ کے ہر دو پسر پر جو معزز نیک بخت فائز بر مرتبہ شہادت چمکتے چاند،

الْمُنِيْرَيْنِ النَّيِّرَيْنِ ط الزَّاهِرَيْنِ الْبَاهِرَيْنِ الطَّيِّبَيْنِ
روشن سورج، کھلے ہوئے دو پھول صاف ذات، پاکیزہ صفات

الطَّاهِرِيْنِ ط سَيِّدَيْنَا اَبِيْ مُحَمَّدِنِ الْحَسَنِ وَاَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ

ہمارے سردار ابی محمد (امام) حسن رضی اللہ تعالٰی عنہ و ابو عبد اللہ

الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا ط وَعَلٰى اُمِّهِمَا سَيِّدَةِ النِّسَآءِ ط

(امام) حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ ہیں اور (خاص کر) ان کی مادر پاک پر جو جنت کی عورتوں کی سیدہ

اَلْبَتُوْلِ الزَّهْرَآءِ ط فَلْذَةِ كَبِدِ خَيْرِ الْاَنْبِيَآءِ ط صَلَوَاتُ

زاہدہ زہرا افضل الانبیاء کی جگر پارہ ہیں اللہ تعالٰی کی رحمتیں

اللّٰهِ تَعَالٰى وَسَلَامُهٗ عَلٰى اَبِيْهَا الْكَرِيْمِ ط وَعَلَيْهَا وَ

اور اس کا سلام ان کے پدر کریم پر اور ان پر اور

عَلٰى بَعْلِهَا وَابْنَيْهَا ط وَعَلٰى عَمَّيْهِ الشَّرِيْفَيْنِ الْمُطَهَّرِيْنِ

ان کے شوہر پر اور ان کے دونوں پسر پر اور (خاص کر) آپ کے دو شریف چچا پر جو

مِنَ الْاَدْنَاسِ ط سَيِّدَيْنَا اَبِيْ عُمَارَةَ حَمْزَةَ وَاَبِي الْفَضْلِ

ہر میل سے پاک ہیں ہمارے سردار ابو عمارہ (حضرت) حمزہ رضی اللہ تعالٰی عنہ اور ابو الفضل

الْعَبَّاسِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا ط وَعَلٰى سَآئِرِ فِرَقِ الْاَنْصَارِ

(حضرت) عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ ہیں اور (خاص کر) انصار و مہاجرین کے تمام گروہوں پر

وَالْمُهَاجِرَةِ ط وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ يَا اَهْلَ التَّقْوٰى وَاَهْلَ الْمَغْفِرَةِ ط اَللّٰهُمَّ

اور ہم پر ان کے ساتھ اے صاحب تقوٰی و صاحب مغفرت اے اللہ

انْصُرْ مَنْ نَصَرَ دِيْنَ سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ

اس کی مدد کر جو ہمارے سردار اور ہمارے آقا محمد (علیہ السلام) کے دین کی مدد کرے اللہ تعالٰی

تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَبَارَكَ

ان پر ان کے تمام آل واصحاب پر درود اور برکت وسلام نازل فرمائے

وَسَلَّمَ ط رَبَّنَا يَا مَوْلٰنَا وَاجْعَلْنَا مِنْهُمْ ط وَاخْذُلْ مَنْ

لے ہمارے رب اے ہمارے مولٰی اور ہمیں انہیں میں شامل کر اور اس کی نصرت ترک کر جو

خَذَلَ دِیْنَ سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی
ہمارے سردار اور ہمارے آقا محمد (علیہ السلام) کے دین کو فراموش کرے اللہ تعالیٰ
عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَبَارِكْ وَسَلَّمْ ط
ان پر اور ان کے تمام آل واصحاب پر درود وبرکت وسلام نازل فرمائے
رَبَّنَا یَا مَوْلٰنَا وَلَا تَجْعَلْنَا مِنْھُمْ ط عِبَادَ اللّٰہِ رَحِمَکُمُ
اے ہمارے رب اے ہمارے مولا اور نہ کر ہم کو ان میں سے اللہ کے بندو! تم پر اللہ رحم فرمائے
اللّٰہُ ط اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآئِ
بے شک اللہ حکم فرماتا ہے انصاف اور نیکی اور رشتہ داروں
ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ ج
کے دینے کا اور منع فرماتا ہے بے حیائی اور بری بات اور سرکشی سے
یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ ط وَلَذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی اَعْلٰی
تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ تم دھیان کرو اور البتہ اللہ تعالیٰ کا ذکر بلند
وَاَوْلٰی وَاَجَلُّ وَاَعَزُّ وَاَتَمُّ وَاَھَمُّ وَاَعْظَمُ وَاَکْبَرُ ط
اور بہتر اور جلیل تر اور غالب تر اور زیادہ تام اور اہمیت اور عظمت رکھنے والا اور بڑا برتر ہے۔

خُطْبۂ اُوْلٰی عِیْدُ الْفِطْر

خطبۂ اولیٰ کے شروع کرنے سے پہلے امام منبر پر کھڑا ہو کر ۹ بار "اللہ اکبر" کہے کہ یہی سنت ہے

(بہارِ شریعت ج1 ص783)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدَ الشَّاکِرِیْنَ ط اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کَمَا
تمام تعریفیں اللہ کو شکر کرنے والوں کی تعریف تمام تعریفیں اللہ کو مثل اس کے جو

نَقُوْلُ وَخَیْرًا مِّمَّا نَقُوْلُ ط اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ قَبْلَ کُلِّ شَیْءٍ ط

کہ ہم کہیں اور بہتر اس سے جو کہ ہم کہیں اللہ کے لئے ثنا ہر شے سے پہلے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ بَعْدَ کُلِّ شَیْءٍ ط اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ مَعَ کُلِّ شَیْءٍ ط

اللہ کے لئے ثنا ہر شے کے بعد اللہ کے لئے ثنا ہر شے کے ساتھ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ یَبْقٰی رَبُّنَا وَیَفْنٰی کُلُّ شَیْءٍ ط اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

الحمد للہ باقی رہے گا ہمارا رب اور فنا ہوگی ہر شے اللہ کے لئے حمد مثل

کَمَا یَنْبَغِیْ بِجَلَالِ وَجْهِهِ الْکَرِیْمِ ط وَعَظِیْمِ

اس کے کہ جیسی اس کی شایان شان ہے

سُلْطَانِهِ الْقَدِیْمِ ط وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَمَا حَمِدَهُ الْاَنْبِیَآءُ

اور اس کی عظیم وقدیم شہنشاہی کے مناسب اور اللہ کے لئے حمد ویسی کہ تمام انبیاء

وَالْمُرْسَلُوْنَ وَالْمَلٰٓئِکَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ط وَعِبَادُ اللّٰہِ

اور تمام رسولوں اور تمام مقرب فرشتوں اور اللہ کے تمام نیک بندوں

الصّٰلِحُوْنَ ط وَخَیْرًا مِّنْ کُلِّ ذٰلِکَ کَمَا حَمِدَ نَفْسَهُ فِیْ

نے اس کی حمد کی اور بہتر ان تمام سے جیسا کہ اس نے خود اپنی حمد کی۔ اپنی

کِتَابِهِ الْمَکْنُوْنِ ط اَللّٰہُ اَکْبَرُ ط اَللّٰہُ اَکْبَرُ ط لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ط

کتاب محفوظ میں اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے

اَللّٰہُ اَکْبَرُ ط وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ ط وَاَفْضَلُ صَلَوَاتِ اللّٰہِ ط وَاَکْمَلُ تَسْلِیْمَاتِ اللّٰہِ ط

اللہ سب سے بڑا ہے اللہ کے لئے سب تعریفیں اور اللہ کی افضل درودیں اور اللہ کے کامل تر سلام ،

وَاَنْمٰی بَرَکَاتِ اللّٰہِ ط وَاَزْکٰی تَحِیَّاتِ اللّٰہِ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِ اللّٰہِ ط

اور اللہ کی فزوں تر برکتیں ، اور اللہ کے پاکیزہ سلام خدا کی بہترین مخلوق پر

وَسِرَاجِ اُفُقِ اللّٰہِ ط وَقَاسِمِ رِزْقِ اللّٰہِ ط اَلْمَبْعُوْثِ

اور افق الٰہی کے آفتاب ، اور اللہ کا رزق تقسیم کرنے والے پر ، جو مبعوث ہیں

بِتَيْسِيْرِ اللهِ وَ رِفْقِ اللهِ ط اِمَامِ حَضْرَةِ اللهِ ط وَزِيْنَةِ

اللہ کی طرف سے آسانی کے ساتھ اور نرم احکام کے ساتھ جو خدا کی درگاہ کے امام اور عرش الٰہی

عَرْشِ اللهِ ط وَعُرُوْسِ مَمْلَكَةِ اللهِ ط نَبِيِّ الْاَنْبِيَآءِ ط

کی زینت اور اللہ کی سلطنت کے دولہا ہیں جو تمام انبیاء کے پیغمبر

عَظِيْمِ الرَّجَآءِ ط عَمِيْمِ الْجُوْدِ وَالْعَطَآءِ ط مَاحِي الذُّنُوْبِ

امید کے بڑے سخاوت و بخشش میں پورے گناہوں اور معصیت کے

وَالْخَطَآءِ ط حَبِيْبِ رَبِّ الْاَرْضِ وَالسَّمَآءِ ط اَلَّذِيْ كَانَ

مٹانے والے ، زمین و آسمان کے رب کے حبیب ہیں جو اس وقت

نَبِيًّا وَّ اٰدَمُ بَيْنَ الطِّيْنِ وَالْمَآءِ ط نَبِيِّ الْحَرَمَيْنِ اِمَامِ

نبی تھے کہ آدم (علیہ السلام) پانی اور مٹی کے درمیان تھے حرمین کے نبی

الْقِبْلَتَيْنِ ط سَيِّدِ الْكَوْنَيْنِ ط وَسِيْلَتِنَا فِي الدَّارَيْنِ ط

دونوں قبلوں کے امام کونین کے سردار اور دنیا و آخرت میں ہمارے وسیلہ

صَاحِبِ قَابَ قَوْسَيْنِ ط الْمُزَيَّنِ بِكُلِّ زَيْنٍ ط الْمُنَزَّهِ

قاب قوسین کے مالک ہر آرائش سے آراستہ

مِنْ كُلِّ عَيْبٍ وَّ شَيْنٍ ط جَدِّ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ ط

ہر عیب اور ہر نقص سے مبرا حسن اور حسین کے جد اکرم

دُرِّ اللهِ الْمَكْنُوْنِ ط سِرِّ اللهِ الْمَخْزُوْنِ ط نُوْرِ الْاَفْئِدَةِ

اللہ کے مخفی روشن موتی اور اللہ کے محفوظ راز دلوں اور

وَالْعُيُوْنِ ط سُرُوْرِ الْقَلْبِ الْمَحْزُوْنِ ط عَالِمِ مَا كَانَ وَمَا

آنکھوں کے نور غمگین دلوں کے سرور جو ہوا اور جو ہوگا سب کچھ جاننے

يَكُوْنُ ط سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ ط اَكْرَمِ الْاَوَّلِيْنَ

والے رسولوں کے سردار انبیاء کے خاتم پہلے اور پچھلے

وَالْاٰخِرِیْنَ ط قَآئِدِ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِیْنَ ط مَعْدِنِ اَنْوَارِ اللّٰہِ ط

سب میں اکرم چمکتی پیشانی چمکتے ہاتھ پاؤں والوں کے پیشوا اللہ کے انوار کے مرکز

وَمَخْزَنِ اَسْرَارِ اللّٰہِ ط وَخَزَآئِنِ رَحْمَۃِ اللّٰہِ ط وَمَوَآئِدِ

اور اللہ کے رازوں کے گنجینہ اور اللہ کی رحمت کے خزانے اور طالب نعمتِ

نِعْمَۃِ اللّٰہِ ط نَبِیِّنَا وَحَبِیْبِنَا وَشَفِیْعِنَا وَمَلِیْکِنَا وَغَوْثِنَا

الٰہی کے مطلوب ہمارے نبی اور ہمارے حبیب اور ہمارے شفیع اور ہمارے بادشاہ اور ہماری فریاد

وَغَیْثِنَا وَغِیَاثِنَا وَمُغِیْثِنَا وَعَوْنِنَا وَمُعِیْنِنَا وَوَکِیْلِنَا وَکَفِیْلِنَا ط

اور ہماری بارش اور ہمارے لئے فریاد چاہنے والے اور ہمارے فریاد رس اور ہمارے مددگار ہماری مدد فرمانے والے اور ہمارے وکیل وکفیل

سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا وَمَلْجَانَا وَمَاْوٰنَا مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ط

ہمارے سردار اور ہمارے آقا اور ہمارے ملجا اور جائے پناہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جو رب العالمین کے رسول ہیں۔

وَعَلٰی اٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ وَاَصْحَابِہِ الطَّاھِرِیْنَ ط وَاَزْوَاجِہِ

اور آپ کی آل پر جو طیب ہیں اور آپ کے صحابہ پر جو طاہر ہیں اور آپ کی پاکیزہ

الطَّاھِرَاتِ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ ط وَعِتْرَتِہِ الْمُکَرَّمِیْنَ

بیویوں پر جو مومنین کی مائیں ہیں اور آپ کی جملہ نسل پر جو بزرگ

الْمُعَظَّمِیْنَ ط وَاَوْلِیَآءِ مِلَّتِہِ الْکَامِلِیْنَ الْعَارِفِیْنَ ط وَ

عظمت والی ہے اور آپ کے اولیائے ملت پر جو کامل اور اہل معرفت ہیں اور

عُلَمَآءِ اُمَّتِہِ الرَّاشِدِیْنَ الْمُرْشِدِیْنَ ط وَعَلَیْنَا مَعَھُمْ

آپ کی اُمت کے علماء پر جو ہدایت یافتہ اور ہدایت کرنے والے ہیں۔ اور ہم پر ان حضرات کے ساتھ

وَبِھِمْ وَلَھُمْ وَفِیْھِمْ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ط اَللّٰہُ اَکْبَرُ ط

اور ان کے ذریعہ اور ان کے لئے اور انکے زمرہ میں اے سب مہربانوں سے زیادہ مہربان اللہ سب سے بڑا ہے

اَللّٰہُ اَکْبَرُ ط لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ط اَللّٰہُ اَکْبَرُ ط وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ ط

اللہ سب سے بڑا ہے اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے اور اللہ ہی کے لئے حمد ہے

وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ ط اِلٰهًا

اور میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں وہ یکتا ہے اس کا کوئی ساجھی نہیں معبود

وَّاحِدًا اَحَدًا اَصَمَدًا اَفْرَدًا وِّتْرًا حَيًّا قَيُّوْمًا مَّلِكًا جَبَّارًا ط

یگانہ ایک بے نیاز تنہا طاق حی قیوم بادشاہ شانِ جبروت والا

لِلذُّنُوْبِ غَفَّارًا وَّلِلْعُيُوْبِ سَتَّارًا ط شَهَادَةً يُّحَيّٰ

گناہوں کا بخشنے والا اور عیبوں کا چھپانے والا ہے وہ شہادت کہ جس کے ذریعہ

بِهَا وَجْهُ الرَّحْمٰنِ ط وَاَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدًا

رحمٰن کے دربار میں نذر گزاری جاتی ہے اور شہادت دیتا ہوں کہ بے شک ہمارے سردار اور ہمارے آقا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ط اَرْسَلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ

اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ آپ کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اُسے

عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ط وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ط شَهَادَةً نَّتَّقِيْ

سب دینوں پر غالب کرے اور اللہ کافی ہے گواہ وہ شہادت کہ بچیں گے ہم

بِهَا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنَ النِّيْرَانِ ط وَنَدْخُلُ بِهَا مَعَ

اسکے ذریعہ انشاء اللہ تعالیٰ دوزخ سے اور داخل ہوں گے اس کے ذریعہ اول

الرَّحِيْلِ الْاَوَّلِ دَارَ الْجِنَانِ ط اَللّٰهُ اَكْبَرُ ط اَللّٰهُ اَكْبَرُ ط لَآ

کوچ کے ساتھ بہشت میں اللہ بڑا ہے اللہ بڑا ہے اللہ کے

اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ط اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ط اَمَّا بَعْدُ ط

سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ بڑا ہے اللہ بڑا ہے اور اللہ ہی کے لئے حمد ہے لیکن بعد اس کے

فَيَآ اَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ ط رَحِمَنَا وَرَحِمَكُمُ اللّٰهُ ط اِعْلَمُوْآ اَنَّ

پس اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ ہم پر اور تم پر رحم فرمائے جان لو بے شک

يَوْمَكُمْ هٰذَا يَوْمٌ عَظِيْمٌ ط يَوْمٌ يَّتَجَلّٰى فِيْهِ رَبُّكُمْ

یہ تمہارا دن بڑا دن ہے ایسا دن کہ اس میں تمہارا رب اپنے اسم کریم کے

بِاسْمِهِ الْكَرِيْمِ ط وَيَغْفِرُ فِيْهِ لِلصَّآئِمِيْنَ ط اَلَا وَلِلصَّآئِمِ
ساتھ تجلّی فرماتا ہے اور روزہ داروں کو اس میں بخشتا ہے آگاہ ہو اور روزہ دار کے

فَرْحَتَانِ ط فَرْحَةٌ عِنْدَ الْاِفْطَارِ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَآءِ
لئے دو خوشیاں ہیں ایک خوشی افطار کے وقت اور ایک خوشی رحمٰن سے ملنے

الرَّحْمٰنِ ط اَلَا وَاِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابًا يُّقَالُ لَهُ الرَّيَّانُ ط لَا
کے وقت خبردار ہو اور بے شک جنت میں ایک دروازہ ہے اس کو ریان (جو اسیراب کرنیوالا) کہتے ہیں

يَدْخُلُهُ اِلَّا الصَّآئِمُوْنَ لِوَجْهِ الْكَرِيْمِ الْمَلِكِ الدَّيَّانِ ط
اس میں نہیں داخل ہوں گے مگر وہ جو روزہ رکھتے ہیں (اللہ) کریم بادشاہ بدلہ دینے والے کی رضا کے لئے

اَللّٰهُ اَكْبَرُ ط اَللّٰهُ اَكْبَرُ ط لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ط اَللّٰهُ
اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے اللہ

اَكْبَرُ ط وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ط اَلَا وَاِنَّ نَبِيَّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى
سب سے بڑا ہے اور اللہ ہی کے لئے حمد ہے سنو اور بے شک تمہارے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ط قَدْ اَوْجَبَ عَلَيْكُمْ فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ عَلٰى
تحقیق واجب فرمایا ہے تم پر اس دن میں

كُلِّ مَنْ يَّمْلِكُ النِّصَابَ فَاضِلًا عَنِ الْحَاجَةِ
ہر اس شخص پر جو مالک ہو نصاب کا درآں حالیکہ زائد ہو اصلی حاجت سے

الْاَصْلِيَّةِ ط عَنْ نَّفْسِهٖ وَعَنْ صِغَارِ الذُّرِّيَّةِ ط صَاعًا
اپنے نفس اور اپنی چھوٹی (نابالغ) اولاد کی جانب سے ایک صاع

مِّنْ تَمْرٍ اَوْ شَعِيْرٍ اَوْ نِصْفَ صَاعٍ مِّنْ بُرٍّ اَوْ زَبِيْبٍ ط
چھوہارے یا جو یا آدھا صاع گیہوں یا زبیب (منقی)

اَلَا وَاِنَّهَا لَطُهْرَةٌ لِّصِيَامِكُمْ عَنِ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ ط وَ
متنبہ ہو جاؤ اور بے شک وہ (صدقہ) البتہ پاکی ہے تمہارے روزوں کے لئے لغو اور بیہودہ گوئی سے اور

اَنَّ الصِّیَامَ مُعَلَّقَۃٌ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ حَتّٰی تُؤَدّٰی
بے شک روزے زمین اور آسمان کے درمیان معلق رہتے ہیں یہاں تک کر ادا کیا جائے

ھٰذِہِ الصَّدَقَۃُ ط فَادُّوْھَا طَیِّبَۃً بِھَا اَنْفُسُکُمْ ط تَقَبَّلَھَا
یہ صدقہ پس ادا کرو اس کو درآں حالیکہ خوش رہے اس کے ساتھ تمہارا نفس، قبول فرمائے

اللّٰہُ وَالصِّیَامَ مِنَّا وَمِنْکُمْ وَمِنْ اَھْلِ الْاِسْلَامِ ط اَللّٰہُ
قبول فرمائے اللہ اس کو اور روزوں کو ہم سے اور تم سے اور اہل اسلام سے، اللہ

اَکْبَرُ ط اَللّٰہُ اَکْبَرُ ط لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ط اَللّٰہُ
سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے اللہ

اَکْبَرُ ط وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ ط اَلَا وَاِنَّ رَبَّکُمْ فَرَضَ فَرَآئِضَ
سب سے بڑا ہے اور اللہ ہی کے لئے حمد ہے متوجہ ہو جاؤ اور بے شک تمہارے رب نے فرض کیا ہے فرائض کو

فَلَا تَتْرُکُوْھَا ط وَحَرَّمَ حُرُمَاتٍ فَلَا تَنْتَھِکُوْھَا ط اَلَا وَ
تو ان کو نہ چھوڑو، اور حرام کیا ہے حرام اشیاء کو پس ان کو ہاتھ نہ لگاؤ دیکھو تو اور

اِنَّ نَبِیَّکُمْ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ط سَنَّ لَکُمْ
بے شک تمہارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تمہارے لئے سنن

سُنَنَ الْھُدٰی فَاسْلُکُوْھَا ط اَللّٰہُ اَکْبَرُ ط اَللّٰہُ اَکْبَرُ ط لَآ
ہدیٰ مقرر کئے ہیں پس انہیں پر چلو اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے اللہ

اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ط اَللّٰہُ اَکْبَرُ ط وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ ط اَمَّا
کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے اور اللہ ہی کے لئے حمد ہے لیکن

بَعْدُ ط فَیَآ اَیُّھَا الْمُؤْمِنُوْنَ ط رَحِمَنَا وَرَحِمَکُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی ط اُوْصِیْکُمْ
بعد اس کے پس اے ایمان والو اللہ ہم پر اور تم پر رحم فرمائے، وصیت کرتا ہوں تم کو

وَنَفْسِیْ بِتَقْوَی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ فِی السِّرِّ وَالْاِعْلَانِ ط فَاِنَّ
اور اپنے نفس کو اللہ عزوجل کے لئے پرہیزگاری کی تنہائی اور اعلان میں اس لئے کہ

اَلتَّقْوٰی سَنَامُ ذُرَی الْاِیْمَانِ ط وَاذْکُرُوا اللّٰہَ عِنْدَ کُلِّ

پرہیزگاری ایمان کی انتہائے بلندی ہے اور اللہ کو یاد کرو ہر

شَجَرٍ وَّحَجَرٍ ط وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ط

درخت اور پتھر کے نزدیک اور جان رکھو کہ اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے

وَاَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَیْسَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ط وَ

اور بے شک اللہ تعالیٰ غافل نہیں ہے۔ اس سے جو تم عمل کرتے ہو اور

اقْتَفُوْٓا اٰثَارَ سُنَنِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط صَلَوَاتُ اللّٰہِ

سید المرسلین (علیہ السلام) کی سنتوں کی پیروی کرو اللہ تعالیٰ کی رحمتیں

تَعَالٰی وَسَلَامُہٗ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْنَ ط فَاِنَّ

اور اس کا سلام آپ پر اور ان سب (حضرات انبیاء) پر اس لئے کہ

السُّنَنَ ھِیَ الْاَنْوَارُ ط وَزَیِّنُوْا قُلُوْبَکُمْ بِحُبِّ ھٰذَا

سنتیں یہی انوار ہیں اور اس نبی کریم کی محبت سے اپنے دلوں کو آراستہ کرو

النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ ط عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ

آپ پر اور آپ کی آل پر افضل درود

وَالتَّسْلِیْمِ ط فَاِنَّ الْحُبَّ ھُوَ الْاِیْمَانُ کُلُّہٗ ط اَلَا لَآ اِیْمَانَ

و سلام، اس لئے کہ محبت ہی پورا ایمان ہے، آگاہ ہو نہیں ہے

لِمَنْ لَّا مَحَبَّۃَ لَہٗ ط اَلَا لَآ اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا مَحَبَّۃَ لَہٗ ط اَلَا

ایمان اس شخص کے لئے جسے آپ سے محبت نہیں نہیں ہے ایمان اس شخص کے لئے جسے آپ سے محبت نہیں،

لَآ اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا مَحَبَّۃَ لَہٗ ط رَزَقَنَا اللّٰہُ تَعَالٰی وَاِیَّاکُمْ

نہیں ہے ایمان اس شخص کے لئے جسے آپ سے محبت نہیں دے خدا ہم کو اور تم کو

حُبَّ حَبِیْبِہٖ ھٰذَا النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ ط عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ

محبت اپنے حبیب اس نبی کریم کی ان پر اور ان کی آل پر

اَکْرَمُ الصَّلٰوۃِ وَالتَّسْلِیْمِ ط کَمَا یُحِبُّ رَبُّنَا وَیَرْضٰی ط

بزرگ تر درود و سلام جیسا کہ محبوب رکھتا ہے ہمارا رب اور راضی ہوتا ہے

وَاسْتَعْمَلَنَا وَاِیَّاکُمْ بِسُنَّتِہٖ ط وَحَیَّانَا وَاِیَّاکُمْ عَلٰی

اور عمل کی توفیق دے ہمکو اور تمکو ان کی سنت کے ساتھ اور زندہ رکھے ہم کو اور تمکو انکی

مَحَبَّتِہٖ ط وَتَوَفَّانَا وَاِیَّاکُمْ عَلٰی مِلَّتِہٖ ط وَحَشَرَنَا وَاِیَّاکُمْ

محبت پر اور وفات دے ہمیں اور تمہیں ان کے مذہب پر اور اٹھائے ہمیں اور تمہیں

فِیْ زُمْرَتِہٖ ط وَسَقَانَا وَاِیَّاکُمْ مِّنْ شَرْبَتِہٖ ط شَرَابًا ھَنِیْئًا

ان کے گروہ میں اور پلائے ہمیں اور تمہیں ان کے شربت سے وہ شربت کہ پسند اور

مَّرِیْئًا سَآئِغًا لَّا نَظْمَأُ بَعْدَہٗ اَبَدًا ط وَاَدْخَلَنَا وَاِیَّاکُمْ

مزیدار بآسانی گلے سے فرو ہونے والا ہے، نہیں پیاسے ہوں گے اس کے بعد کبھی اور داخل فرمائے ہمکو اور تمکو

فِیْ جَنَّتِہٖ ط بِمَنِّہٖ وَرَحْمَتِہٖ وَکَرَمِہٖ وَرَاْفَتِہٖ ط اِنَّہٗ ھُوَ

ان کی جنت میں اپنے احسان اور اپنی رحمت اور اپنے کرم اور اپنی مہربانی سے بیشک وہی

الرَّءُوْفُ الرَّحِیْمُ ط اَللّٰہُ اَکْبَرُ ط اَللّٰہُ اَکْبَرُ ط لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

مہربان اور رحمت والا ہے اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں

وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ط اَللّٰہُ اَکْبَرُ ط وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ ط عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی

اور اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے اور اللہ ہی کے لئے حمد ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ط اَلْبِرُّ لَا یَبْلٰی وَالذَّنْبُ لَا

سے (مروی ہے) نیکی پرانی نہ ہوگی اور گناہ

یُنْسٰی وَالدَّیَّانُ لَا یَمُوْتُ ط اِعْمَلْ مَاشِئْتَ کَمَا تَدِیْنُ

بھلایا نہ جائے گا اور بدلہ دینے والا نہ مرے گا عمل کر جو کچھ چاہے تو جیسا کرے گا

تُدَانُ ط اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط ﴿ فَمَنْ یَّعْمَلْ

بدلہ دیا جائے گا۔ اللہ کی پناہ چاہتا ہوں شیطان مردود سے (ترجمۂ کنز الایمان: تو جو ایک

مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ خَیۡرًا یَّرَہٗ ؕ﴿۷﴾ وَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا

ذرّہ بھر بھلائی کرے اسے دیکھے گا اور جو ایک ذرّہ بھر برائی کرے

یَّرَہٗ ﴿۸﴾ ع (1) اَللّٰہُ اَکۡبَرُ ؕ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ ؕ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکۡبَرُ ؕ

اسے دیکھے گا) اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے

اَللّٰہُ اَکۡبَرُ ؕ وَلِلّٰہِ الۡحَمۡدُ ؕ بَارَكَ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمۡ فِی

اللہ سب سے بڑا ہے اور اللہ ہی کے لئے حمد ہے برکت دے اللہ ہمارے لئے اور تمہارے لئے

الۡقُرۡاٰنِ الۡعَظِیۡمِ ؕ وَنَفَعَنَا وَاِیَّاکُمۡ بِالۡاٰیَاتِ وَالذِّکۡرِ

قرآن عظیم میں اور نفع دے ہمکو اور تمکو آیتوں اور حکمت والے ذکر

الۡحَکِیۡمِ ؕ اِنَّہٗ تَعَالٰی مَلِكٌ کَرِیۡمٌ ؕ جَوَادٌ بَرٌّ رَءُوۡفٌ

کے ذریعہ بے شک وہ عالی ذات کریم بادشاہ جواد احسان فرمانے والا مہربان

رَّحِیۡمٌ ؕ اَقُوۡلُ قَوۡلِیۡ ھٰذَا وَاَسۡتَغۡفِرُ اللّٰہَ لِیۡ وَلَکُمۡ

رحمت والا ہے کہتا ہوں اپنا یہ قول اور اللہ سے طلب مغفرت کرتا ہوں اپنے لئے اور تمہارے لئے

وَلِسَآئِرِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَالۡمُؤۡمِنَاتِ ؕ وَالۡمُسۡلِمِیۡنَ وَ

اور باقی مومن مرد اور مومن عورتوں اور مسلم مرد اور

الۡمُسۡلِمَاتِ ؕ اِنَّہٗ ھُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِیۡمُ ؕ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ ؕ اَللّٰہُ

مسلم عورتوں کے لئے بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے اللہ سب سے بڑا ہے اللہ

اَکۡبَرُ ؕ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکۡبَرُ ؕ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ ؕ وَلِلّٰہِ الۡحَمۡدُ ؕ

سب سے بڑا ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے اور اللہ ہی کے لئے حمد ہے

خطبۂ ثانیہ برائے عید الفطر و عید الاضحٰی

خطبۂ ثانیہ کے شروع سے پہلے سات بار اور ختم پر ۱۴ بار امام منبر پر کھڑے کھڑے اللہ اکبر کہے یہی سُنّت ہے

(ماخوذ از بہارِ شریعت ج1 ص783)

(1) (پ ۳۰، الزلزال: ۷، ۸)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ

تمام تعریفیں اللہ کو ہم اسکی ثنا کرتے اور اس سے مدد چاہتے ہیں اور اس سے مغفرت کے طالب اور اس پر ایمان رکھتے ہیں

وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ ط وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ

اور اس پر بھروسہ کرتے ہیں اور پناہ چاہتے ہیں اللہ کی اپنے نفسوں کی برائیوں سے اور

سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا ط مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ ط وَ

اپنے اعمال کی قباحتوں سے جس کو اللہ ہدایت دے تو اس کو گمراہ کرنے والا کوئی نہیں اور

مَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ط وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

جس کو راستہ سے ہٹا دے تو اس کا کوئی ہادی نہیں اور ہم شہادت دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں

وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ط وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلٰنَا

وہ یکتا ہے اس کا کوئی ساجھی نہیں اور شہادت دیتے ہیں کہ ہمارے سردار اور ہمارے آقا

مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ط بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ

محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں اس نے ہدایت اور سچے دین کے ساتھ

اَرْسَلَهٗ ط صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ

آپ کو بھیجا اللہ تعالیٰ آپ پر اور آپ کے جملہ آل و اصحاب پر

اَجْمَعِيْنَ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ اَبَدًا ط لَا سِيَّمَا عَلٰى اَوَّلِهِمْ

درود سلام اور برکت نازل فرمائے ہمیشہ خاص کر ان پر جو ایمان لانے میں سب سے اوّل

بِالتَّصْدِيْقِ ط وَاَفْضَلِهِمْ بِالتَّحْقِيْقِ ط اَلْمَوْلَى الْاِمَامِ

اور عند التحقیق سب سے افضل آقا پیشوا

الصِّدِّيْقِ ط اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِمَامِ الْمُشَاهِدِيْنَ لِرَبِّ

ہمیشہ سچ بولنے والے ایمان والوں کے امیر اور رب العالمین کا دیدار کرنے والے (حضرات) کے

الْعٰلَمِیْنَ ط سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا الْاِمَامِ اَبِیْ بَکْرِنِ الصِّدِّیْقِ ط

قائد ہمارے سردار اور ہمارے آقا امام (حضرت) ابوبکر صدیق ہیں

رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ ط وَعَلٰی اَعْدَلِ الْاَصْحَابِ مُزَیِّنَ

راضی ہوا اللہ تعالیٰ اُن سے۔ اور (خاص کر) ان پر جو اصحاب میں عادل تر منبر اور محراب کے

الْمِنْبَرِ وَالْمِحْرَابِ ط اَلْمُوَافِقِ رَاْیُہٗ لِلْوَحْیِ وَالْکِتَابِ ط

زینت بخش، جن کی رائے وحی اور کتاب کے موافق،

سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا الْاِمَامِ ط اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَغَیْظِ الْمُنَافِقِیْنَ ط

ہمارے سردار اور ہمارے آقا رہبر ایمان والوں کے امیر، اور منافقین کے لئے باعث غیظ،

اِمَامِ الْمُجَاهِدِیْنَ فِیْ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ط اَبِیْ حَفْصٍ عُمَرَ

رب العالمین کی رضا جوئی میں جہاد کرنے والوں کے قائد، (حضرت) ابوحفص عمر بن

بْنِ الْخَطَّابِ ط رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ ط وَعَلٰی جَامِعِ

خطاب ہیں اللہ تعالیٰ راضی ہوا ان سے۔ اور (خاص کر) جامع قرآن پر جو

الْقُرْاٰنِ ط کَامِلِ الْحَیَآءِ وَالْاِیْمَانِ ط مُجَهِّزِ جَیْشِ الْعُسْرَةِ

حیا اور ایمان میں پورے، خدا کی خوشنودی میں تنگی کے وقت لشکر

فِیْ رِضَی الرَّحْمٰنِ ط سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا الْاِمَامِ ط اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ

کا انتظام کرنے والے، ہمارے سردار اور ہمارے آقا رہبر ایمان والوں کے امیر،

وَاِمَامِ الْمُتَصَدِّقِیْنَ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ط اَبِیْ عَمْرٍو عُثْمَانَ بْنِ

اور رب العالمین کے لئے خیرات کرنیوالوں کے مقتدیٰ، (حضرت) ابوعمرو عثمان بن

عَفَّانَ ط رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ ط وَعَلٰی اَسَدِ اللہِ الْغَالِبِ ط

عفان ہیں اللہ تعالیٰ راضی ہوا ان سے۔ اور (خاصکر) اللہ کے غالب شیر پر جو سارے

اِمَامِ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ ط حَلَّالِ الْمُشْکِلَاتِ وَالنَّوَآئِبِ ط

مشرق و مغرب کے امام، مشکلوں اور مصیبتوں کے حل کرنے والے،

دَفَّاعِ الْمُعْضَلَاتِ وَالْمَصَآئِبِ ط اٰخِ الرَّسُوْلِ وَ زَوْجِ
سختیوں اور پریشانیوں کو دفع کرنے والے ، برادرِ رسول اور شوہر

الْبَتُوْلِ ط سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا الْاِمَامِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاِمَامِ
بتول ، ہمارے سردار اور ہمارے آقا رہبر ایمان والوں کے امیر اور

الْوَاصِلِیْنَ اِلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ط اَبِی الْحَسَنِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ
رب العالمین تک پہنچنے والوں کے مقتدا ، حضرت ابوالحسن علی بن ابی

طَالِبٍ ط کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْمُ ط وَعَلَی ابْنَیْہِ
طالب ہیں اللہ تعالیٰ ان کے بزرگ چہرہ کو مزید بزرگی بخشے اور (خاصکر) آپ کے ہر دو پسر

الْکَرِیْمَیْنِ السَّعِیْدَیْنِ الشَّہِیْدَیْنِ الْقَمَرَیْنِ الْمُنِیْرَیْنِ
پر ، جو معزز نیک بخت فائز بر مرتبۂ شہادت ، چمکتے چاند روشن سورج

النَّیِّرَیْنِ الزَّاہِرَیْنِ الْبَاہِرَیْنِ الطَّیِّبَیْنِ الطَّاہِرَیْنِ ط
کھلے ہوئے دو پھول صاف ذات پاکیزہ صفات

سَیِّدَیْنَا اَبِیْ مُحَمَّدِ نِ الْحَسَنِ وَاَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ الْحُسَیْنِ ط
ہمارے سردار ابو محمد (امام) حسن اور ابو عبداللہ (امام) حسین ہیں

رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا ط وَعَلٰی اُمِّہِمَا سَیِّدَۃِ النِّسَآءِ ط
راضی ہوا اللہ تعالیٰ ان سے ۔ اور (خاص کر) ان کی مادر پاک پر جو جنت کی عورتوں کی سردار

الْبَتُوْلِ الزَّہْرَآءِ ط فِلْذَۃِ کَبِدِ خَیْرِ الْاَنْبِیَآءِ ط صَلَوَاتُ اللّٰہِ
زاہدہ زہرا خیرالانبیاء کی جگر پارہ ہیں ۔ اللہ تعالیٰ کی

تَعَالٰی وَسَلَامُہٗ عَلٰی اَبِیْہَا الْکَرِیْمِ وَعَلَیْہَا وَعَلٰی بَعْلِہَا
رحمتیں اور اس کا سلام ان کے پدر کریم پر ، اور ان پر اور ان کے شوہر پر ،

وَابْنَیْہَا ط وَعَلٰی عَمَّیْہِ الشَّرِیْفَیْنِ الْمُطَہَّرَیْنِ مِنَ
اور ان کے دونوں پسر پر ، اور (خاص کر) آپ کے دو شریف چچا پر جو ہر میل سے پاک ،

الْاَدْنَاسِ ط سَیِّدِیْنَا اَبِیْ عُمَارَۃَ حَمْزَۃَ وَاَبِی الْفَضْلِ

ہمارے سردار ابو عمارہ (حضرت) حمزہ اور ابو الفضل

الْعَبَّاسِ ط رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا ط وَعَلٰی سَائِرِ فِرَقِ

(حضرت) عباس ہیں راضی ہوا اللہ تعالیٰ ان سے۔ اور (خاص کر) انصار اور مہاجرین

الْاَنْصَارِ وَالْمُہَاجِرَۃِ ط وَعَلَیْنَا مَعَہُمْ یَا اَہْلَ التَّقْوٰی وَ

کے تمام گروہوں پر اور ہم پر ان کے ساتھ اے صاحب تقویٰ و

اَہْلَ الْمَغْفِرَۃِ ط اَللّٰہُ اَکْبَرُ ط اَللّٰہُ اَکْبَرُ ط لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ

صاحب مغفرت، اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور

اَللّٰہُ اَکْبَرُ ط اَللّٰہُ اَکْبَرُ ط وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ ط اَللّٰہُمَّ انْصُرْ مَنْ

اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے۔ اور اللہ ہی کے لئے حمد ہے۔ اے اللہ اس کی مدد کر جو

نَصَرَ دِیْنَ سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی

ہمارے سردار اور ہمارے آقا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے دین کی مدد کرے

عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَبَارِكْ وَسَلَّمْ ط

اللہ تعالیٰ ان پر اور ان کے تمام آل و اصحاب پر درود و برکت و سلام نازل فرمائے

رَبَّنَا یَا مَوْلٰنَا وَاجْعَلْنَا مِنْہُمْ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَ

اے ہمارے رب اے ہمارے مولیٰ اور ہمیں انہیں میں شامل فرما اور اسکی نصرت ترک کر جو

دِیْنَ سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی

ہمارے سردار اور ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو فراموش کرے اللہ تعالیٰ

عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَبَارِكْ وَسَلَّمْ ط

ان پر اور ان کے تمام آل و اصحاب پر درود و برکت و سلام نازل فرمائے۔

رَبَّنَا یَا مَوْلٰنَا وَلَا تَجْعَلْنَا مِنْہُمْ ط اَللّٰہُ اَکْبَرُ ط اَللّٰہُ اَکْبَرُ ط

اے ہمارے رب اے ہمارے مولا اور نہ کر ہم کو ان سے۔ اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ؕ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ؕ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ؕ عِبَادَ
اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے، اور اللہ ہی کیلئے حمد ہے۔ اے
اللّٰهِ ؕ رَحِمَكُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ
اللہ کے بندو اللہ تم پر رحم فرمائے۔ بے شک اللہ حکم فرماتا ہے انصاف اور نیکی
وَاِيْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَ
اور رشتہ داروں کے دینے کا اور منع فرماتا ہے بے حیائی اور بری بات اور
الْبَغْیِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى
سرکشی سے تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ تم دھیان کرو البتہ اللہ تعالیٰ کا ذکر
اَعْلٰى وَاَوْلٰى وَاَجَلُّ وَاَعَزُّ وَاَتَمُّ وَاَهَمُّ وَاَعْظَمُ وَاَكْبَرُ ؕ
بلند اور بہتر اور جلیل تر اور غالب تر اور کامل تر اور زیادہ اہمیت اور عظمت والا اور زیادہ بڑا ہے۔

عیدالفطر و عیدالاضحیٰ کے خطبۂ ثانیہ کے ختم پر ۱۴ بار امام منبر پر کھڑے کھڑے اللہ اکبر کہے۔ یہی سُنّت ہے
(ماخوذ از بہارِ شریعت ج 1 ص 783)

خُطبۂ اُولٰی برائے عیدالاضحیٰ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدَ الشّٰكِرِيْنَ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَمَا نَقُوْلُ وَ
تمام تعریفیں اللہ کو، شکر کرنے والوں کی تعریف، تمام تعریفیں اللہ کو مثل اس کے کہ ہم کہیں اور
خَيْرًا مِّمَّا نَقُوْلُ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ قَبْلَ كُلِّ شَیْءٍ ؕ اَلْحَمْدُ
بہتر اس سے کہ ہم کہیں، اللہ کے لئے ثناء ہر شے سے پہلے، اللہ کے لئے
لِلّٰهِ بَعْدَ كُلِّ شَیْءٍ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ مَعَ كُلِّ شَیْءٍ ؕ وَالْحَمْدُ
ثناء ہر شے کے بعد، اللہ کے لئے ثناء ہر شے کے ساتھ، اور الحمد للہ،

لِلّٰہِ یَبْقٰی رَبُّنَا وَیَفْنٰی کُلُّ شَیْءٍ ط اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کَمَا یَنْبَغِیْ

باقی رہے گا ہمارا رب، اور فنا ہوگی ہر شے۔ اللہ کے لئے حمد جیسا کہ اس کی

لِجَلَالِ وَجْھِہِ الْکَرِیْمِ ط وَعَظِیْمِ سُلْطَانِہِ الْقَدِیْمِ ط

شان کے لائق ہے، اور اس کی عظیم و قدیم شہنشاہی کے مناسب

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَمَا حَمِدَہُ الْاَنْبِیَآءُ وَالْمُرْسَلُوْنَ وَالْمَلٰئِکَۃُ

اور اللہ کے لئے حمد جیسے حمد کی اس کی تمام انبیاء اور تمام رسولوں اور تمام مقرب فرشتوں

الْمُقَرَّبُوْنَ ط وَعِبَادُ اللّٰہِ الصّٰلِحُوْنَ ط وَخَیْرًا مِّنْ کُلِّ ذٰلِکَ

نے اور اللہ کے جملہ نیک بندوں نے اور بہتر ان تمام سے

کَمَا حَمِدَ نَفْسَہٗ فِیْ کِتَابِہِ الْمَکْنُوْنِ ط اَللّٰہُ اَکْبَرُ ط اَللّٰہُ

جیسا کہ اس نے خود اپنی حمد کی اپنی محفوظ کتاب میں اللہ سب سے بڑا ہے اللہ

اَکْبَرُ ط لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ط اَللّٰہُ اَکْبَرُ ط وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ ط

سب سے بڑا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے۔ اور اللہ ہی کے لئے حمد ہے۔

وَاَفْضَلُ صَلَوَاتِ اللّٰہِ ط وَاَکْمَلُ تَسْلِیْمَاتِ اللّٰہِ ط وَاَنْمٰی

اور اللہ کی افضل درودیں، اور اللہ کے کامل تر سلام، اور اللہ

بَرَکَاتِ اللّٰہِ ط وَاَزْکٰی تَحِیَّاتِ اللّٰہِ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِ اللّٰہِ ط

کی فزوں تر برکتیں، اور اللہ کی پاکیزہ تحیات، بہترین خلق خدا پر،

وَسِرَاجِ اُفُقِ اللّٰہِ ط وَقَاسِمِ رِزْقِ اللّٰہِ ط اَلْمَبْعُوْثِ بِتَیْسِیْرِ

اور افق الٰہی کے آفتاب، اور اللہ کا رزق تقسیم کرنے والے پر، جو مبعوث ہیں اللہ کے آسان

اللّٰہِ وَرِفْقِ اللّٰہِ ط اِمَامِ حَضْرَۃِ اللّٰہِ ط وَزِیْنَۃِ عَرْشِ

اور نرم احکام کے ساتھ، جو خدا کی درگاہ کے امام، اللہ کے عرش کی

اللّٰہِ ط وَعُرُوْسِ مَمْلَکَۃِ اللّٰہِ ط نَبِیِّ الْاَنْبِیَآءِ ط عَظِیْمِ

زینت، اور اللہ کی سلطنت کے دولہا ہیں، جو تمام انبیاء کے پیغمبر، امید کے

الرَّجَآءِ ؕ عَمِيْمِ الْجُوْدِ وَالْعَطَآءِ ؕ مَاحِي الذُّنُوْبِ وَالْخَطَآءِ ؕ

برتر، سخاوت اور بخشش میں پورے، گناہوں اور خطاؤں کے مٹانے والے،

حَبِيْبِ رَبِّ الْاَرْضِ وَالسَّمَآءِ ؕ اَلَّذِىْ كَانَ نَبِيًّا وَّاٰدَمُ

زمین و آسمان کے رب کے حبیب ہیں۔ جو اس وقت نبی تھے کہ آدم (علیہ السلام)

بَيْنَ الطِّيْنِ وَالْمَآءِ ؕ نَبِيِّ الْحَرَمَيْنِ اِمَامِ الْقِبْلَتَيْنِ ؕ

پانی اور مٹی کے درمیان تھے حرمین کے نبی، قبلتین کے امام،

سَيِّدِ الْكَوْنَيْنِ وَسِيْلَتِنَا فِى الدَّارَيْنِ ؕ صَاحِبِ قَابَ

کونین کے سردار، اور دنیا و آخرت میں ہمارے وسیلہ، قاب توسین کے

قَوْسَيْنِ ؕ اَلْمُزَيَّنِ بِكُلِّ زَيْنٍ ؕ اَلْمُنَزَّهِ مِنْ كُلِّ عَيْبٍ

مالک، ہر آرائش سے آراستہ، ہر عیب اور ہر نقص سے منزہ،

وَّشَيْنٍ ؕ جَدِّ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ ؕ دُرِّ اللّٰهِ الْمَكْنُوْنِ ؕ سِرِّ

حسن اور حسین کے جد اکرم، اللہ کے مخفی روشن موتی،

اللّٰهِ الْمَخْزُوْنِ ؕ نُوْرِ الْاَفْئِدَةِ وَالْعُيُوْنِ ؕ سُرُوْرِ الْقَلْبِ

اللہ کے محفوظ راز، دلوں اور آنکھوں کے نور، غمگین دل کے

الْمَحْزُوْنِ ؕ عَالِمِ مَا كَانَ وَمَا يَكُوْنُ ؕ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ

سرور، جو کچھ ہوا اور جو ہوگا سب کچھ جاننے والے، رسولوں کے سردار،

خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ ؕ اَكْرَمِ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ ؕ قَآئِدِ الْغُرِّ

انبیا کے خاتم، اگلے اور پچھلے سب میں اکرم، چمکتی پیشانی اور

الْمُحَجَّلِيْنَ ؕ مَعْدِنِ اَنْوَارِ اللّٰهِ ؕ وَمَخْزَنِ اَسْرَارِ اللّٰهِ ؕ

چمکتے ہاتھ پاؤں والوں کے پیشوا، اللہ کے انوار کے مرکز، اور اللہ کے رازوں کے گنجینہ،

وَخَزَآئِنِ رَحْمَةِ اللّٰهِ ؕ وَمَوَآئِدِ نِعْمَةِ اللّٰهِ ؕ نَبِيِّنَا وَحَبِيْبِنَا

اور اللہ کی رحمت کے خزانے، اور طالب نعمتِ الٰہی کے مطلوب، ہمارے نبی اور ہمارے حبیب،

وَشَفِيْعِنَا وَمَلِيْكِنَا وَغَوْثِنَا وَغَيْثِنَا وَغِيَاثِنَا وَمُغِيْثِنَا

اور ہمارے شفیع، اور ہمارے بادشاہ، اور ہماری فریاد، اور ہماری بارش، اور ہمارے لئے فریاد چاہنے والے، اور ہمارے فریاد رس،

وَعَوْنِنَا وَمُعِيْنِنَا وَوَكِيْلِنَا وَكَفِيْلِنَا سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا وَمَلْجَانَا

ہمارے مددگار، ہماری مدد کرنے والے، ہمارے وکیل، ہمارے کفیل، ہمارے سردار، ہمارے آقا، ہمارے ملجا

وَمَاْوٰنَا مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَعَلٰى اٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ

اور جائے پناہ محمد (علیہ الصلوۃ والسلام) جو رب العالمین کے رسول ہیں۔ اور آپ کی آل پر جو طیب ہیں۔ اور

وَاَصْحَابِهِ الطَّاهِرِيْنَ ۝ وَاَزْوَاجِهِ الطَّاهِرَاتِ اُمَّهَاتِ

آپ کے اصحاب پر جو طاہر ہیں - اور آپ کی پاکیزہ بیویوں پر جو مومنین کی مائیں ہیں۔

الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَعِتْرَتِهِ الْمُكَرَّمِيْنَ الْمُعَظَّمِيْنَ ۝ وَاَوْلِيَآءِ مِلَّتِهِ

اور جملہ نسل پر جو بزرگ عظمت والی ہے اور آپ کے اولیائے

الْكَامِلِيْنَ الْعَارِفِيْنَ ۝ وَعُلَمَآءِ اُمَّتِهِ الرَّاشِدِيْنَ الْمُرْشِدِيْنَ ۝

ملت پر جو کامل اور اہل معرفت ہیں - اور آپ کے علمائے امت پر جو ہدایت یافتہ اور ہدایت کرنیوالے ہیں۔

وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ وَبِهِمْ وَلَهُمْ وَفِيْهِمْ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۝

اور ہم پر ان حضرات کے ساتھ اور ان کے ذریعہ اور ان کے لئے اور ان کے زمرہ میں اے سب مہربانوں سے زیادہ مہربان۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝

اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے۔

وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ۝ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ

اور اللہ ہی کیلئے حمد ہے اور میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یگانہ ہے اس کا کوئی

لَهٗ ۝ اِلٰهًا وَّاحِدًا اَحَدًا صَمَدًا فَرْدًا وِّتْرًا حَيًّا قَيُّوْمًا مَّلِكًا

ساجھی نہیں معبود یگانہ، ایک بے نیاز، تنہا طاق، حی و قیوم، بادشاہ،

جَبَّارًا ۝ لِلذُّنُوْبِ غَفَّارًا وَّلِلْعُيُوْبِ سَتَّارًا ۝ شَهَادَةً يُّحْيِيْ

شان جبروت والا، گناہوں کا بخشنے والا، اور عیبوں کا چھپانے والا، ایسی شہادت کہ جس کے ذریعہ

بِهَا وَجْهُ الرَّحْمٰنِ ط وَاَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدًا

رحمٰن کے دربار میں نذر گزار دیجاتی ہے اور شہادت دیتا ہوں کہ بیشک ہمارے سردار اور ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم

عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ط اَرْسَلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ

اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ بھیجا ہے ان کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ کہ اُسے

عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ط وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ط شَهَادَةً نَتَّقِىْ

سب دینوں پر غالب کرے اور اللہ کافی ہے گواہ وہ شہادت کہ بچیں گے ہم

بِهَا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنَ النِّيْرَانِ ط وَنَدْخُلُ بِهَا مَعَ

اسکے ذریعہ انشاءاللہ تعالیٰ دوزخ سے اور داخل ہوں گے اس کے ذریعہ

الرَّحِيْلِ الْاَوَّلِ دَارَ الْجِنَانِ ط اَللّٰهُ اَكْبَرُ ط اَللّٰهُ اَكْبَرُ ط لَآ اِلٰهَ

اول کوچ کے ساتھ بہشت میں، اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ کے سوا

اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ط اَللّٰهُ اَكْبَرُ ط وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ط اَمَّا بَعْدُ ط فَيَا

کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے اور اللہ ہی کیلئے حمد ہے۔ لیکن بعد اس کے پس اے

اَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ ط رَحِمَنَا وَرَحِمَكُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى ط اِعْلَمُوْآ اَنَّ يَوْمَكُمْ

ایمان والو! اللہ تعالیٰ ہم پر اور تم پر رحم فرماتے، جان لو بیشک تمہارا یہ دن

هٰذَا يَوْمٌ عَظِيْمٌ ط قَالَ شَفِيْعُ الْمُذْنِبِيْنَ رَسُوْلُ رَبِّ

بڑا دن ہے۔ گناہگاروں کے شفیع رب العالمین کے رسول (حضرت)

الْعٰلَمِيْنَ مُحَمَّدٌ ط صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ط مَا مِنْ

محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا! کہ دنوں میں

اَيَّامٍ الْعَمَلُ الصَّالِحُ فِيْهِنَّ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى مِنْ

سے کوئی دن نہیں ہے کہ عمل صالح ان میں زیادہ پسندیدہ ہو اللہ تعالیٰ کے نزدیک

هٰذِهِ الْاَيَّامِ الْعَشْرِ ط وَقَالَ مَا عَمِلَ ابْنُ اٰدَمَ مِنْ عَمَلٍ

بہ نسبت ان دس ایام کے (عمل کے) اور فرمایا نہیں عمل کیا ابن آدم نے کوئی عمل

يَوْمِ النَّحْرِ اَحَبَّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ اِهْرَاقِ الدَّمِ ط وَاِنَّهٗ لَيَاْتِيْ

قربانی کے دن میں جو زیادہ پسند ہو اللہ کے نزدیک خون بہانے سے (یعنی قربانی سے) اور بے شک وہ

يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِقُرُوْنِهَا وَاَشْعَارِهَا وَاَظْلَافِهَا ط وَاِنَّ الدَّمَ

(قربانی کا جانور) البتہ قیامت کے دن اپنے سینگوں اور بالوں اور کھُروں کے ساتھ آئیگا اور بیشک خون

لَيَقَعُ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى بِمَكَانٍ قَبْلَ اَنْ يَّقَعَ بِالْاَرْضِ ط

اللہ کے حضور میں قبولیت کے کسی مرتبہ میں واقع ہو جاتا ہے قبل اس سے کہ زمین پر گرے

فَطِيْبُوْا بِهَا نَفْسًا ط اَللّٰهُ اَكْبَرُ ط اَللّٰهُ اَكْبَرُ ط لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

پس اُس سے نفس کو خوش کرو اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے ۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں

وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ط اَللّٰهُ اَكْبَرُ ط وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ط اَلَا وَاِنَّ نَبِيَّكُمْ صَلَّى

اور اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے اور اللہ ہی کے لئے حمد ہے ، آگاہ ہو جاؤ بیشک تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم

اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ط قَدْ اَوْجَبَ عَلٰى كُلِّ مَنْ يَّمْلِكُ

نے قربانی کے جانور کی قربانی کرنی واجب فرمائی ہے اس دن میں ہر اس شخص پر

النِّصَابَ فَاضِلًا عَنْ حَوَآئِجِهِ الْاَصْلِيَّةِ ط فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ اَنْ

جو نصاب کا مالک ہو دراں حالیکہ اُس کی اصلی حاجت سے زائد ہے

يَّنْحَرَ الْاُضْحِيَّةَ ط وَوَقْتُهَا بَعْدَ صَلَاةِ الْعِيْدِ الْاَضْحٰى

اور اُس کا وقت شہری کے لئے نمازِ عید الاضحیٰ کے بعد ہے۔

لِلْبَلَدِيْ ط وَلِلْاَعْرَابِيْ بَعْدَ طُلُوْعِ فَجْرِ هٰذَا الْيَوْمِ ط فَحَسِّنُوا

اور دیہاتی کے لئے اُس دن کی فجر طلوع ہونے کے بعد ، پس قربانی کا

الْاُضْحِيَّةَ وَلَا تَذْبَحُوْا عَرْجَآءَ وَلَا عَوْرَآءَ وَلَا عَجْفَآءَ وَلَا

جانور آراستہ اور تندرست کرو اور نہ ذبح کرو لنگڑا اور نہ کانا اور نہ زیادہ دُبلا اور نہ

مَقْطُوْعَةَ الْاُذُنِ وَلَوْ لِوَاحِدَةٍ ط فَاِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ

کان کٹا اگرچہ ایک کان ہو اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حَسِّنُوْا ضَحَایَاکُمْ فَاِنَّهَا عَلَی

نے ارشاد فرمایا کہ اپنی قربانی کے جانور آراستہ وتندرست کرو اس

الصِّرَاطِ مَطَایَاکُمْ ط فَعَنْ کُلِّ وَاحِدٍ مِّنْکُمْ شَاةٌ سَوَآءٌ

لئے کہ وہ صراط پر تمہارے لئے سواری ہیں۔ پس تم میں سے ہر ایک کی جانب سے ایک بکری ہے۔ برابر ہے

کَانَتْ ذَکَرًا اَوْ اُنْثٰی اَوْ سُبْعُ الْبَقَرَاتِ اَوِ الْاِبِلِ ط وَکَبِّرُوْا

کہ مذکر ہو یا مؤنث یا گائے (یا بھینس) یا اونٹ کی، ساتواں حصہ۔ اور

عَقِیْبَ الصَّلَوَاتِ الْمَفْرُوْضَةِ مِنْ فَجْرِ الْعَرَفَةِ اِلٰی

فرض نمازوں کے بعد عرفہ (۹ ذی الحجۃ) کی فجر سے اخیر تشریق ۱۳ ذی الحجہ

عَصْرِ اٰخِرِ اَیَّامِ التَّشْرِیْقِ ط اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ

کی عصر تک تکبیر (اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر لا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر وللّٰہ الحمد) کہو۔ پناہ چاہتا ہوں اللّٰہ کی شیطان

الرَّجِیْمِ ط ﴿اِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ ط

مردود سے (ترجمۂ کنز الایمان: جب اٹھاتا تھا ابراہیم اس گھر کی نیویں (بنیادیں) اور اسمٰعیل

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ط اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۱۲۷﴾﴾[1] اَللّٰهُ اَکْبَرُ ط

یہ کہتے ہوئے کہ اے رب ہمارے ہم سے قبول فرما بے شک تو ہی ہے سنتا جانتا) اللّٰہ سب سے بڑا ہے

اَللّٰهُ اَکْبَرُ ط لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ ط اَللّٰهُ اَکْبَرُ ط وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ط

اللّٰہ سب سے بڑا ہے۔ اللّٰہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللّٰہ سب سے بڑا ہے اللّٰہ سب سے بڑا ہے اور اللّٰہ ہی کے لئے حمد ہے،

اَلَا وَاِنَّ رَبَّکُمْ فَرَضَ فَرَآئِضَ فَلَا تَتْرُکُوْهَا وَحَرَّمَ

خبردار ہوجاؤ اور بیشک تمہارے رب نے فرائض کو لازم کیا ہے پس انکو نہ چھوڑو اور ممنوعات

حُرُمَاتٍ فَلَا تَنْتَهِکُوْهَا ط اَلَا وَاِنَّ نَبِیَّکُمْ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی

کو حرام کیا ہے۔ پس انکو ہاتھ نہ لگاؤ، سن لو اور بیشک تمہارے نبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم

عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَنَّ لَکُمْ سُنَنَ الْهُدٰی فَاسْلُکُوْهَا ط اَللّٰهُ

نے تمہارے لئے سنن ہدیٰ مقرر فرماتے ہیں پس انہیں پر چلو۔ اللّٰہ

اَکْبَرُ ط اَللّٰهُ اَکْبَرُ ط لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ ط اَللّٰهُ اَکْبَرُ ط وَ

سب سے بڑا ہے اللّٰہ سب سے بڑا ہے۔ اللّٰہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور اللّٰہ سب سے بڑا ہے اللّٰہ سب سے بڑا ہے اور

---

[1] (پ ۱، البقرۃ: ۱۲۷)

لِلّٰہِ الْحَمْدُ ط اَمَّا بَعْدُ فَیَا اَیُّھَا الْمُؤْمِنُوْنَ رَحِمَنَا وَرَحِمَکُمُ

اللہ ہی کے لئے حمد ہے۔ لیکن بعد اس کے پس اے ایمان والو۔ اللہ تعالیٰ ہم پر اور تم پر رحم فرمائے

اللّٰہُ تَعَالٰی ط اُوْصِیْکُمْ وَنَفْسِیْ بِتَقْوَی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ فِی السِّرِّ وَ

وصیت کرتا ہوں تم کو اور اپنے نفس کو پرہیزگاری کی، اللہ عزوجل کے لئے تنہائی اور

الْاِعْلَانِ ط فَاِنَّ التَّقْوٰی سَنَامُ ذُرَی الْاِیْمَانِ ط وَاذْکُرُوا

ظاہر میں اس لئے کہ پرہیزگاری ایمان کی انتہائے بلندی ہے۔ اور یاد کرو

اللّٰہَ عِنْدَ کُلِّ شَجَرٍ وَّحَجَرٍ ط وَاعْلَمُوْآ اَنَّ اللّٰہَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

اللہ کو ہر درخت اور ہر پتھر کے نزدیک اور جان لو بے شک اللہ دیکھتا ہے جو کچھ تم عمل کرتے

بَصِیْرٌ ط وَاَنَّ اللّٰہَ لَیْسَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ط وَاقْتَفُوْآ

ہو اور بے شک اللہ غافل نہیں اُس سے کہ تم عمل کرتے ہو اور سید المرسلین

اٰثَارَ سُنَنِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ صَلَوَاتُ اللّٰہِ تَعَالٰی وَسَلَامُہٗ

(صلی اللہ علیہ وسلم) کی سنتوں کی پیروی کرو۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور اس کا سلام

عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْنَ ط فَاِنَّ السُّنَنَ ھِیَ الْاَنْوَارُ وَ

آپ پر اور ان سب حضرات پر اس لئے کہ سنتیں ہی انوار ہیں۔ اور

زَیِّنُوْا قُلُوْبَکُمْ بِحُبِّ ھٰذَا النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ عَلَیْہِ وَعَلٰی

اس نبی کریم کی محبت سے اپنے دلوں کو آراستہ کرو۔ آپ پر اور آپ کی

اٰلِہٖ اَفْضَلُ الصَّلَاۃِ وَالتَّسْلِیْمِ ط فَاِنَّ الْحُبَّ ھُوَالْاِیْمَانُ

آل پر افضل درود و سلام، اس لئے کہ محبت ہی پورا ایمان ہے۔

کُلُّہٗ ط اَلَا لَآ اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا مَحَبَّۃَ لَہٗ ط اَلَا لَآ اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا

آگاہ ہو جاؤ نہیں ہے ایمان اس شخص کے لئے جسے آپ سے محبت نہیں، خبردار ہو جاؤ نہیں ہے ایمان

مَحَبَّۃَ لَہٗ ط اَلَا لَآ اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا مَحَبَّۃَ لَہٗ ط رَزَقَنَا اللّٰہُ تَعَالٰی

اس کیلئے جسے آپ سے محبت نہیں، سن لو نہیں ہے ایمان اس کے لئے جسے آپ سے محبت نہیں، اللہ تعالیٰ ہم کو اور

وَاِیَّاکُمْ حُبَّ حَبِیْبِہٖ ھٰذَا النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ ط عَلَیْہِ وَعَلٰی

تم کو عطا کرے محبت اپنے حبیب کی جو یہ نبی کریم ہیں آپ اور آپ کی

اٰلِہٖ اَکْرَمُ الصَّلٰوۃِ وَالتَّسْلِیْمِ ط کَمَا یُحِبُّ رَبُّنَا وَیَرْضٰی

آل پر بزرگ ترین درود و سلام جیسا کہ محبت رکھتا ہے ہمارا رب اور راضی ہوتا ہے

وَاسْتَعْمِلْنَا وَاِیَّاکُمْ بِسُنَّتِہٖ ط وَحَیِّنَا وَاِیَّاکُمْ عَلٰی مَحَبَّتِہٖ ط

اور عمل کی توفیق دے ہمکو اور تمکو ان کی سنت کے ساتھ اور زندہ رکھے ہمکو اور تمکو ان کی محبت پر

وَتَوَفَّنَا وَاِیَّاکُمْ عَلٰی مِلَّتِہٖ ط وَاحْشُرْنَا وَاِیَّاکُمْ فِیْ زُمْرَتِہٖ ط

اور وفات دے ہم کو اور تمکو ان کے مذہب پر اور اٹھائے ہم کو اور تم کو ان کے گروہ میں

وَاسْقِنَا وَاِیَّاکُمْ مِّنْ شَرْبَتِہٖ ط شَرَابًا ھَنِیْئًا مَّرِیْئًا سَائِغًا لَّا

اور سیراب کرے ہمکو اور تمکو ان کے شربت سے وہ شربت کہ پسند اور مزیدار اور بآسانی گلے سے فرو

نَظْمَأُ بَعْدَہٗ اَبَدًا ط وَاَدْخِلْنَا وَاِیَّاکُمْ فِیْ جَنَّتِہٖ ط بِمَنِّہٖ وَ

ہونیوالا ہے نہیں پیاسے ہوں گے اس کے بعد کبھی ، اور داخل فرمائے ہمکو اور تمکو اُن کی جنت میں اپنے احسان اور

رَحْمَتِہٖ وَکَرَمِہٖ وَرَأْفَتِہٖ ط اِنَّہٗ ھُوَ الرَّءُوْفُ الرَّحِیْمُ ط اَللّٰہُ

اپنی رحمت اور اپنے کرم اور اپنی مہربانی سے بے شک وہی مہربان اور رحمت والا ہے - اللہ

اَکْبَرُ ط اَللّٰہُ اَکْبَرُ ط لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ط اَللّٰہُ اَکْبَرُ ط

سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے- اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے

وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ ط عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ط

اور اللہ ہی کے لئے حمد ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے (مروی ہے)

اَلْبِرُّ لَا یَبْلٰی وَالذَّنْبُ لَا یُنْسٰی وَالدَّیَّانُ لَا یَمُوْتُ ط

نیکی پرانی نہ ہوگی اور گناہ بھلایا نہ جائے گا اور بدلہ دینے والا نہ مرے گا

اِعْمَلْ مَا شِئْتَ کَمَا تَدِیْنُ تُدَانُ ط اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ

عمل کر جو کچھ چاہے تو جیسا کرے گا بدلہ دیا جائے گا اللہ کی پناہ چاہتا ہوں

الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط ﴿فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ ﴿۷﴾ ط

شیطان مردود سے ، (ترجمۂ کنز الایمان: تو جو ایک ذرہ بھر بھلائی کرے اسے دیکھے گا

وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ ﴿۸﴾ ع﴾[1] اَللّٰہُ اَکْبَرُ ط اَللّٰہُ اَکْبَرُ ط

اور جو ایک ذرہ بھر برائی کرے اسے دیکھے گا) اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے

---

(1) (پ ۳۰، الزلزال: ۷، ۸)

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ط اَللّٰهُ اَكْبَرُ ط وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ط بَارَكَ
اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے اور اللہ ہی کے لئے حمد ہے۔ برکت دے

اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِى الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ ط وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ
اللہ ہمارے لئے اور تمہارے لئے قرآن عظیم میں اور نفع دے ہم کو اور تم کو

بِالْاٰيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ط اِنَّهٗ تَعَالٰى مَلِكٌ كَرِيْمٌ ط
آیتوں اور حکمت والے ذکر کے ذریعہ بے شک وہ عالی ذات بادشاہ کریم ہے

جَوَادٌ بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ط اَقُوْلُ قَوْلِىْ هٰذَا وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ
جواد، احسان فرمانے والا، مہربان، رحمت والا ہے۔ کہتا ہوں اپنا یہ قول اور طلبِ مغفرت کرتا ہوں اللہ سے

لِىْ وَلَكُمْ وَلِسَائِرِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ط اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ
اپنے لئے اور تمہارے لئے اور باقی مومن مرد اور مومن عورتوں کے لئے بے شک وہی ہے بخشنے والا

الرَّحِيْمُ ط اَللّٰهُ اَكْبَرُ ط اَللّٰهُ اَكْبَرُ ط لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ط
رحم کرنے والا۔ اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے

اَللّٰهُ اَكْبَرُ ط وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ط
اللہ سب سے بڑا ہے اور اللہ ہی کے لئے حمد ہے۔

(خُطباتِ رضویہ ختم ہوئے)

خُطْبَۂ جُمُعَۃُ الْوَدَاع

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ ط وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا ط مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ ط وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِىَ

لَہٗ ط وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ط وَنَشْھَدُ
اَنَّ سَیِّدَنَا وَنَبِیَّنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ط وَھُوَ حَبِیْبُ
الرَّحْمٰنِ ط صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ط وَعَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْۢبِیَآءِ
وَالْمُرْسَلِیْنَ ط وَعَلٰی کُلِّ مَلٰٓئِکَتِکَ الْمُقَرَّبِیْنَ ط وَعَلٰی عِبَادِکَ
الصّٰلِحِیْنَ ط صَلٰوۃً مَّا تُحِبُّ وَتَرْضٰی یَا رَحْمٰنُ ط اَمَّا بَعْدُ ط
فَیَا اَیُّھَا الثَّقَلَانِ مِنَ الْاِنْسِ وَالْجَآنِّ ط قَدْ مَضٰی اَکْثَرُ
شَھْرِ رَمَضَانَ ط وَمَا بَقِیَ مِنْہُ اِلَّا قَلِیْلُ الزَّمَانِ ط شَھْرُ الرَّحْمَۃِ
وَالْغُفْرَانِ ط فَالْوَدَاعُ وَالْوَدَاعُ لِشَھْرِ رَمَضَانَ ط شَھْرٌ تُفْتَحُ فِیْہِ
اَبْوَابُ الْجِنَانِ وَتُغْلَقُ فِیْہِ اَبْوَابُ النِّیْرَانِ ط اَلْوَدَاعُ وَالْوَدَاعُ لِشَھْرِ
رَمَضَانَ ط شَھْرٌ اَوَّلُہٗ رَحْمَۃٌ وَّاَوْسَطُہٗ مَغْفِرَۃٌ وَّ اٰخِرُہٗ عِتْقٌ مِّنَ
النِّیْرَانِ ط اَلْوَدَاعُ وَالْوَدَاعُ لِشَھْرِ رَمَضَانَ ط شَھْرٌ مَّنْ صَامَ فِیْہِ
اِیْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنَ الْعِصْیَانِ ط اَلْوَدَاعُ وَالْوَدَاعُ
لِشَھْرِ رَمَضَانَ ط شَھْرٌ لِّلصَّآئِمِ فِیْہِ فَرْحَتَانِ ط فَرْحَۃٌ عِنْدَ فِطْرِہٖ
وَفَرْحَۃٌ عِنْدَ لِقَآءِ الرَّحْمٰنِ ط اَلْوَدَاعُ وَالْوَدَاعُ لِشَھْرِ رَمَضَانَ ط شَھْرٌ

فِيْهِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ط لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ وَّاَفْضَلُ اَجْزَآءِ الزَّمَانِ ط مَنْ قَامَ فِيْهَا اِيْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا فَازَ بِالرَّوْحِ وَالرَّيْحَانِ ط اَلْفِرَاقُ وَالْفِرَاقُ لِشَهْرِ رَمَضَانَ ط شَهْرُ التَّسَابِيْحِ وَالتَّرَاوِيْحِ وَتِلَاوَةِ الْقُرْاٰنِ ط اَلْوَدَاعُ وَالْوَدَاعُ لِشَهْرِ رَمَضَانَ ط شَهْرٌ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ط اَلْوَدَاعُ وَالْوَدَاعُ لِشَهْرِ رَمَضَانَ ط وَسَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ط ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ط وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ط لِاَنَّهٗ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ط ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ط فَيَآ اَيُّهَا الْاِخْوَانُ وَالْخُلَّانُ ط تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ط عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ

النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ
وَبِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا
اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ط اِنَّ اَحْسَنَ الْكَلَامِ وَاَبْلَغَ النِّظَامِ
كَلَامُ اللّٰهِ الْمَلِكِ الْعَلَّامِ ط قَوْلُهٗ حَقٌّ وَّكَلَامُهٗ صِدْقٌ ط وَاِذَا قُرِئَ
الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ط اَعُوْذُ
بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ﴿۴۶﴾ ج
فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۷﴾ لا (۱) ۝ وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيَاتِ
وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ط اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَادٌ كَرِيْمٌ مَّلِكٌ بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ط
وَهُوَ قَدِيْمُ الْاِحْسَانِ ط

خطبۂ نکاح

(از حاشیہ بہارِ شریعت، جلد 2، حصہ 7، ص 6,5)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ
سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں، ہم اسکی تعریف کرتے ہیں، اس سے مدد چاہتے ہیں، اس سے مغفرت چاہتے ہیں، اس پر ایمان
بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ (۲) وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ
لاتے ہیں اور اُس پر بھروسہ کرتے ہیں اور اللہ کی پناہ چاہتے ہیں اپنے نفسوں کے شر سے اور

(۱)...... (پ ۲۷، الرحمٰن: ۴۶، ۴۷) (۲)...... "وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ" یہ الفاظ بہارِ شریعت میں موجود نہیں مشہور ہونے کی وجہ سے ڈال دیئے ہیں۔...علمیہ

مِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا ؕ مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ

برائیوں سے اپنے اعمال کی، جسے خدا ہدایت دے اُسے کوئی گمراہ کرنیوالا نہیں

وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ؕ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا

اور جسے گمراہ کرے اُسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود

اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ؕ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ

نہیں وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے

وَرَسُوْلُهٗ ؕ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ؕ بِسْمِ

اور رسول ہیں، میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں شیطان مردود سے، اللہ کے نام

اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ

سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا (ترجمۂ کنز الایمان: اے لوگو اپنے رب سے ڈرو جس نے

خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ

تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی میں سے اُس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں

مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ

سے بہت سے مرد و عورت پھیلا دیے اور اللہ سے ڈرو جس کے نام پر مانگتے

بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ﴿۱﴾﴾[1] ﴿يٰۤاَيُّهَا

ہو اور رشتوں کا لحاظ رکھو بے شک اللہ ہر وقت تمہیں دیکھ رہا ہے) (اے ایمان

الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ

والو اللہ سے ڈرو جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے اور ہرگز نہ مرنا

اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾﴾[2] ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ

مگر مسلمان) اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور

قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ﴿۷۰﴾ لا يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ

سیدھی بات کہو تمہارے اعمال تمہارے لیے سنوار دے گا اور تمہارے گناہ بخش

ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿۷۱﴾﴾[3]

دے گا اور جو اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے اس نے بڑی کامیابی پائی)
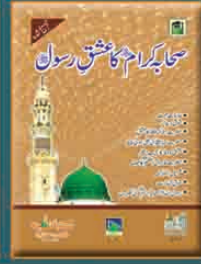
(۱) (پ ۴، النسآء: ۱) (۲) (پ ۴، اٰلِ عمرٰن: ۱۰۲) (۳) (پ ۲۲، الاحزاب: ۷۰، ۷۱)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُنّت کی بہاریں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ تبلیغِ قراٰن وسُنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **دعوتِ اسلامی** کے مہکے مہکے مَدَنی ماحول میں بکثرت سُنّتیں سیکھی اور سکھائی جاتی ہیں، ہر جُمعرات مغرِب کی نَماز کے بعد آپ کے شہر میں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سُنّتوں بھرے اجتماع میں رِضائے الٰہی کیلئے اچّھی اچّھی نیّتوں کے ساتھ ساری رات گزارنے کی مَدَنی اِلتجا ہے۔ عاشِقانِ رسول کے **مَدَنی قافِلوں** میں بہ نیّت ثواب سُنّتوں کی تربیّت کیلئے سفر اور روزانہ **فکرِ مدینہ** کے ذَرِیعے **مَدَنی اِنعامات** کا رِسالہ پُر کر کے ہر مَدَنی ماہ کے ابتِدائی دس دن کے اندر اندر اپنے یہاں کے ذمّے دار کو جَمع کروانے کا معمول بنالیجئے، **اِنْ شَآءَ اللہ** عَزَّوَجَلَّ اِس کی بَرَکت سے پابندِ سنّت بننے، گناہوں سے نفرت کرنے اور **ایمان کی حفاظت** کیلئے کُڑھنے کا ذِہن بنے گا۔

ہر اسلامی بھائی اپنا یہ ذِہن بنائے کہ **"مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کرنی ہے۔"** اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنی اِصلاح کی کوشش کے لیے **"مَدَنی اِنعامات"** پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کے لیے **"مَدَنی قافِلوں"** میں سفر کرنا ہے۔ **اِنْ شَآءَ اللہ** عَزَّوَجَلَّ

مکتبۃ المدینہ کی شاخیں

- کراچی: شہید مسجد، کھارادر۔ فون: 021-32203311
- لاہور: داتا دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ۔ فون: 042-37311679
- سردارآباد (فیصل آباد): امین پور بازار۔ فون: 041-2632625
- کشمیر: چوک شہیداں میر پور۔ فون: 058274-37212
- حیدرآباد: فیضان مدینہ، آفندی ٹاؤن۔ فون: 022-2620122
- ملتان: نزد پیپل والی مسجد، اندرون بوہڑ گیٹ۔ فون: 061-4511192
- اوکاڑہ: کالج روڈ بالمقابل غوثیہ مسجد نزد تحصیل کونسل ہال فون: 044-2550767
- راولپنڈی: فضل داد پلازہ کمیٹی چوک، اقبال روڈ۔ فون: 051-5553765
- پشاور: فیضان مدینہ گلبرگ نمبر 1 النور سٹریٹ، صدر۔
- خان پور: دُرانی چوک نہر کنارہ۔ فون: 068-5571686
- نواب شاہ: چکرا بازار، نزد MCB۔ فون: 0244-4362145
- سکھر: فیضان مدینہ بیراج روڈ۔ فون: 071-5619195
- گوجرانوالہ: فیضان مدینہ شیخوپورہ موڑ، گوجرانوالہ۔ فون: 055-4225653
- گلزار طیبہ (سرگودھا) ضیا مارکیٹ، بالمقابل جامع مسجد سیّد حامد علی شاہ۔ 048-6007128

مکتبۃ المدینہ (دعوتِ اسلامی)

فیضانِ مدینہ، محلّہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)

فون: 021-34921389-93 Ext: 1284

Web: www.dawateislami.net / Email: ilmia@dawateislami.net